Al-Burhanul Ajal
by
Md Bashir
1327 H.

ومن کان یرید حرث الدنیا نؤته منها وما له فی الآخرة من نصیب

اقرأ بما تیسر معک من القرآن

لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب

البرهان العجاب
علی
فرضیة ام الکتاب

من تصنیف عالم اجل فاضل اکمل جامع المعقول والمنقول فخر المتاخرین رئیس المتبحرین مولانا محمد بشیر سہسوانی ادام اللہ مجدہ

در مطبع فیض واقع دہلی مطبوع گردید

ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وما له في الآخرة من نصيب

اقرء بما تيسر معك من القران

لا صلوة لمن لم يقرء بفاتحة الكتاب

البرهان العجاب على فرضية ام الكتاب

من تصنیف عالم اجل فاضل اکمل جامع المنقول والمعقول فخر المتأخرین رئیس الفقہاء والمحدثین مولانا الشیخ محمد بشیر السہسوانی ادام اللہ مجدہ۔

در مطبع محمدی واقع دہلی مطبوع گردید
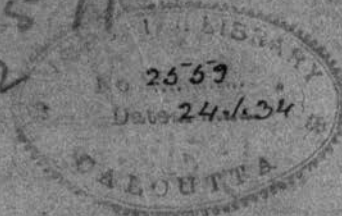
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّا بعد مخفی نہ رہے کہ حق تعالیٰ نے بفحوائے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا کے روز ازل سے فطرت انسانی میں مادہ علم و تحقیق رکھا ہے اور جہل و تقلید کو بالطبع انسان قبیح سمجھتا ہے اور دین اسلام بھی یہی سکھاتا ہے اور حق تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ایسے زمانہ میں ہم لوگ واقع ہیں جس میں تحقیق کا کما ینبغی موقع ملتا ہے اس لئے اکثر طبائع فی زماننا متوجہ تحقیق کی طرف رہتی ہیں ۔ لہٰذا بہت حضرات نے اس عاجز سے سوال کیا کہ ہم سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے میں بہت متردد ہیں ۔ کوئی کہتا ہے کہ بغیر اس کے نماز ہی نہیں ہوتی ہے کوئی کہتا ہے کہ پڑھنے والے کے منہ میں پتھر ۔ آگ ۔ چنگاری ۔ مٹی ۔ گندگی ۔ بھری جائے گی ۔ اگر اس کی تحقیق ترجمہ سورہ فاتحہ میں کردی جاوے تو بہت فائدہ ہوگا ۔ چنانچہ اسی بنا پر چند روز ترجمہ میں اس کا بیان کیا گیا اور اہل انصاف و تحقیق نے اس کو بہت پسند کیا مگر یہ کہا کہ ان سب مضامین کا یاد رہنا مشکل ہے اگر بصورت رسالہ یہ مضامین قلمبند ہوجاویں تو نفع اس کا عام و پایدار ہوجائے گا ۔ اس لئے یہ مختصر رسالہ لکھا گیا اس میں صرف دو مسئلوں کا بیان مقصود ہے ۔ اول یہ کہ جیسا کہ امام و منفرد پر مطلق قراءۃ فرض ہے ایسا ہی مقتدی پر ۔ دوم یہ کہ امام و منفرد و مقتدی سب پر سورہ فاتحہ کی قراءۃ بھی فرض ہے اور مطلق قراءۃ کی فرضیت اور سورۂ فاتحہ کی قراءۃ کی فرضیت میں کچھ منافات و تعارض نہیں ہے ۔ مسئلہ اولیٰ کے چند ادلہ ہیں ۔ **دلیل پہلی** یہ آیت سورۂ مُزّمّل کی ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۔ بیان اس کا یہ ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت نے

کہ اُن ہی میں سے علماء حنفیہ بھی ہیں فرضیت قراءۃ پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے اور یہ آیت
باطلاقہا جیسا کہ فرضیت قرأۃ پر امام و منفرد کے حق میں دلالت کرتی ہے اسی طرح فرضیت قراءۃ
پر مقتدی کے حق میں بھی دلالت کرتی ہے۔ من غیر فرق بحال اس آیت کا بعینہا حال آیات
وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ کا ہے ابن الہمام نے فتح القدیر میں
لکھا ہے قولہ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ وَاقْرَءُوا وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا امرٌ۔ وَ
مقتضاہ ⁽ᵃ⁾الافتراض ولم تفرض خارج الصلوۃ فوجب أن يراد بها الافتراض
الواقع في الصّلوۃ اعمالا للنصوص في حقيقتها حيث امكن (انتہے) اس دلیل میں
اگرچہ وہ کلام ہے جس کا انشاء اللہ تعالیٰ ابھی ذکر کیا جائے گا مگر میں نے اس کو مقدم کیا دو سبب سے
اوّل اس لئے کہ یہ دلیل کتاب اللہ کی ہے اور کتاب اللہ مقدم ہے اور ادلہ پر دوسرے اسلئے
کہ مقصود اصلی تحریر مختصر ہذا سے اپنے حنفی بھائیوں کا سمجھانا ہے اور اُن کا سمجھانا اُن کے اصول
مسلّمہ پر اہون ہے پس جو اُن میں سے انصاف والے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ تو ضرور حق کو قبول
کر ہی لینگے اور جو مجادل یا مکابر ہیں وہ ضرور عاجز آجائینگے اور اُن سے کچھ جواب بن نہ پڑے گا۔ یہ
بھی ایک فائدہ عظمے ہے۔ یہ آیت حنفیہ کے اصول مسلمہ پر واسطے اثبات فرضیت قراءۃ مقتدی
کے دلیل قطعی ہے اور اس دلیل قطعی کا ناسخ یا مخصص کوئی پایا نہیں گیا۔ سوائے آیت کریمہ
وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کے اور علماء حنفیہ نے اسکی
تصریح کی ہے کہ یہ آیت ناسخ نہیں ہے تلویح باب المعارضہ والترجیح میں ہے۔ مثال المصير الى
السنة عند تعارض الآيتين۔ قولہ تعالیٰ۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ وقولہ تعالیٰ۔ وَاِذَا
قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا۔ تعارضا فصرنا الى قول النبی صلعم۔ مَنْ كَانَ لَهٗ
اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ۔ (انتہے) وہکذا فی غیرہ من کتب الاصول اس سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک آیت۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔ ناسخ آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ کی نہیں ہے
ورنہ رجوع الی السنۃ کی کیا حاجت تھی کیونکہ بر تقدیر نسخ منسوخ پر عمل نہیں کیا جاتا ہے اور ناسخ
پر کیا جاتا ہے یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آیتین میں تعارض تو ہے مگر نسخ نہیں ہے۔ اسکی وجہ
نہیں ہے مگر یہی کہ نسخ کے لئے ضرور ہے اثبات تاخر ناسخ کا منسوخ سے اور یہاں ثابت نہیں
اور ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔ فاذا ⁽ᶜ⁾صح وجب ان يخص عموم الاية والحديث
على طريقة الخصم مطلقا فيخرج المقتدی وعلى طريقنا يخص ايضا لانہما عام خص

⁽ᵃ⁾ اِنّ اِذا امر مقتضاہ فرضیت ہے اور یہ احکام نماز سے خارج تو فرض ہوئے نہیں لہذا ضرور ہے کہ اِسلئے وہی فرضیت مراد لیجائے جو نماز میں ہے تاکہ حتی الوسع نصوص شرعیہ کے حقیقی معنوں پر عمل ہو جائے تمام ہوئی عبارت ابن ہمام کی۔ ۱۲

⁽ᵇ⁾ دونوں باہم معارض ہوئے لہذا ہمنے حدیث کیطرف رجوع کیا۔ جس شخص کیواسطے امام ہو تو امام کی قراءۃ اُسی کی قراءۃ ہے۔ ۱۲

⁽ᶜ⁾ جب یہ حدیث صحیح ہوگئی تو عموم آیت اور حدیث دونوں کی تخصیص ہماری مخالف کے قاعدہ کی بنا پر ضروری ہے لہذا مقتدی حکم فرضیت قراءۃ سے نکل جائیگا اور ہمارے قاعدہ کی بنا پر بھی تخصیص ہوگئی کیونکہ آیت عام مخصوص منہ البعض ہے اور وہی مدرک رکوع ہے اور یہ تخصیص ۱۲ اجماع سے ہوئی ہے۔ اب اس کی تخصیص حدیث مذکور سے درست ہے۔ ۱۲

منه البعض وهو المدرك فی الرکوع اجماعا وتخصیصها بعده بالمقتدی بالحدیث المذکور (انتہٰی) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آیت - فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ منسوخ نہیں ہوئی ورنہ حدیث من کان لہٗ امام کو اُس کا مخصص ٹھہرانے کی کیا ضرورت تھی - رہیں احادیث مانند - من کان لہٗ امام - اور مانند واذا قرء فانصتوا وغیرہ کے پس وہ بھی اصول مسلمہ حنفیہ پر ناسخ و مخصص نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ سب خبر احاد ہیں اور خبر احاد ظنی ہوتی ہیں اور ظنی قطعی کا ناسخ و مخصص نہیں ہوسکتا ہے اِس تقریر سے ثابت ہوا کہ اصول حنفیہ کے موافق مقتدی کو خلف الامام قرارۃ فرض ہے اس تقریر کا جواب حنفیہ کے پاس مطلقًا نہیں ہے اور نہ قیامت تک دیسکتے ہیں اب یہاں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم کی دیانت کو مُلاحظہ فرمانا چاہیئے کہ اُنہوں نے جب یہ دیکھا کہ بر تقدیر ناسخ نہ کہنے آیہ کریمہ - وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ کے سب ساختہ و پرداختہ حنفیہ کا ہَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہوا جاتا ہے تو محض براہ تعصب مذہبی دیانت کو بالائے طاق رکھکر اور انصاف کو خیرباد کہکر خلاف سلف حنفیہ کے درپے اثبات نسخ ہوئے یہ سخت زلت اُن سے صادر ہوئی - اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنه ہم مولوی صاحب مرحوم کے ساتھ بہت حُسن ظن رکھتے ہیں اور اُن کو اکابر زمانہ سے جانتے ہیں ولیکن اظہار حق سے چارہ نہیں ہے - فان الحق اکبر - اِس لئے ہم اُن کی دلیل نسخ کو پرکھتے ہیں مولوی صاحب رسالہ سبل الرشاد میں لکھتے ہیں - الاولیٰ -

ما اخرجه سعید بن منصور و ابن ابی حاتم والبیہقی فی القراءۃ عن محمد بن کعب

کہا محمد بن

القرظی قال کان رسول الله صلعم اذا قرئ فی الصلوٰۃ اجابه من ورائه اذا

کعب قرظی نے کہا کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے قرآن نماز میں آپکے پیچھے صحابہ بھی پڑھتے جب

قال بسم الله الرحمٰن الرحيم قالو مثل ذلك حتی تنقضی الفاتحة والسورۃ فلبث

فرماتے رسول اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صحابہ کہتے مانند اسکے یہانتک کہ سورہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پوری

ماشاء الله ان یلبث ثم نزلت واذا قرئ القراٰن فاستمعوا له فقرع وانصتوا

ہوتی - پس ٹھہرے رہے رسول اللہ جسقدر اللہ نے چاہا ٹھہرنا - پھر یہ آیت نازل ہوئی - واذا قرئ القرآن آخر تک

والثانیۃ - ما اخرجه ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویه والبیہقی

دوسری حدیث ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی کے

ع واذا قرئ القرآن آخر تک

فی القراءۃ عن عبد اللہ بن مغفل رضؓ انہ سئل اکل من سمع القران وجب علیہ الاستماع
بیچ قراءۃ قرآن کے عبد اللہ بن مغفل سے اُن سے کسی نے سوال کیا کیا ہر شخص جو سُنے قرآن کو واجب ہے اُسپر سُننا
قال لا انما نزلت ھذہ الایۃ فاستمعوا لہ وانصتوا فی قراءۃ الامام اذا قرء
کہا نہیں سوائے اس کے کوئی بات نہیں اُتری یہ آیۃ فاستمعوا لہ وانصتوا بیچ قراءۃ قرآن کے جب پڑھے
الامام فاستمع لہ وانصت - والثالثۃ - ما اخرجہ عبد بن حمید وابن جریر
امام پس سُن تو اُس کو اور چپ رہ تو - تیسری دلیل وہ جو روایت کیے عبد بن حمید اور ابن جریر
وابن ابی حاتم وابو الشیخ والبیہقی عن ابن مسعود انہ صلی باصحابہ سمع
اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور بیہقی نے ابن مسعود سے - تحقیق اُنہوں نے نماز پڑھی اپنی
ناسًا یقرؤن خلفہ فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفھموا ان تعقلوا و
اصحاب کے ساتھ سُنا لوگوں کو پڑھتے تھے پیچھے اُن کے کہا اُنہوں نے کیا وقت نہیں آیا تم کو کہ سمجھو
اذا قرئ القران فاستمعوا لہ - (انتہی) } اور روایت اولی پر قصر کیا ہے اپنے
جب پڑھا جاوے قرآن پس سنو اُس کو - } رسالہ ہدایۃ المعتدی میں اور چونکہ ان
سب روایات کا ماخذ امام الکلام رسالہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم ہے اور وہ اِس باب میں
جامع ہے اس لئے اُس کی بقیہ روایات کو جو دال ہیں اِس پر کہ یہ آیت قراءۃ خلف الامام فی
الصلوۃ میں نازل ہوئی ہے اولاً نقل کرتے ہیں اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بحث کرینگے -
کہ اِن روایات سے نسخ ثابت ہوتا ہے یا نہیں فنقول -
الرابعۃ - ما اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ والبیہقی
چوتھی دلیل وہ ہے جس کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
فی کتاب القراءۃ وابن عساکر عن ابی ھریرۃ فی ھذہ الایۃ نزلت فی دفع
کتاب القراءۃ میں اور ابن عساکر نے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارہ میں روایت کی
الاصوات وھم خلف رسول اللہ صلعم فی الصلوۃ - **الخامسۃ** - ما اخرجہ
ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلعم کے پیچھے آواز بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی - پانچویں دلیل وہ ہے جسکو
ابن مردویہ والبیہقی فی القراءۃ عن ابن عباس قال صلی النبی صلعم فقرء
ابن مردویہ اور بیہقی نے کتاب القراءۃ میں ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے نماز

قوم خلفہ فخلطوا علیہ فنزلت فہذا فی المکتوبۃ۔ السادستہ۔ ما اخرجہ

پڑہی اور کچھ لوگوں نے اُن کے پیچھے قراۃ کی اسطرح کہ آپکے اوپر قراۃ کو مخلوط کردیا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی اسوجہ سے یہ آیت فرضی نماز کے بارہ میں ہے۔ چھٹی دلیل وہ ہے جس کو

عبد بن حمید وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننہ عن مجاھد قال قرء رجل

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں مجاہد سے روایت کی ہو کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک

خلف النبی صلعم فی الصلوٰۃ فانزلت واذا قری القران فاستمعوالہ۔ السابعۃ

آدمی نے رسول اللہ صلعم کے پیچھے نماز میں قراۃ کی اُسوقت میں آیت واذا قرء القرآن فاستمعوالہٗ نازل کی گئی۔ ساتویں

ما اخرجہ ابن جریر والبیہقی فی القرأۃ عن الزھری قال نزلت ھذہ الایۃ

دلیل وہ جس کو ابن جریر اور بیہقی نے کتاب القراءۃ زہری سے روایت کیا ہے اُنہوں نے کہا کہ یہ آیت

فی فتی من الانصار کان رسول اللہ صلعم کلما قرء شیا قرء فنزلت واذا قری

ایک انصاری جوان کے بارہ میں نازل ہوئی اُس کا حال یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلعم کچھ پڑھتے تو وہ

القران فاستمعوالہ۔ الثامنۃ۔ ما اخرجہ عبد بن حمید وابو الشیخ و

بھی پڑہتا اُسوقت میں نازل ہوئی آیت واذا قریٔ القرآن فاستمعوالہٗ۔ آٹھویں دلیل وہ اثر ہی جسکو عبد

البیہقی فی القراۃ عن ابی العالیۃ ان النبی صلعم کان اذا صلے باصحابہ فقرء

بن حمید اور ابو الشیخ اور بیہقی نے کتاب القراءۃ میں ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم

قرء اصحابہ فنزلت ھذہ الایۃ فسکت القوم وقرء النبی صلعم التاسعۃ

جب صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے اور قراۃ کرتے تو صحابہ کرام بھی قراۃ کرتے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی

ما اخرجہ ابو الشیخ عن ابن عمر قال کانت بنو اسرائیل اذا قرأت ائمتہم جادلوھم

نویں دلیل وہ اثر ہے جسکو ابو الشیخ نے ابن عمر سے روایت کیا ہو کہ بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ جب اُنکے

فکرہ اللہ ذلک لھذہ الامۃ فقال واذا قریٔ القران۔ الایۃ

امام قراۃ کرتے تو وہ لوگ اُن سے مجادلہ کرتے لہذا اللہ نے اس امت کیواسطے اس مجادلہ کو بُرا سمجھکر

}پہلی روایت میں کلام ہے بدو وجہ اوّل یہ کہ اِس کی پوری سند ذکر نہیں کی گئی اور نہ اس کے سب رجال کی توثیق

کی گئی اور نہ اتصال سند ثابت کیا گیا اور نہ کسی امام فن حدیث سے اِس کی تصیحح یا تحسین منقول

ہوئی اور نہ کسی ایسی کتاب کا حوالہ دیا گیا جس میں التزام صحت یا حسن ہو پھر کس طرح یہ روایت

قابل احتجاج تصور کیجاوے۔ دوم یہ کہ محمد بن کعب قرظی تابعی ہیں صحابی کا ذکر اُنہوں نے نہیں کیا

پس یہ حدیث مرسل ہوئی اور حدیث مرسل عند المحققین ضعیف ہوتی ہے۔ دوسری روایت

یہ حکم دیدیا کہ وقت قراۃ قرآن خاموش رہو اور ۱۲۰

میں تین کلام ہیں اوّل وہ جو روایت اولی میں مذکور ہوا دوم اس کے سند میں ایک راوی ہشام
بن زیاد ہے تقریب میں اُس کی نسبت متروک لکھا ہے میزان میں ہے ضعفہ احمد وغیرہ
قال النسائی متروک قال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات وقال ابو
داؤد کان غیر ثقہ وقال البخاری تیکلمون فیہ (انتہٰی) سیوم عبد اللہ بن مغفل
سے اسکے خلاف روایت آئی ہے۔ جزء القراۃ میں ہے۔ وقال حجاج ثنا حماد عن یحیی بن
ابی اسحق عن عمر بن ابی سحیم النھدی عن عبد اللہ بن مغفل انہ کان یقرء
روایت ہے عبد اللہ مغفل پڑھتے تھے ظہر
فی الظہر والعصر خلف الامام فی الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورتین وفی
ظہر اور عصر میں پیچھے امام کے دو پہلی رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورہ اور
الاخریین بفاتحۃ الکتاب } **تیسری** روایت میں چند وجوہ سے کلام ہے۔ اوّل وہ
پچھلی میں سورۂ فاتحہ۔ } جو روایت اولی میں گزرا دوم عبد اللہ بن مسعود سے اسکے
خلاف بھی روایت آئی ہے جزء القراۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال وقال لنا
اسمٰعیل بن ابان ثنا شریک عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابی مریم سمعت
ابن مسعود یقرا خلف الامام۔ سیوم ایک راوی اِس میں بشیر بن جابر ہے اُس کی
توثیق واجب ہے۔ چہارم ایک اور راوی اِس میں محاربی اُس کی تعیین اور توثیق چاہیے۔
ایک محاربی عبد الرحمٰن بن محمد بن زیاد ابو محمد الکوفی ہے تقریب میں ہے وکان یدلس قالہ احمد
میزان میں ہے قال ابن معین یروی المناکیر عن المجہولین وقال ابو حاتم صدوق
یروی عن مجہولین احادیث منکرۃ فیفسد حدیثہ بذلک وقال عبد اللہ بن
احمد بن حنبل عن ابیہ ان المحاربی کان یدلس (انتہٰی) ملخصاً اور عنعنہ مدلس کا غیر
مقبول ہے **چوتھی** روایت کی سند میں عبد اللہ بن عامر واقع ہے وہ ضعیف ہے تخریج زیلعی
میں ہے قال الدار قطنی وعبد اللہ بن عامر ضعیف میزان میں ہے ضعفہ احمد والنسائی والدار
قطنی وقال یحیی لیس بشئ وقال البخاری تیکلمون فی حفظہ وسئل عنہ ابن المدینی فقال ذلک عندنا
ضعیف مقل (انتہٰی) تقریب میں ہے عبد اللہ بن عامر الاسلمی ابو عامر المدنی ضعیف (انتہٰی)
علاوہ اسکے اِس روایت سے صرف منسوخیت رفع صوت خلف الامام کی ثابت ہوتی ہے۔
اُس میں نزاع نہیں ہے نزاع ہی منسوخیت مطلق قراءۃ خلف الامام میں وہ ثابت نہیں ہوتی

ہے۔ **پانچویں** روایت میں بھی دو کلام ہیں اوّل وہی جو روایت اولیٰ میں مذکور ہوا دوم
یہ کہ مراد یہاں قراۃ سے قراءۃ برفع صوت ہے اور قرینہ اس پر لفظ فخلطوا علیہ ہے اور قراءۃ
خلف الامام برفع صوت محل نزاع نہیں ہے۔ **چھٹی** روایت میں بھی دو کلام ہیں اوّل وہی
جو روایت اولی میں مذکور ہوا دوم یہ روایت مرسل ہے صحابی کا اس میں ذکر نہیں ہے والمرسل
لیس بحجۃ۔ **ساتویں** روایت میں بھی تین کلام ہیں اوّل یہ کہ اس کی سند میں اشعث بن سوار
واقع ہے وہ ضعیف ہے تقریب میں ہے ضعیف میزان میں ہے اشعث بن سوار قال ابو
زرعۃ لین وقال النسائی ضعیف وروی عباس عن یحیی ضعیف وقال ابن المثنی ما سمعت
یحیی وعبد الرحمن یحدثان عن اشعث بن سوار لشئے قط وقال ابن حبان فاحش الخطاء کثیر الوہم
وقال الدار قطنی ضعیف (انتہے) دوم یہ حدیث مرسل ہے صحابی کا اس میں ذکر نہیں ہے۔
سیوم اس میں راوی ابو السائب اور حفص ہے اُن کی توثیق ذمہ مدعی کے ہے **آٹھویں**
روایت میں بھی دو کلام ہیں اوّل وہ جو روایت اولیٰ میں مذکور ہوا دوم یہ روایت بھی مرسل
ہے۔ **نویں** روایت میں بھی دو کلام ہیں اوّل وہ جو روایت اولیٰ میں مذکور ہوا۔ دوم یہ
کہ عبد اللہ بن عمر رض سے اس کے خلاف بھی مروی ہے بخاری جزء القراءۃ میں لکھتے ہیں وقال
لنا ابو نعیم حدثنا الحسن بن ابی الحسناء حدثنا ابو العالیۃ فسالت ابن عمر بمکۃ اقراء

ابو العالیہ کہتے ہیں میں نے سوال کیا ابن عمر کو مکہ میں

فی الصلوت قال انی لاستحیی من رب ھذہ البنیۃ ان اصلی صلاۃ لا اقرا ء

کیا پڑھوں میں نماز میں کہا عبد اللہ بن عمر نے تحقیق کی میں البتہ شرماتا ہوں رب اس مکان کے سے یہ کہ

فیھا ولو بام الکتاب وقال عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سعد الرازی انا ابو

نماز پڑھوں میں کوئی نماز کہ نہ پڑھوں میں اُسمیں قرآن اگرچہ ام القران ہو۔

جعفر عن یحیی البکاء سئل ابن عمر عن القراءۃ خلف الامام فقال ما کانوا یرون

سوال کی گئی عبد اللہ بن عمر پڑھنے قرآن سے پیچھے امام کے پس کہا عبد اللہ نے

باسًا ان یقراء بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ (انتہے) | اور امام الکلام میں ہے۔ و
نہیں دیکھا اصحاب رسول اللہ کوئی حرج سورہ فاتحہ پڑھنے اپنے نفس میں | ابن عمر روی عنہ ترک
القراءۃ عند محمد و مالک والاجازۃ فی السریۃ فی روایۃ الطحاوی و عبد الرزاق (انتہے) یہاں سے
کالشمس فی نصف النہار واضح ہوا کہ جسقدر روایات اس باب میں وارد ہوئی ہیں کہ آیت فاذا

قرئ القرآن فاستمعوا لہٗ وانصتوا قراءۃ خلف الامام فی الصلوٰۃ میں نازل ہوئی ہے سب بے اصل محض
ہیں کوئی اِن میں سے درجہ صحت یا حسن کو نہیں پہونچی یہی وجہ ہے کہ محققین حنفیہ نے آیت فاذا قرئ
القرآن کو ناسخ آیت فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ من القرآن کا نہیں ٹھرایا جیسا کہ عبارت تلویح فتح القدیر سے ظاہر ہوا
اب ہم کہتے ہیں کہ قول بالنسخ باطل ہے بچند وجوہ **اوّل** یہ کہ آیت فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ دلیل قطعی ہے اب اِسکے
نسخ یعنی رفع کے لئے بھی نص قطعی چاہئے علم اصول میں ثابت ہوا ہے لا ینسخ المتواتر بالاحاد
وینسخ بالمشهور والنسخ هو ان یرد دلیل شرعی متراخیا عن دلیل شرعی مقتضیا
خلاف حکمہ والمتواتر یوجب علم الیقین والمشهور یوجب علم طمانیۃ وهو علم
تطمئن به النفس وتظنه یقینا لکن لو تامل حق التامل علم انه لیس بیقین اور آیت
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہٗ اگرچہ متواتر و قطعی ہے مگر ناسخ ہونا اسکا موقوف دو امر پر ہے ایک متراخی
ہونا اِس آیت کا آیت فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآن سے دوسرا مقتضی ہونا اِسکا اُسکے حکم کے خلاف کو یعنی متعارض
ہونا اور دونوں کا ثبوت یعنی آیت سے غیر مسلم ہے امّا عدم تسلیم ثبوت تراخی نفس آیت سے پس ظاہر ہے
و امّا عدم تسلیم ثبوت تعارض آیتین نفس آیت سے پس اس لئے ہے کہ ثبوت تعارض متوقف اِسس پر
ہے کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآن میں خطاب مومن کی طرف ہو اور نفس آیت سے یہ امر بطور قطع ثابت
نہیں ہوتا ہے محتمل ہے کہ مخاطب کفار ہوں۔ کما قال الفخر الرازی۔ ہاں روایات منقولہ سے البتہ ثابت ہوتا
ہے اور وہ نہ متواتر ہیں نہ مشہور بلکہ اُن کا تو صحیح یا حسن ہونا بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہونچا کما تقدم۔ دوم
ناسخ نفس آیت ہے باعتبار عموم لفظ کے یا اُن روایات کو بھی نسخ میں دخل ہے یعنی اِن روایات نے آیت
کو مقید بنا دیا ہے۔ بر تقدیر ثانی چند محذور لازم آتے ہیں اوّل یہ کہ قاعدہ مقررہ اصول کے خلاف ہے کہ العبرۃ
لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ دوم یہ روایات اخبار احاد ظنّی ہیں اور تقیید قطعی کی ظنّی کے ساتھ موافق مذہب حنفیہ کے
جایز نہیں ہے کیونکہ یہ زیادت علی الکتاب ہے اور زیادۃ علی الکتاب نسخ ہے اور نسخ قطعی کا ساتھ ظنی کے
درست نہیں ہے سیوم اِس تقدیر پر مجموعہ آیت و روایات ناسخ ہوا اور آیت قطعی ہے اور روایات ظنّی
پس ناسخ مرکب ہوا قطعی و ظنّی سے والمرکب من القطعی وَ الظنّی ظنّی کما ثبت فی مقرہ اور بر تقدیر اوّل بھی
چند محذور لازم آتے ہیں کیونکہ آیت میں قید نہیں ہے کہ یہ قراءۃ قرآن اور یہ استماع اور یہ انصات نماز میں
ہو یا خارج نماز سے اور قاری امام ہو یا غیر امام اور مستمع مقتدی ہو یا غیر مقتدی اور یہ قراءۃ جہر سے ہو یا
سر سے اوّل محذور یہ ہے کہ ایک شخص خارج نماز سے سرًّا قرآن پڑھ رہا ہے اور دیگر اشخاص قریب اُس کے
بیٹھے ہیں تو قریب والوں پر یہ ہے کہ استماع و انصات اس قرآن کے لئے جس کو خارج نماز سے ایک شخص

سراً پڑھ رہا ہے واجب ہو کیونکہ آیت میں قید نماز و جہر و امام و مقتدی کی نہیں ہے دوم یہ کہ ایک
شخص خارج نماز سے سراً قرآن پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص اُس کے قریب منفرداً نماز پڑھتا ہے
تو چاہئے کہ اِس منفرد پر استماع و انصات واجب ہو۔ سیوم یہ کہ ایک شخص خارج نماز سے سراً قرآن پڑھ
رہا ہے۔ اور اُسکے قریب ایک باجماعت نماز ہو رہی ہے تو چاہئے کہ اِس ساری جماعت پر یعنے امام و
سب مقتدیوں پر استماع و انصات واجب ہو اور حال آنکہ یہ وجوب بالاجماع باطل ہے اگر کہا جاوے
کہ اجماع اس عام کا مخصص ہے پس صور مذکورہ اُس سے مخصوص ہو گئیں تو جواب یہ ہے کہ اِسوقت
یہ آیت عام مخصوص منہ البعض ہوئی اور عام مخصوص منہ البعض ظنی ہوتا ہے اور آیۃ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ
من القرآن قطعی ہے اور ظنی قطعی کا ناسخ ہو نہیں سکتا اگر کہا جائے کہ آیت فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرآن بھی
ظنی ہے کیونکہ مدرک رکوع بالاجماع اُس میں سے خاص کیا گیا ہے تو جواب یہ ہے کہ مدرک رکوع کا بالاجماع
مخصوص ہونا غیر ثابت ہے جیسا کہ جزء القراءۃ و فتح الباری وغیرہما سے واضح ہے علاوہ اِسکے اِسوقت موافق
اصول حنفیہ کے تخصیص اسکی خبر احاد سے ہو سکتی ہے تو حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب اور
وہ احادیث جن میں تصریح اِس امر کی ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے مخصص اس
آیت کی ہو جائے گی جب یہ احادیث مخصص آیۃ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا کی ہوئیں تو یہ
آیت معارض نہوئی آیۃ فاقرؤا ماتیسر من القرآن کی اور جب تعارض ہی نہیں تو نسخ کیسا وجہ سیوم
وجوہ ابطال نسخ میں سے یہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے آیت واذا قری القرآن فاستمعوا
لہٗ و انصتوا کے متاخر ہونے پر آیت فاقرؤا ماتیسر من القرآن سے یہ دلیل لکھی ہے کہ حسب تحریر سیوطی
کے اتقان میں اوّل سورۂ اقرا ثانیاً سورۂ نون ثالثاً ابتداء سورۂ مزمل کا نزول ہے پھر بعد ایک سال
کے حسب روایات حضرت عائشہ صدیقہ رض کے مکہ میں ہی آخر سورۂ مزمل کا نازل ہوا جسمیں فاقرؤا ماتیسر
من القرآن ہے پس ایک مدت کے بعد سورۂ اعراف نازل ہوئی اور اُس میں آیت واذا قری القرآن
فاستمعوا لہٗ و انصتوا الخ نازل ہوئی تو اِس سے قراءۃ مقتدی کی بالکل منسوخ ہو گئی اس میں کلام ہے
بچند وجوہ اوّل یہ کہ اس کی سند میں عمر بن ہارون کذاب و متروک ہے میزان میں ہے قال ابن مہدی
و احمد و النسائی متروک الحدیث و قال یحیی کذاب خبیث و قال علی و الدار قطنی ضعیف جدا و قال صالح
جزرۃ کذاب انتہی ملخصاً تقریب میں ہے متروک انتہی اگر کہا جاوے کہ راوی اس میں عمرو بن ہارون
بفتح العین ہے جیسا کہ نسخہ مطبوعہ مصر میں ہے نہ عمر بن ہارون بضم العین اور عمرو بن ہارون ثقہ ہے تو
جواب یہ ہے کہ چند نسخوں مطبوعہ ہند میں عمر بن ہارون موجود ہے علاوہ اسکے دلیل روشن عمر بن ہارون

ہونے پر دو امر ہیں اوّل یہ کہ عمر بن ہارون خُراسانی ہے صرح بالذہبی فی التذکرۃ جیسا کہ اس کے اُوپر کے
دو راوی بھی خُراسانی ہیں پس یہ روایت خُراسانی کی خُراسانیوں سے ہوئی بخلاف عمرو بن ہارون کے
کہ وہ بصری ہے دوم عمر بن ہارون طبقہ تاسعہ سے ہے اور عمرو بن ہارون طبقہ عاشرہ سے اور اسکے
اُوپر کا راوی یعنی عثمان بن عطاء بن ابی مسلم طبقہ سابعہ سے اور اخذ تاسعہ کا سابعہ سے اقرب ہے بہ نسبت
اخذ عاشرہ کے سابعہ سے سوائے اِسکے تعیین عمرو بن ہارون کی اور اثبات اُس کی توثیق کا ذمہ مدعی
کے ہے وکفینا المنع اور قطع نظر اس سے اگر اس مقام پر عمرو بن ہارون کا ہونا بھی تسلیم کر لیا جاوے تو بھی ضعف
اِس اثر کا نہیں جاتا بسبب الوجوہ التی تذکر بعد انشاء اللہ تعالیٰ دوم اس کی سند میں عثمان بن عطاء
خُراسانی ہے تقریب میں ہے ضعیف کاشف میں ہے ضعفوہ میزان میں ہے ضعفہ مسلم ویحییٰ بن قطان
والدارقطنی وقال ابن خزیمۃ لا احتج بہ سیوم اس کی سند میں عطاء بن ابی مسلم ابو عثمان خراسانی واقع
ہے وہ مُدلس و مرسل وضعیف ہے تقریب میں ہے یہم کثیرا ویرسل ویدلس انتہی میزان میں ہے ذکرہ
العقیلی والبخاری وابن حبان فی الضعفاء چہارم روایت اُس کی بالخصوص ابن عباس سے مرسل ہے
میزان میں ہے قال ابو داؤد ولم یدرک ابن عباس وقال الدارقطنی ثقۃ فی نفسہ
الا انہ لم یلق ابن عباس فاما روایتہ عن ابن عباس وابن عمر وعبد اللہ بن
السعدی وھذا الضرب فہو مرسل فان الرجل کثیر الارسال انتہی ملخصاً پنجم ایک سورۃ
کا متاخر ہونا نزول میں دوسری سورۃ سے مستلزم اِس کو نہیں ہے کہ متاخر کی ہر آیت متقدم کی ہر آیت
سے متاخر ہو کیونکہ ابن عباس سے اتقان میں روایت ہے قال کانت اذا نزلت فاتحۃ سورۃ
بمکۃ کتبت بمکۃ ثم یزید اللہ فیہا ما یشاء اور نیز اتقان میں ہے لانہ لا یلزم من
نزول آیۃ او آیات بمکۃ من سورۃ طویلۃ نزل معظمہا بالمدینۃ ان تکون مکیۃ
اور نیز اتقان میں ہے قال البیہقی فی الدلائل فی بعض السور التی نزلت بمکۃ آیات
نزلت بالمدینۃ فالحقت بہا وکذا قال ابن الحصار کل نوع من المکی والمدنی منہ
آیات مستثناۃ قال الا ان من الناس من اعتمد فی الاستثناء علی الاجتہاد دون
النقل وقال ابن حجر فی شرح البخاری قد اعتنی بعض الائمۃ ببیان ما نزل من الآیات
بالمدینۃ فی السور المکیۃ قال واما عکس ذلک وھو نزول شیئ من سورۃ بمکۃ تاخر
نزول تلک السورۃ الی المدینۃ فلم ارہ الا نادرا انتہی پس بموجب اِن عبارات کے ہو سکتا
ہے کہ سورۂ مزمل باوجود اسکے کہ متقدم ہو سورۂ اعراف سے آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القرآن جو سورۂ

مزمل میں ہے بعد نزول آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وانصتوا کے نازل ہوئی ہو اور مؤید اسکی
ہے یہ بات کہ اتقان میں لکھا ہے المزمل استثنیٰ منہا قولہ ان ربك یعلم الی اٰخر السورۃ
حکاہ ابن الغرس انتہی اور تفسیر دُر منثور میں ہے واخرج النحاس عن ابن عباس قال نزلت
سورۃ المزمل بمکۃ الا اٰیتین ان ربك یعلم انك تقوم ادنی اور اتقان میں بعد ذکر روایت
نحاس کے لکھا ہے ھکذا اخرجہ بطولہ واسنادہ جید رجالہ کلہم ثقات انتہے
اور تفسیر درمنثور میں ہے واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن سعید بن
جبیر قال لما نزلت یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا مکث النبی صلعم علی ھذہ
الحال عشر سنین وفیہ فانزل اللہ بعد عشر سنین ان ربك یعلم انك تقوم الی
قولہ فاقیموا الصلوٰۃ فخفف اللہ عنہم بعد عشر سنین (انتہے) اور حافظ ابن کثیر نے
بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم اس روایت کو نقل کیا ہے اور کچھ اس میں کلام نہیں کیا۔ اگر
کہا جاوے کہ اتقان میں حکاہ ابن الغرس کے بعد مرقوم ہے ویردہ ما اخرجہ الحاکم
عن عائشہ انہ نزل بعد نزول صدر السورۃ بسنۃ وذلك حین فرض قیام
اللیل فی اوّل الاسلام قبل فرض الصلوٰت الخمس (انتہے) کہونگا میں کہ حاکم کی
کیا تخصیص ہے امام احمد ومسلم وابوداؤد ونسائی ومحمد بن نصر وغیرہ نے بھی حدیث عائشہ رض کا
اخراج کیا ہے تفسیر درمنثور میں موجود ہے واخرج احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی ومحمد بن نصر
فی کتاب الصلوۃ والبیہقی فی سننہ عن سعد بن ہشام قال قلت لعائشۃ انبئینی عن قیام رسول اللہ صلعم
قالت الست تقرأ ہذہ السورۃ یاایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ قد افترض قیام اللیل فی اول
ہذہ السورۃ فقام رسول اللہ صلعم واصحابہ حولا حتی انتفخت اقدامہم وامسك اللہ خاتمتہا
فی السماء اثنا عشر شہرا ثم انزل اللہ التخفیف فی آخر ہذہ السورۃ فصار قیام اللیل تطوعا من بعد
فریضۃ (انتہے) مگر اس میں کلام ہے بدو وجہ اوّل یہ کہ حدیث المسی فی صلاتہ کی جس کو ابو ہریرہ رض
سے آئمہ ستہ نے روایت کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اُس میں یہ لفظ ہے۔ ثم اقرأ ما تیسر معك من القراٰن
کہ ہم معنی ہے آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القراٰن کا مخالف ہے حدیث عائشہ کے کیونکہ واقعہ مسی فی صلاتہ
بالاتفاق مدینہ کا واقعہ ہے اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ اِس واقعہ تک حکم آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القراٰن
کا باقی تھا اور سورہ اعراف جس میں آیۃ واذا قری القراٰن ہے بالاجماع مکی ہے پس معلوم
ہوا کہ آیت واذا قری القراٰن ناسخ آیت فاقرؤا ما تیسر کی نہیں ہوئی۔ دوّم یہ کہ اس سے صرف

مؤید کا رد ہوا اور مؤید کے رد سے وہ احتمال جو وجہ پنجم میں پیدا کیا گیا ہے باطل نہیں ہوتا۔ واذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال تنبیہ۔ بعض علماء حنفیہ نے جب دیکھا کہ آیت واذا قری القران
کے مکی کہنے سے مطلب بالکلیہ فوت ہوتا ہے تو خلاف اجماع کافہ اہل علم کے یہ امر اختیار کیا کہ آیت
واذا قری القرآن مدنی ہے اور اِس امر کے اثبات کے لئے وہی روایات اسباب نزول جن کا
ضعف اُوپر ثابت کیا گیا ہے پیش کیں اور اِس ذریعہ سے اپنی دیانت وعلم کا پورا ثبوت دیدیا میں
کہتا ہوں یہ تمسیع محض ہے اہل علم وتقوےٰ کی شان سے نہایت مستبعد ہے بچند وجوہ اول یہ کہ جب وہ
روایات ہی ضعیف وبے اصل ہیں تو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ محققین حنفیہ
قائل نسخ کے نہیں ہوئے کیونکہ اِس کے اثبات کے لئے توجیہات باردہ رکیکہ کا ارتکاب والتزام
لازم آتا ہے۔ دوم یہ سب اخبار احاد ہیں واخبار احاد مفید قطع ویقین کو نہیں ہوتے ہیں جس کی نسخ
میں ضرورت ہے۔ سیوم بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ آیت واذا قری القرآن مدنی ہے نیز مدعی کہ
نسخ ہے حاصل نہیں ہوتا ہے کیونکہ حدیث المسی فی صلاتہ کہ حدیث مشہور ہے دلالت کرتی ہے۔
اس پر کہ مدینہ میں بھی اِس واقعہ تک حکم فاقرؤا ما تیسر من القرآن کا باقی تھا بلکہ مدنیت کے ثبوت
کے ساتھ یہ بھی ثابت کرنا ضرور ہے کہ واقعہ مسی فی صلاتہ کے بعد آیت واذا قریُ القرآن فاستمعوا لہٗ
نازل ہوئی۔ واتیٰ لہم ذلک ششم اثبات نسخ کے لئے صرف اثبات تقدم وتاخر کافی نہیں ہے بلکہ
تعارض بھی ثابت کرنا چاہئے اور ما نحن فیہ میں تعارض غیر مسلم ہے کیونکہ توفیق بین الاتیین اسطرح
ہوسکتی ہے کہ آیت فَاقْرَؤُا میں تو مخاطب مومنین ہوں اور آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ
میں مخاطب کفار ہوں۔ کما صرح بہ الرازی والنیسابوری وغیرہما اور نیز اس طرح کہ آیت فاقرؤا
میں مراد قراءۃ فی الصلوۃ ہو اور اذا قری القرآن میں قراءۃ فی غیر الصلوۃ۔ وجہ چہارم وجوہ ابطال
نسخ میں سے یہ ہے کہ خود صاحب مذہب یعنے امام اعظم رح اور اُن کے اصحاب رح سے منقول ہے
کہ آیت واذا قریُ القرآن فاستمعوا لہٗ وانصتوا اس باب میں نازل ہوئی ہے کہ اصحاب رسول اللہ
صلعم امام کے پیچھے جہر کے ساتھ قراءۃ کرتے تھے پس اگر اِس آیت کا ناسخ ہونا تسلیم کیا جاوے
تو اِس سے نسخ جہر بالقراءۃ کا مقتدی کے حق میں ثابت ہوگا نہ نسخ مطلق قراءۃ کا تفسیر کبیر میں
ہے القول الثالث ان الایۃ نزلت فی ترک الجہر بالقراءۃ وراء الامام قال ابن عباس قرء رسول اللہ
صلعم فی الصلوۃ المکتوبۃ وقرء اصحابہ وراءہ رافعین اصواتہم فخلطوا علیہ فنزلت ہذہ الآیۃ وہو
قول ابی حنیفۃ واصحابہ (انتہے) وہکذا نقل شیخ زادہ فی حاشیہ علی البیضاوی عن الامام الواحدی اور

تفسیر نیساپوری میں ہے۔ وقیل نزلت فی ترک الجہر بالقراءۃ وراء الامام لما روی عن ابن عباس
ان رسول اللہ صلعم قرأ فی الصلوٰۃ المکتوبۃ وقرأ اصحابہ رافعین اصواتہم فخلطوا علیہ صلعم فنزلت
(انتہی) اور تفسیر ابن جریر میں ہے حدثنی المثنی قال ثنا سوید قال اخبرنا ابن المبارک عن لہیعۃ
عن ابن ہبیرۃ عن ابن عباس انہ کان یقول فی ہذہ واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ہذا فی المکتوبۃ
واما ماکان من قصص او قراءۃ بعد ذلک فانما ہی نافلۃ ان نبی اللہ صلعم قرأ فی صلوٰۃ مکتوبۃ و
قرأ اصحابہ وراءہ فخلطوا علیہ قال فنزل القرآن واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم
ترحمون فہذا فی المکتوبۃ (انتہی) تفسیر درمنثور میں ہے واخرج ابن مردویہ والبیہقی عن ابن
عباس قال صلی النبی صلعم فقرأ قوم خلفہ فخلطوا علیہ فنزلت فہذا فی المکتوبۃ واخرج ابن مردویۃ
عن ابن عباس فی قولہ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا قال نزلت فی رفع الاصوات
خلف رسول اللہ صلعم فی الصلوٰۃ وفی الخطبۃ لانہا صلاۃ (انتہی) واخرج البخاری فی جزء القراءۃ
عن عبداللہ قال قال النبی صلعم لقوم کانوا یقرؤن القرآن فیجہرون بہ خلطتم علی القراءۃ وکنا نسلم
فی الصلوٰۃ فقیل لنا ان فی الصلوٰۃ لشغلاً (انتہی) واخرج الطحاوی عن ابن مسعود قال کانوا
یقرؤن خلف رسول اللہ صلعم فقال خلطتم علی القرآن (انتہی) اور تفسیر درمنثور میں ہے اخرج
ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی ہریرۃ فی قولہ واذا قری
القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا قال نزلت فی رفع الاصوات وہم خلف رسول اللہ صلعم فی الصلوٰۃ
(انتہی) اگر کہا جاوے کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب پس عموم لفظ سے نسخ مطلق قراءۃ
کا مقتدی کے حق میں ثابت ہوگا۔ پس اس کے جواب میں تحقیق وجہ دوم کی جاری کیجائے
گی۔ فتذکر وجہ پنجم کتب اصول حنفیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں آیتیں ناسخ و منسوخ نہیں
ہیں وقد مر عبارۃ التلویح فتذکر اس عبارت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک آیۃ
واذا قری القرآن ناسخ آیت فاقرؤا ما تیسر کی نہیں ہے ورنہ رجوع الی السنہ کی کیا حاجت تھی
تنبیہ اس مقام پر علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے دو خطائیں ہوئی ہیں اوّل یہ کہ اس مقام
پر سنت ضعیفہ کی طرف تو رجوع کی اور سُنن صحیحہ کثیرہ کو چھوڑ دیا جیسے حدیث عبادہ و انس
و ابو ہریرہ و عمرو بن العاصی رضی اللہ عنہم وغیرہا جن میں تصریح اس امر کی ہے کہ مقتدی
کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے کما سیأتی ذکرہا انشاء اللہ تعالیٰ بلکہ سنت متواترہ یعنی
لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القرآن کو چھوڑ دیا قال البخاری فی جزء القراءۃ وتواتر الخبر
نہیں نماز صحیح مگر ساتھ پڑھنے ام القرآن کے

عن رسول اللہ صلعم لا صلوۃ الا بقراءۃ ام القران اگر کہا جاوے کہ ہم نے سنت متواترہ
نہیں نماز صحیح مگر ساتھ پڑھنے ام القرآن کے
کو چھوڑا نہیں بلکہ حدیث من کان لہ امام کو مخصص قرار دیا ہے حدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ ام القران
کا تو جواب بچند وجوہ ہے۔ پہلی یہ کہ حدیث من کان لہ امام صلاحیت معارضہ کی نہیں رکھتی
ہے کیونکہ نہایت ضعیف ہے ائمہ حدیث نے اس کے ضعف کی تصریح کی ہے اور کسی امام نے
اس کی صحت یا حسن کی تصریح نہیں کی بخلاف حدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ ام القران
کے کہ اعلےٰ درجہ کی صحیح ہے اخرجہ الائمۃ فی کتبہم بلکہ مشہور بلکہ متواتر ہے۔ دوسری یہ کہ
جب حنفیہ نے من کان لہ امام کو باوجود شدت ضعف کے اعلےٰ درجہ کی صحیح حدیث یعنی لا صلوۃ
الا بقراءۃ ام القرآن کا مخصص قرار دیا تو ہم کہتے ہیں کہ وہ احادیث جن میں یہ خبر ہے یہ مصرح
ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چاہئے اور اُن کی بعض ائمہ نے تصحیح و تحسین
بھی کی ہے اگر اُن کو ہم من کان لہ امام کا مخصص قرار دیں تو اصول حنفیہ کی بنا پر کیا محذور
لازم آتا ہے اور جب حدیث من کان لہ امام عام مخصوص منہ البعض ہوئی تو اُسوقت اس میں
اور حدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ ام القرآن میں کچھ تعارض و تنافی نہوئی پس من کان لہ امام کے
مخصص بنانے کی کچھ ضرورت نرہی۔ تیسری یہ کہ یہ دونوں حدثیں من وجہ خاص و من وجہ
عام ہیں پس جیساکہ حدیث من کان لہ امام مخصص ہو سکتی ہے اِس کا عکس بھی ہو سکتا
ہے یعنی حدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ ام القران مخصص بالکسر ہو اور حدیث من کان
لہ امام مخصص بالفتح فما وجہ الترجیح بلکہ یہ اولی ہے کیونکہ اِس تقدیر پر توفیق و جمع درمیان سب
احادیث کے ہو جاتی ہے اور بر تقدیر مخصص کہنے من کان لہ امام کے اہمال اُن احادیث کثیرہ
کا لازم آتا ہے جن میں تصریح اِس امر کی ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا
چاہئے۔ اگر کہا جاوے کہ اہمال اُن احادیث کا اُس وقت لازم آئے گا کہ اُن احادیث کو مخصص
من کان لہ امام کا نکہیں ہم ان احادیث کو مخصص کہتے ہیں من کان لہ امام کا اور من کان لہ
امام کو مخصص کہتے ہیں حدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ ام القران کا تو جواب یہ ہے
کہ اس وقت علماء حنفیہ کا مدعی بالکلیہ فوت ہو جائے گا اور مطلوب اہل حدیث ثابت اور تخصیص
مرتین محض بیفائیدہ لازم آئیگی الحاصل حدیث من کان لہ امام کو مخصص حدیث لا صلوۃ الا
بقراءۃ ام القران کا کہنا باطل محض ہے کیونکہ اس تقدیر پر ان احادیث کو جنمیں تصریح ہے کہ مقتدی
کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چاہئے مخصص من کان لہ امام کا کہو گے یا نہیں بر تقدیر ثانی اہمال

احادیث کثیرہ صحیحہ یا حسنہ کا لازم آتا ہے اور بر تقدیر اوّل تخصیص مرتین بلا فائدہ ہوئی اور مدعی بھی
حاصل نہوا بلکہ مدعی خصم بخوبی ثابت ہوگیا پس اب یہاں چار صورتیں باقی رہیں یا تو بوجہ اصح الصحیح
ہونے حدیث لاصلوٰۃ الا بقراءۃ ام القرآن اور ضعیف ہونے حدیث من کان لہٗ امام کے اول کو
ثانی پر ترجیح دیجئے یا اوّل کو مخصص ثانی کا کہئے یا اُن احادیث کو جن میں تصریح ہے کہ مقتدی کو امام کے
پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیے ثانی کا مخصص بنائیے یا حدیث لاصلوٰۃ و حدیث من کان لہ امام دونوں
کو متعارض سمجھ کر مانند آیتین کے ساقط کیجئے اور رجوع اُن احادیث کی طرف کیجئے جنمیں تصریح
مقتدی کے مسئلہ کی ہے ان چاروں صورتوں میں مدعی اہل حدیث بکلّٰی ثابت ہوتا ہے اور دعوی
علماء حنفیہ کا غیر ثابت اِس اشکال کا جواب علماء حنفیہ کے پاس مطلق نہیں ہے اور یہی تقریر بعینہ
حدیث واذا قرء الامام فانصتوا میں جاری ہو سکتی ہے دوسری خطاء علماء حنفیہ کی یہ ہے
کہ اُنہوں نے خود وقت تعارض سنتین یہ قاعدہ لکھا ہے کہ قیاس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے
تلویح میں ہے ومثال المصیر الی القیاس عند تعارض السنتین ما روی النعمان
بن بشیر- اَنَّ النَّبی صلعم صَلّٰی صَلَاۃَ الْکُسُوْفِ کَمَا تُصَلُّوْنَ رَکْعَۃً وَسَجْدَتَیْنِ
وَمَا رَوَتْ عَائِشَۃ رض اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَلَّاھَا رَکْعَتَیْنِ بِاَرْبَعِ رُکُوْعَاتٍ وَاَرْبَعِ
سَجَدَاتٍ- تعارضا فصرنا الی القیاس علی سائر الصلوات (انتہی) ما نحن فیہ میں
تعارض سنتین پایا جاتا ہے پس چاہیئے کہ قیاس کی طرف رجوع کریں یعنی باقی ارکان تحریمہ رکوع
سجود و قیام جلوس اخیر پر قراءۃ کو قیاس کرلیں جس طرح کہ یہ سب ارکان مقتدی سے ساقط نہیں
ہوتے اسی طرح قراءۃ بھی ساقط نہیں ہوتی ہے یا قراءۃ مقتدی کو قیاس کیا جاوے قراءۃ امام
و منفرد پر یعنی جیسا کہ امام و منفرد سے قراءۃ ساقط نہیں ہوتی ہے ایسا ہی مقتدی سے بھی ساقط
نہوگی وجہ ششم ابن الہمام نے فتح القدیر میں آیت فاقرءُوا ماتیسر من القرآن کو عام مخصوص
منہ البعض اور حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ کو اُس کا مخصص قرار دیا ہے اور
چونکہ اُسپر موافق اصول حنفیہ کے یہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ حدیث ظنی ہے اور آیت قطعی اور
ظنی قطعی کا مخصص نہیں ہوسکتا ہے اِس لئے یہ جواب دیا کہ پہلے اِس کی تخصیص اجماع کے ساتھ
ہو چکی ہے کہ وہ قطعی ہے اور عام مخصوص البعض ظنی ہو جاتا ہے تو اب تخصیص اُس کی حدیث
کی سادرست ہوئی وقد ذکرت عبارتہ فیما تقدم عبارت منقولہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیت
فاقرءُوا ماتیسر من القرآن منسوخ نہیں ہوئی ورنہ حدیث من کان لہ امام کو اُس کا مخصص ٹھیرانے

کی کیا ضرورت تھی اس مقام پر ایک بڑا اشکال حنفیہ پر وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب آیت فاقروا
ماتیسر من القرآن ظنی ہوئی تو فرضیت قراۃ کس طرح اُس سے ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ فرضیت
ظنی سے ثابت نہیں ہوتی ہے اس اشکال کا جواب مولوی عبد الحی صاحب مرحوم نے غیث الغمام
صفحہ ۱۷ میں بایں عبارت دیا ہے۔ "ویدفع بان الظنی انما ہو العام المخصوص بالمخصص الاصطلاحی
وہو ان یکون کلاما مستقلا متصلا بالمخصوص منہ لا مطلق العام الذی خص منہ البعض لاسیما
اذا کان بدلیل منفصل (انتہی) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب غیر صحیح ہے اس لئے کہ آیت فاقروا
ماتیسر بعد تخصیص بالاجماع کے قطعی رہی یا نہیں اگر قطعی رہی تو تخصیص قطعی کی ساتھ حدیث
من کان لہ امام کے کہ خبر واحد ہے کس طرح جایز ہوگی اور اگر ظنی ہوگئی تو فرضیت قرارۃ اِس
آیت سے ثابت نہیں ہو سکتی بالجملہ حنفیہ کو احد الامرین سے چارہ نہیں یا تو یہ کہیں کہ قرأۃ نماز
میں فرض نہیں یا یہ کہیں کہ مقتدی پر بھی قرأۃ فرض ہے وہما باطلان عندہم ہفتم آیت واذا
قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا عام مخصوص منہ البعض ہے والا محذورات ثلثہ جنکا اوپر ذکر ہوا
لازم آئینگے اور عام مخصوص منہ البعض ظنی ہوتا ہے پس آیت مذکورہ ظنی ہوئی اور آیت فاقروا ماتیسر
من القرآن قطعی ہے اور ظنی قطعی کا ناسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ ہشتم آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ
جب ظنی ہوئی تو حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب اُس کی مخصص ہو سکتی ہے اور آیت مذکورہ
بعد تخصیص بالحدیث کے معارض آیۃ فاقروا ماتیسر من القرآن کی باقی نہیں رہتی ہے کیونکہ مدلول
فاقروا ماتیسر من القرآن کا مقتدی کے حق میں وجوب مطلق قرارۃ ہے اور مدلول واذا قری القرآن
کا مقتدی کے حق میں اس تقدیر پر حرمت قراۃ غیر فاتحۃ الکتاب ہے اور اِن دونوں میں تنافی نہیں
ہے فکیف النسخ علاوہ اس کے آیۃ واذا قری القرآن اگر اس وقت ناسخ فاقروا ماتیسر کی ہوگی تو
بھی اُس سے کوئی امر مخالف اہل حدیث کے ثابت نہوگا۔ وہذان الوجہان الاخیران قد ذکرا ضمنا
فیما تقدم وہما جریان بالاستقلال فلاجل ذلک ذکرناہما ہہنا یہ دلیل اول ہوئی فرضیت مطلق قراۃ
کی اور یہ مبنی ہے اصول حنفیہ پر کما تقدم اِس دلیل میں دو شبہہ ہیں اول یہ کہ دعوی مقید ہے
یعنی فرضیت قراۃ نماز میں اور آیت سے فرضیت مطلق قراۃ ثابت ہوتی ہے فما تم التقریب جواب
اس کا بچند وجوہ ہے اول وہ جو علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے یعنی یہ کہ فرضیت قراۃ
خارج نماز سے تو ثابت نہیں ہوتی ہے پس ضرور ہوا کہ افتراض فی الصلوۃ مراد لیا جائے۔ وفیہ
نظر دوم یہ کہ آیت جس حکم کی ناسخ ہے وہ قراۃ طویلہ تھی جو قیام لیل میں بحالت قیام کیجاتی تھی پس

پس یہ قرینہ قویہ ہے اس امر پر کہ مراد یہاں قرأۃ فی الصلوۃ ہے نہ مطلق قرأۃ۔ سیوم احادیث صحیحہ
کثیرۃ قولیہ مانند حدیث ابوہریرہ رضؓ ثم اقرأ ماتیسر معک من القرآن اخرجہ الائمہ الستۃ قالہ الزیلعی
وحدیث عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوۃ
اور حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بے شک فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز صحیح
لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب اخرجہ الائمۃ الستۃ ذکرہ الزیلعی وحدیث
اُس شخص کی کہ نہ پڑھے سورہ فاتحۃ الکتاب روایت کیا اس حدیث کو ائمہ ستہ نے۔ اور حدیث ابوہریرہؓ
ابی ھریرہ رضؓ ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوۃ الا بقراءۃ اخرجہ مسلم
رضی اللہ عنہ کی تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز صحیح نہیں بے پڑھے قرآن کے روایت کیا
وابن الجارود وغیرھا من الاحادیث القولیۃ واحادیث صحیحہ کثیرۃ
مسلم نے وابن جارود وغیرہ نے فعلیہ جن میں آنحضرت صلعم کے قرآن پڑھنے کا نماز میں عموماً
اور سورہ فاتحہ پڑھنے کا خصوصاً ذکر ہے یہ سب احادیث کہ جن میں بعض حد تواتر اور بعض حد
شہرت کو پہونچ گئی ہیں اور بعض احاد صحیحہ ہیں بقاعدہ اصول فقہ المطلق یحمل علی المقید آیت
فاقرؤا ماتیسر من القرآن کی مقید واقع ہوئی ہیں۔ چہارم یہ کہ آیت فاقرؤا ماتیسر من القرآن
مجمل ہے کیونکہ اس میں یہ بیان نہیں ہے کہ یہ قرأۃ نماز میں ہے یا خارج نماز سے اور احادیث
صحیحہ قولیہ وفعلیہ مذکورہ اس مجمل کا بیان واقع ہوئی ہیں وکل من ثلاث الاجوبۃ لایخلوا
عن مقال شبہ دوم یہ کہ یہ آیت تو دربارہ نسخ فرضیت قیام لیل نازل ہوئی ہے پھر اس کو
فرضیت قراءۃ فی الصلوۃ المکتوبۃ سے کیا علاقہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ تفسیر درمنثور میں
ہے واخرج احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوۃ والبیہقی فی سننہ
عن سعد بن ہشام قال قلت لعائشۃ انبئنی عن قیام رسول اللہ صلعم قالت الست تقرأ ہذہ السورۃ
یا ایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ قد افترض قیام اللیل فی اول ہذہ السورۃ فقام رسول اللہ
صلعم واصحابہ حولا حتی انتفخت اقدامہم وامسک اللہ خاتمتہا فی السماء اثنی عشر شہرا ثم انزل اللہ
التخفیف فی آخر ہذہ السورۃ فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد بن
حمید وابن ابی حاتم ومحمد بن نصر والطبرانی والحاکم وصححہ والبیہقی فی سننہ عن ابن عباس قال
لما نزلت اول المزمل کانوا یقومون نحوا من قیامہم فی شہر رمضان حتی نزل آخرہا وکان بین
اولہا وآخرہا نحو من سنۃ (انتہی) اور نیز تفسیر درمنثور میں ہے واخرج عبد بن حمید وابن نصر

عن قتادة قال فرض قیام اللیل فی اول ہذہ السورة فقام اصحاب النبی صلعم حتی انتفخت اقدامہم و
امسک اللّٰہ خاتمتہا حولاً ثم انزل التخفیف فی آخرہا فقال علم ان سیکون منکم مرضی الی قولہ فاقرؤا
ماتیسر منہ فنسخ ماکان قبلہا فقال واقیموا الصلوٰة وآتوا الزکوٰة فریضتان واجبتان لیس فیہما رخصتہ
واخرج عبد بن حمید عن الحسن قال لما نزلت علی النبی صلعم یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلاً قام رسول اللّٰہ
صلعم وقام المسلمون معہ حولاً کاملاً حتی تورمت اقدامہم فانزل اللّٰہ بعد الحول ان ربک یعلم الی
قولہ ماتیسر منہ قال الحسن فالحمد للّٰہ الذی جعلہ تطوعاً بعد فریضتہ ولابد من قیام اللیل واخرج ابن
ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس عن النبی صلعم فاقرؤا ماتیسر منہ قال مائتہ آیتہ
(انتہے) اور تفسیر ابن کثیر میں ہے علم ان لن تحصوہ ای الغرض الذی اوجبہ علیکم فاقرؤا ماتیسر
من القرآن ای من غیر تحدید بوقت ای ولکن قوموا من اللیل ماتیسر وعبر عن الصلوٰة بالقرأة۔
(انتہے) اور تفسیر فتح البیان میں ہے۔ فاقرؤا ماتیسر من القرآن بیان للبدل الذی وقع النسخ
الیہ ای فنسخ التقدیر بالاجزاء الثلثة الی جزء مطلق من اللیل وسیاتی ان ہذا الجزء نسخ ایضا
بوجوب الصلوات الخمس والمعنی فاقرؤا فی الصلوٰة باللیل ماخف علیکم وتیسر لکم منہ من غیر ان
ترقبوا وقتا قالہ القرطبی درجہ وقیل المعنی فصلوا ماتیسر لکم من صلاة اللیل والصلوٰة تسمی قرأنا کقولہ
وقران الفجر (انتہے) اور تفسیر نیسابوری میں ہے فاقرؤا ماتیسر من القرآن الاکثرون علی ان القرأة
ہہنا عبارة عن الصلوٰة کما یعبر عنہا بالقیام والرکوع والسجود والمعنی فصلوا ماتیسر علیکم باللیل
فیکون ہذا ناسخاً للاول ثم انہما نسخا جمیعاً بالصلوٰة الخمس او نسخ ہذا وحدہ بہن وعن بعضہم
انہا القرأة حقیقة (انتہے) اور تفسیر بیضاوی اور شیخ زادہ میں ہے فاقرؤا ماتیسر من القرآن فصلوا
ماتیسر علیکم من صلاة اللیل عبر عن الصلوٰة بالقرأة کما عبر عنہا بسائر ارکانہا قیل کان التہجد
واجباً علی التخییر المذکور فعسر علیہم القیام بہ فنسخ ثم نسخ ہذا بالصلوات الخمس او فاقرؤا القرآن بعینہ کیفما تیسر
علیکم وقیل قولہ تعالیٰ فاقرؤا ماتیسر ایجاب للقرأة فی صلوٰة اللیل لا ایجاب نفس الصلوٰة فی اللیل
وقیل انہ لایجاب القرأة فی کل صلاة (انتہے) میں کہتا ہوں کہ باوجود ان احتمالات کثیرہ کے آیت
کس طرح دلیل قطعی فرضیت قراءة کی ہوسکتی ہے پس حق یہ ہے کہ فرضیت قرأة آیت سے
ثابت نہیں ہے بلکہ اُن احادیث سے جن کا ذکر ابھی آتا ہے انشاء اللّٰہ تعالیٰ۔ دلیل دوم فرضیت
مطلق قرأة کی نماز میں حدیث ابوہریرہ رض ہے } اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم دَخَلَ الْمَسْجِدَ
بے شک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مسجد میں

فدخل رجل فصلی فسلم علی النبی صلعم فرد فقال ارجع فصل فانک لم تصل

تشریف لائے پھر داخل ہوا ایک آدمی پس نماز پڑھی پھر سلام کیا اوپر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس سلام کا جواب دیا

فرجع فصلی کما صلی ثم جاء فسلم علی النبی صلعم فقال ارجع فصل فانک لم

پس فرمایا آپنے پلٹ جا تو پھر نماز پڑھ تو پھر جا کے دوبارہ نماز پڑھی جیسے نماز پہلی پڑھی تھی پھر آیا سلام کیا نبی صلعم پر فرمایا آپنے

تصل ثلاثا فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت

پلٹ تو پھر نماز پڑھ تو پس تحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔ کہا قسم ہی اس ذات پاک کی کہ بھیجا آپکو ساتھ حق کے اسکے سوا مجھے اور

الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم

کچھ اچھی طرح نہیں آتا فرمایا جب تو کھڑا ہو نماز کیلئے پھر تکبیر کہہ پھر پڑھ تو جو آسان ہو ساتھ تیرے قرآن سے پھر رکوع کر تو یہانتک

ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا

کہ خوب اطمینان ہو رکوع میں پھر کھڑا ہو تو اچھی طرح پھر سجدہ کر تو تسکین سے پھر اٹھ تو سجدہ سے تسکین سے بیٹھ تو اور

وافعل ذلک فی صلاتک کلها (انتہی)

کرتو اسکو اپنی نماز سب میں۔

{ اخرجه الائمة الستة وذکرہ الطیبی بلفظ اذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن عام منفرد }

وامام ومقتدی سبکو شامل علماء حنفیہ کے پاس اس کے مقابلہ میں کوئی دلیل نہیں ہے یعنی ایسی حدیث صحیح جسکو ائمہ ستہ نے روایت کیا ہو اور دال ہو اس پر کہ مقتدی قرأۃ نکرے اس حدیث کی ناسخ آیت واذا قری القرآن نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ سورۂ اعراف بالاتفاق مکی ہے اور واقعہ حدیث ابو ہریرہ رضی واقعہ مدینہ کا ہے کیونکہ یہ شخص آنیوالا خلاد بن رافع رضی ہے فتح الباری میں ہی وہذا الرجل ہو خلاد بن رافع جد علی بن یحیی راوی الخبر بینہ ابن ابی شیبۃ عن عباد بن العوام عن محمد بن عمرو عن علی بن یحیی عن رفاعۃ ان خلادا دخل المسجد (انتہی) اور خلاد بن رافع انصاری ہے علاوہ اس کے راوی حدیث ابو ہریرہ کا اسلام وقدوم نبی صلعم پر لیالی فتح خیبر میں واقع ہوا ہے ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں قدم ابو ہریرۃ مہاجرا لیالی فتح خیبر مرقاۃ میں ہے اسلم عام خیبر وشہدہا مع النبی صلعم اور دوسرے راوی اس کے رفاعۃ بن رافع ہیں وہ بدری ہیں اور یہ واقعہ مسجد نبوی کا ہے اگر کہا جاوے کہ اس سے فرضیت قراءۃ کیونکر ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ فرض کے لئے دلیل قطعی چاہئے اور یہ خبر احاد ہے اور خبر احاد ظنی ہوتی تو جواب یہ ہے کہ فرض کے لئے دلیل قطعی کا ضرور ہونا باطل محض ہے کوئی دلیل اسپر ادلہ شرع سے قائم نہیں ہے فتح القدیر میں ہے واعلم ان الشافعیۃ یثبتون رکنیۃ الفاتحۃ علی معنی الوجوب عندنا فانہم

لایقولون بوجوبها قطعا بل ظنا غیر انہم لایخصون الفرضیۃ والرکنیۃ بالقطعی فلہم ان یقولوا بموجب الوجہ المذکور لنا وان جوزنا الزیادۃ بخبر الواحد لکنہا لیست بلازمۃ ههنا فانا قلنا برکنیتها وافترضنا بالمعنی الذی سمیتموہ وجوبا فلا زیادۃ وانما محل الخلاف فی التحقیق ان ما ترکہ مفسد وہو الرکن لایکون الا بقاطع فقالوا لا لان الصلوۃ مجمل مشکل فکل خبر بین فیہا امرا ولم یقم دلیل علی ان مقتضاہ لیس من نفس الحقیقۃ یوجب الرکنیۃ وقلنا بل یلزم فی کل ما اصلہ قطعی وذٰلک لان العبادۃ لیست سوی جملۃ الارکان فاذا کانت قطعیۃ یلزم فی کل الارکان قطعیتہا لانہا لیست الا ایاہا مع الآخر بخلاف ما اصلہ ظنی فان ثبوت ارکانہ التی ہو ہو یکون بظنی بلا اشکال (انتہٰی) یہاں سے معلوم ہوا کہ دلیل علماء حنفیہ کی اس باب میں یہی ہے کہ عبادت کی اصل قطعی ہے پس اُس کے سب ارکان کا قطعی ہونا چاہیئے اس لئے کہ عبادت نہیں ہے مگر مجموعہ ارکان کا پس اگر بعض اجزاء اُس کے ظنی ہوں یعنی دلیل ظنی سے ثابت ہوں تو اصل عبادت کا ظنی ہونا لازم آئے گا لان ظنیۃ الجزء تستلزم ظنیۃ الکل میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل اوہن من نسج العنکبوت ہے بچند وجوہ اوّل یہ کہ اصل عبادت قطعی ہے اس سے کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ اصل عبادت اجمالاً قطعی ہے تو مسلم ہے لیکن اِس کے لئے سب اجزاء وارکان کا قطعی ہونا ضرور نہیں ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ اصل عبادۃ تفصیلاً قطعی ہے تو یہ غیر مسلم ہے دوم خود علماء حنفیہ نے بعض ارکان عبادت کو دلیل ظنی سے ثابت کیا ہے اُن میں سے مسح ربع راس وضو میں کہ اس کو حدیث ناصیہ سے ثابت کیا ہے حالانکہ مسح ربع راس علماء حنفیہ کے نزدیک وضو کا رکن و فرض ہے اور چونکہ دلیل اِس کی ظنی ہے اِسی لئے شافعیہ و مالکیہ کو جو اس کے منکر ہیں کافر نہیں کہا جاتا ہے اور ایسا ہی غسل رجلین وضو میں اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک فرض ہے مگر بسبب ظنی ہونے دلیل کے اس کے منکر کی تکفیر نہیں کیجاتی ہے اور وضو میں غسل یدین و رجلین کے ساتھ مرفقین و کعبین کا دھونا جمہور حنفیہ وغیرہم کے نزدیک فرض ہے مگر بسبب ظنی ہونے دلیل کے اس کے منکر کی تکفیر نہیں کیجاتی ہے اور قاعدہ اخیرہ نماز میں حنفیہ کے نزدیک فرض ہے اور دلیل اِس کی ظنی ہے بلکہ اس کا تو مرفوع ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا ہے فضلا عن ان یکون قطعیا اور ایسا ہی خروج بصنعہ صلوۃ وتر وغیرہا کو علماء حنفیہ فرض کہتے ہیں کما ہو مصرح فی الدر المختار و حواشیہ وغیرہا من الکتب الفقہیۃ سوم سب احادیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور اُن صحابہ رض کی نسبت جنھوں نے وہ احادیث آنحضرت

صلعم سے بلاواسطہ سُنیں قطعی تھیں اور دوسرے اہل اسلام کی نسبت وہ احادیث بسبب اخبارِ احاد ہونے کے ظنی ہوگئیں اب ہم پوچھتے ہیں کہ ان احادیث سے اگر ایک چیز کی فرضیت و رکنیت ثابت ہوجاوے تو وہ چیز ضرور آنحضرت صلعم وصحابہ مذکورین رضؓ کی نسبت فرض و رکن ہوگی اب دوسروں کی نسبت فرض و رکن ہے یا نہیں بر تقدیر ثانی یہ اِستحالہ لازم آتا ہے کہ ایک حکم شرعی بغیر آنے ناسخ کے منسوخ ہوجاوے اور بر تقدیر اول یہ اِستحالہ لازم آتا ہے کہ فرض و رکن دلیل ظنّی سے ثابت ہو وہو خلاف ماقلتم چہارم فرض دو قسم ہے ایک فرض قطعی اور اِسی کا نام فرض علمی و فرض اعتقادی بھی ہے اور دوسرا فرض عملی اور اِسی کا نام فرض غیر قطعی اور ظنی بھی ہے اور قسم دوم واسطہ ہے درمیان فرض قطعی اور اوس واجب کے جو عمل میں فرض عملی سے دون ہے اور سنت سے فوق اور اِس قسم کو کبھی فرض کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور کبھی واجب کے ساتھ اور عملی قسم کا منکر کافر ہے نہ دوسری قسم کا اِن دونوں قسموں کے ثبوت کے لئے عبارت ردالمحتار کافی ہے باب الوتر میں ہے واعلم ان الغرض نوعان فرض علما وعملا و فرض عملا فقط فالاول کالصلوٰت الخمس فانہا فرض من جہۃ العمل لا یحل ترکہا ویفوت الجواز بفوتہا بمعنی انہ لو ترک واحدۃ منہا لا یصح فعل ما بعدہا قبل قضاء المتروکۃ و فرض من جہۃ العلم والاعتقاد بمعنی انہ یفترض علیہ اعتقادہا حتی یکفر بانکارہا والثانی کالوتر فانہ فرض عملا کما ذکرناہ ولیس بفرض علما ای لا یفترض اعتقادہ حتی انہ لا یکفر منکرہ لظنیۃ دلیلہ وشبہۃ الاختلاف فیہ ولذا یسمی واجبا ونظیرہ مسح الراس فان الدلیل القطعی افاد اصل المسح واما کونہ قدر الربع فانہ ظنی لکنہ قام عند المجتہد ما رجح دلیلہ الظنی حتی صار قریبا من القطعی فسماہ فرضا ای عملیا بمعنی انہ یلزم عملہ حتی لو ترکہ و مسح شعرۃ مثلا یفوت الجواز ولیس فرضا علما حتی انہ لو انکرہ لا یکفر بخلاف مالو انکر اصل المسح (انتہی) اور جو علما کہ اخبار احاد سے فرضیت مطلق قراءۃ اور ایسا ہی فرضیت فاتحہ ثابت کرتے ہیں مراد اُن کی فرض سے فرض عملی ہے فتح القدیر میں ہے واعلم ان الشافعیۃ یثبتون رکنیۃ الفاتحۃ علی معنی الوجوب عندنا فانہم لا یقولون بوجوبہا قطعا بل ظنا دلیل سیوم فرضیت مطلق قراءۃ کی حدیث ابوہریرہ رضؓ ان رسول اللہ صلعم قال لاصلوٰۃ الا بقراءۃ اخرجہ مسلم وابن الجارود یہاں لفظ صلاۃ نکرہ ہے تحت میں نفی کے واقع ہوا ہے اِس لئے فائدہ عموم کا دے گا یعنی کوئی نماز خواہ منفرد کی ہو یا امام کی یا مقتدی کی بغیر قراءۃ کے نہیں ہوتی ہے پس اِس حدیث سے فرضیت مطلق قراءۃ کی ثابت ہوئی دلیل چہارم حدیث رفاعہ بن رافع رضؓ

ہے قال کنت جالساً عند النبی صلعم بہذا وقال کبر ثم اقرأ ماتیسر من القرآن ثم کبر ثم ارکع اخرجہ البخاری
فی جزء القراءۃ وابوداؤد والنسائی والترمذی والدارمی وابن الجارود واس حدیث کے بعض طرق
میں یہ لفظ ہے ابدأ فکبر وتحمد اللہ وتقرأ ام القرآن ثم ترکع اور بعض میں ثم اقرأ ہے بدون ماتیسر
من القرآن کے اور بعض طرق میں یہ لفظ ہے ویقرأ بما شاء من القرآن اور بعض میں یہ لفظ ثم یقرأ
من القرآن ما اذن لہ فیہ وتیسر اور بعض میں ہے ثم اقرأ بام القرآن وبما شاء اللہ ان تقرأ اور
بعض میں ہے ثم اقرأ ماتیسر علیک من القرآن اور بعض میں ہے فان کان معک قرآن فاقرأ بہ
والا فاحمد اللہ عزوجل وکبرہ وہللہ اور بعض میں یہ لفظ ہے انہ لاتتم صلاۃ لاحد من الناس اور یہ
لفظ منفرد وامام ومقتدی سب کو شامل ہے۔ دلیل پنجم حدیث ابوالدرداء رضہ ہے یقول سئل
رسول اللہ صلعم افی کل صلاۃ قرأۃ قال نعم قال رجل من الانصار وجبت ہذہ اخرجہ النسائی
وابن ماجہ والدارقطنی والبخاری فی جزء القراءۃ دلیل ششم احادیث ذیل ہیں عن ابی حمید الساعدی
رضہ قال فی عشرۃ من اصحاب النبی صلعم انا اعلمکم بصلاۃ رسول اللہ صلعم قالوا فاعرض قال کان
النبی صلعم اذا قام الی الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بہما منکبیہ ثم یکبر ثم یقرأ الحدیث وفیہ ثم یصنع فی الاخری
مثل ذلک وایضاً فیہ ثم یصنع ذلک فی بقیۃ صلاتہ اخرجہ ابوداؤد والدارمی والترمذی وابن ماجہ
وعن جابر بن سمرۃ قال شکا اہل الکوفۃ سعدا الی عمر رضہ فعزلہ واستعمل علیہم عمارا فشکوا حتی ذکروا
انہ لایحسن یصلی فارسل الیہ فقال یا ابا اسحق ان ہولاء یزعمون انک لاتحسن تصلی قال اما انا واللہ
فانی کنت اصلی صلاۃ رسول اللہ صلعم ما اخرم عنہا اصلی صلاۃ العشاء فارکد فی الاولیین واخفف
فی الاخریین الحدیث فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں ہے قال ابن بطال وجہ دخول
حدیث سعد فی ہذا الباب انہ لما قال ارکد واخف اعلم انہ لایترک القراءۃ فی شئی من صلاتہ وقد
قال انہا مثل صلوۃ رسول اللہ صلعم (انتہے) وفی روایۃ اخری قال قال سعد کنت اصلی بہم
صلاۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صلاتی العشی لا اخرم عنہا کنت ارکد فی الاولیین واحذف
فی الاخریین (انتہے) وعن ابی معمر قال سالنا خبابا اکان النبی صلعم یقرأ فی الظہر والعصر قال نعم
قلنا بای شئی کنتم تعرفون ذلک کان باضطراب لحیتہ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال ان ام
الفضل سمعتہ وہو یقرأ والمرسلات عرفا فقالت واللہ یا بنی لقد ذکرتنی بقراءتک ہذہ السورۃ انہا
لآخر ما سمعت من رسول اللہ صلعم یقرأ بہا فی المغرب وعن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلعم قرأ
فی المغرب بالطور وعن البراء قال سمعت النبی صلعم یقرأ والتین والزیتون فی العشاء وعن ابی برزۃ

الاسلمی کان النبی صلعم یصلے الصبح وینصرف الرجل فیعرف جلیسہ وکان یقرأ فی الرکعتین اواحدٰہما
ما بین الستین الی المائتہ وعن ابی قتادۃ ان النبی صلعم کان یقرأ فی الظہر فی الاولیین بام الکتاب
وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الآیتہ ویطول فی الرکعۃ الاولی مالا یطیل فی
الرکعۃ الثانیۃ وہٰکذا فی العصر وہٰکذا فی الصبح اخرج تلک الاحادیث الشیخان اور جزء القراءۃ میں
ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا ابان بن یزید وہمام بن یحیی وحرب بن شداد عن یحیی بن ابی
کثیر عن عبداللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلعم یقرأ فی الظہر والعصر فی الرکعتین
الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وفی الاخریین بام الکتاب وکان یسمعنا الآیتہ حدثنا محمود قال ثنا البخاری
قال ثنا موسیٰ قال حدثنا ہمام بہذا (انتہٰی) اور جزء القراۃ میں ہے وقال ابوقتادہ کان النبی صلعم
یقرأ فی الاربع کلہا ان سب روایات سے آنحضرت صلعم کی مواظبت قراۃ پر ثابت ہوتی ہے علاوہ اسکے
اس مدعی کے اثبات پر اور بھی احادیث دلالت کرتی ہیں ترکتہا خوفا للاطناب وقال النبی صلعم صلوا
کما رایتمونی اصلی پس بمقتضائے اس حدیث کے احادیث مذکورہ اقیموا الصلوٰۃ کا بیان واقع ہوئی
ہیں اور کوئی دلیل عدم فرضیت قراۃ پر قایم نہیں ہے پس قراۃ فرض ہوئی اگر کہا جاوے کہ اس
دلیل سے تو ضم سورۃ بھی غیر اخریین میں فرض ہوا جاتا ہے کیونکہ غیر اخریین میں مواظبت ضم
سورۃ کی ثابت ہے تو جواب یہ ہے کہ یہاں دلیل عدم فرضیت پر قایم ہے کیونکہ عبادۃ بن الصامت
سے روایت ہے ان النبی صلعم قال ام القرآن عوض عن غیرہا ولیس غیرہا منہا بعوض اخرجہ
الدارقطنی تلخیص میں ہے رواہ الحاکم قال ولہ شواہد فساقہا اور نیز حدیث عبادہ میں ہے لاتفعلوا
الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بہا اور موید اس کا ہے قول ابوہریرہ رض کا وان لم
تزد علی ام القرآن اجزأت وان زدت فہو خیر اخرجہ البخاری ومسلم اور جزء القراءۃ میں ہے
عن ابی ہریرۃ قال یجزی بفاتحۃ الکتاب وان زاد فہو خیر یہاں تمام ہوئے ادلہ فرضیت مطلق
قراءۃ کے اب یہاں سے شروع کئے جاتے ہیں ادلہ فرضیت فاتحہ کے بالخصوص۔ دلیل اول
صحیح البخاری میں ہے حدثنا علی بن عبداللہ قال حدثنا سفیان قال حدثنا الزہری عن محمود
بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلعم قال لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
اس حدیث پر چار اعتراض حنفیہ کی جانب سے ہیں دو اعتراض تو وہ ہیں جو سلف حنفیہ نے
کئے ہیں اور دو وہ ہیں جو ہمارے زمانہ کے بعض حنفیہ کا اختراع واحداث ہے ہم ان ہی دو کو
تمام ذکر کرتے ہیں کیونکہ کل جدید لذیذ مشہور ہے اس لئے حنفیہ زمانہ کو ان پر بڑا فخر ہے اول

اعتراض پہلا راوی علی بن مدینی ہے وہ خلق قرآن کا قائل تھا پس وہ مغربلی وجہمی ہوا اس لئے
اس کی روایت معتبر نہیں جواب اس عقیدہ سے علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالی تائب ہوگئے
تھے والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں عابوا علیہ اجابتہ
فی المحنۃ لکنہ تنصل وتاب واعتذر بانہ کان خاف علی نفسہ (انتہی) میزان میں ہے بدت
منہ ھفوۃ ثم تاب منہا وقال محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ سمعت علی بن المدینی یقول قبل موتہ
بشہرین من قال القرآن مخلوق فہو کافر وقال عثمان الدارمی سمعت ابن المدینی یقول ہو کفر
یعنی من قال القرآن مخلوق قال ابن عدی سمعت مسدد بن ابی یوسف القلوسی یقول
سمعت ابی یقول قلت لابن المدینی مثلک فی علمک تجیبہم فقال ما اہون علیک السیف و
قال محمد بن عبد اللہ بن عمار قال ابن المدینی خفت القتل ولو انی ضربت سوطا لمت (انتہی)
تذکرۃ الحفاظ میں ہے قلت مناقب ہذا الامام جمۃ لو ما کدرہا بتعلقہ بشیٔ من مسئلہ القرآن وترددہ
الی احمد بن ابی داود الا انہ تنصل وندم وکفر من یقول بخلق القرآن فاللہ یرحمہ ویغفرلہ (انتہی)
خلاصہ میں ہے وقال ابو داود ابن المدینی خیر من عشرۃ آلاف مثل الشاذکونی اجاب الی
ابن المدینی فتکلم فیہ احمد والعقیلی لکنہ تاب قال عثمان عنہ من قال ان القران مخلوق فہو
کافر (انتہی) اب اُن کی توثیق کے اقوال ملاحظہ فرمائیے حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں
ثقۃ ثبت امام اعلم اہل عصرہ بالحدیث وعللہ حتی قال البخاری ما استصغرت نفسی الا عندہ وقال
فیہ شیخہ ابن عیینۃ کنت اتعلم منہ اکثر مما یتعلم منی وقال النسائی کان اللہ خلقہ للحدیث (انتہی)
میزان میں ہے الحافظ احد الاعلام الاثبات وحافظ العصر ذکرہ العقیلی فی کتاب الضعفاء فبئس
ما صنع فقال جنح الی ابن ابی داود والجہمیۃ وحدیثہ مستقیم قال لی عبد اللہ بن احمد کان ابی حدثنا
عنہ ثم امسک عن اسمہ وکان یقول ثنا رجل ثم ترک حدیثہ بعد ذلک قلت بل حدیثہ عنہ
فی مسندہ وقال عبد الرحمن بن ابی حاتم کان ابو زرعۃ ترک الروایۃ عن علی من اجل
ما کان منہ فی المحنۃ والذی کان یروی عنہ لا یوجب ترکہ لنزدعہ عما کان منہ قال ابو حاتم
کان ابن المدینی علما فی الناس فی معرفۃ الحدیث والعلل وکان احمد لا یسمیہ انما یکنیہ تبجیلا لہ
ابن ناجیۃ وغیرہ قال سفیان یلومونی علی حب علی واللہ کنت اتعلم منہ اکثر مما یتعلم منی قال
عباس العنبری کان ابن عیینۃ یسمی ابن المدینی حیۃ الوادی وکان روح بن عبد المومن
یقول سمعت ابن مہدی یقول ابن المدینی اعلم الناس بالحدیث وقال عبید اللہ القواریری سمعت

یحیی القطان یقول یلوموننی فی حب علی بن المدینی وانا اتعلم منہ وقال ابو العباس السراج سمعت
ابا یحیی یقول کان ابن المدینی اذا قدم بغداد تصدر وجا ریحیی واحمد بن حنبل والمعیطی والناس
یتناظرون فاذا اختلفوا فی شئ تکلم فیہ علی وروی ابو عبید عن ابی داؤد وقال ابن المدینی اعلم من
احمد باختلاف الحدیث وقال صالح جزرۃ اعلم من ادرکت بالحدیث وعللہ علی بن المدینی وہذا
ابو عبد اللہ البخاری وناہیک بہ قد شحن صحیحہ بحدیث علی بن المدینی وقال ما استصغرت نفسی بین
یدی احد الا بین یدی علی بن المدینی ولو ترک حدیث علی وصاحبہ محمد وشیخہ عبد الرزاق وعثمان
بن ابی شیبۃ وابراہیم بن سعد وعفان وابان العطار واسرائیل وازہر السمان وبہز بن اسد
وثابت البنانی وجریر بن عبد الحمید لغلقنا الباب وانقطع الخطاب ولماتت الآثار واستولت
الزنادقۃ ولخرج الدجال انما لک عقل یا عقیلی اتدری فیمن تکلم وانما تبعناک فی ذکر ہذا النمط لنذب
عنہم ولنزیف ما قیل فیہم واما علی بن المدینی فالیہ المنتہی فی معرفۃ علل الحدیث النبوی مع کمال
المعرفۃ بنقد الرجال وسعۃ الحفظ والتبحر فی ہذا الشان بل لعلہ فرد زمانہ فی معناہ (انتہی) ملخصا تذکرۃ
الحفاظ میں ہے حافظ العصر وقدوۃ ارباب ہذا الشان سمع اباہ وحماد بن زید وہشیما وابن عیینۃ
وطبقتہم وعنہ الذہلی والبخاری وابو داؤد واسمٰعیل القاضی وابو یعلی والبغوی وامم قال ابو حاتم
کان ابن المدینی علما فی الناس فی معرفۃ الحدیث والعلل وما سمعت احمد بن حنبل سماہ قط انما
کان یکنیہ تبجیلا لہ وعن ابن عیینۃ قال یلوموننی علی حب علی بن المدینی واللہ لما اتعلم منہ اکثر
مما یتعلم منی وقال احمد بن سیار کان ابن عیینۃ یسمی علیا حیۃ الوادی قال روح بن عبد المؤمن
سمعت عبد الرحمٰن بن مہدی یقول علی بن المدینی اعلم الناس بحدیث رسول اللہ صلعم و
قال القواریری سمعت یحیی القطان یقول انا اتعلم من علی اکثر مما یتعلم منی قال النسائی کان
علی بن المدینی خلق لہذا الشان وقال ابراہیم بن معقل سمعت البخاری یقول ما استصغرت نفسی
عند احد الا عند علی بن المدینی وقال ابو داؤد ابن المدینی اعلم من احمد باختلاف الحدیث۔
(انتہی) کاشف میں ہے قال شیخہ ابن مہدی علی بن المدینی اعلم الناس بحدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وخاصۃ بحدیث ابن عیینۃ وقال ابن عیینۃ یلوموننی علی حب علی
بن المدینی واللہ اتعلم منہ اکثر مما یتعلم منی وکذا قال القطان فیہ وقال من کان اللہ خلقہ لہذا
الشان (انتہی) خلاصہ میں ہے الحافظ امام اہل الحدیث کان ابن عیینۃ یسمیہ حیۃ الوادی
وکذا قال القطان کنا نستفید منہ اکثر مما یستفید منا وقال النسائی کان اللہ خلق علیا لہذا الشان

(انتہی) اعتراض دوسرا- دوسرا راوی اس کا سفیان بن عیینہ ہے اس نے بہت سی احادیث میں خطا کی ہے میزان میں ہے قال احمد کنت انا وابن المدینی فذکرنا اثبت من یروی عن الزہری فقال علی سفیان بن عیینہ وقلت انا مالک فان مالکا اقل خطاء وابن عیینہ یخطی فی نحو من عشرین حدیثا عن الزہری ثم ذکرت ثمانیۃ عشر منہا وقلت ہات ما اخطاء فیہ مالک فجاء بحدیث او ثلثۃ فرجعت فاذا ما اخطاء فیہ سفیان بن عیینہ اکثر من عشرین حدیثا (انتہی) آخر عمر میں اس کے حافظہ میں تغیر آگیا تھا کما فی التقریب وغیرہ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث اُن احادیث میں سے نہیں ہے جن میں سُفیان نے خطا کی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ائمہ ستہ امہات ستہ میں اور امام احمد مسند میں اس حدیث کو سفیان بن عیینہ کے طریق سے لائے ہیں اور سب نے اس کے ساتھ احتجاج کیا ہے تفسیر درمنثور میں ہے واخرج الشافعی فی الام وابن ابی شیبۃ فی المصنف واحمد فی مسندہ والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والبیہقی فی السنن عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلعم قال لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب (انتہی) میزان میں ہے سفیان بن عیینۃ الہلالی احد الثقات الاعلام اجمعت الامۃ علی الاحتجاج بہ وکان یدلس لکن المعہود منہ انہ لایدلس الاعن ثقۃ وکان قوی الحفظ وما فی اصحاب الزہری اصغر سنا منہ ومع ہذا فہو من اثبتہم قال احمد بن حنبل ہو اثبت الناس فی عمرو بن دینار وقال احمد کنت انا وابن المدینی فذکرنا اثبت من یروی عن الزہری فقال علی سفیان بن عیینۃ وقلت انا مالک فان مالکا اقل خطاء وابن عیینۃ یخطی فی نحو من عشرین حدیثا عن الزہری ثم ذکرت ثمانیۃ عشر منہا وقلت ہات ما اخطاء فیہ مالک فجاء بحدیثین او ثلثۃ فرجعت فاذا ما اخطاء فیہ سفیان بن عیینۃ اکثر من عشرین حدیثا وروی محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی عن یحیی بن سعید القطان قال اشہد ان سفیان بن عیینۃ اختلط سنۃ سبع وتسعین ومائۃ فمن سمع منہ فیہا فسماعہ لاشئ قلت سمع منہ فیہا محمد بن عاصم صاحب ذاک الجزء العالی ویغلب علی ظنی ان سائر شیوخ الائمۃ الستۃ سمعوا منہ قبل سنۃ سبع واما سنۃ ثمان وتسعین ففیہا مات ولم یلقہ احد فیہا لانہ توفی قبل قدوم الحاج باربعۃ اشہر وانا استبعد ہذا الکلام من القطان واعدہ غلطا من ابن عمار فان القطان مات فی صفر من سنۃ ثمان وتسعین وقت قدوم الحاج ووقت تحدیثہم عن اخبار الحجاز فمتی تمکن یحیی بن سعید من ان یسمع اختلاط سفیان ثم یشہد علیہ بذلک والموت قد نزل بہ فلعلہ بلغہ ذلک فی اثناء سنۃ سبع مع ان یحیی متعنت جدا فی الرجال وسفیان ثقۃ مطلقا واللہ اعلم (انتہی)

بقدر المقصود۔ تذکرۃ الحفاظ میں ہے سفیان بن عیینۃ بن میمون العلامۃ الحافظ شیخ الاسلام
ابو محمد الہلالی الکوفی محدث الحرم مولی محمد بن مزاحم فقد کان خلق یحجون والباعث لہم لقی ابن عیینۃ
فیزدحمون علیہ فی ایام الحج وکان اماما حجۃ حافظا واسع العلم کبیر القدر قال عبد الرحمن بن مہدی کان
ابن عیینۃ احفظ من حماد بن زید وقال احمد ما رایت اعلم بالسنن منہ وقال ابن المدینی ما فی
اصحاب الزہری اتقن من ابن عیینۃ قال العجلی کان ابن عیینۃ ثبتا فی الحدیث وقال
بہز بن اسد ما رایت مثلہ ولا شعبۃ قال یحیی بن معین ہو اثبت الناس فی عمرو بن دینار اتفقت
الائمۃ علی الاحتجاج بابن عیینۃ لحفظہ وامانتہ وقد حج سبعین سنۃ وکان مدلسا لکن علی الثقات
(انتہی) بقدر المقصود کاشف میں ہے احد الاعلام ثقۃ ثبت امام (انتہی) خلاصہ میں ہے احد
ائمۃ الاسلام قال العجلی ہو اثبتہم فی الزہری (انتہی) تقریب میں ہے ثقۃ حافظ فقیہ امام حجۃ
الا انہ تغیر حفظہ باخرہ وکان ربما دلس لکن عن الثقات (انتہی) میں کہتا ہوں کہ تغیر حفظ کا جواب
میزان ذہبی سے معلوم ہوا بیان بالا سے بچند وجوہ ثابت ہوا کہ یہ حدیث اُن احادیث میں
سے نہیں ہے جن میں سفیان نے خطا کی ہے اوّل یہ کہ امام بخاری وامام مسلم اِسکو اپنے
صحیح میں لائے ہیں یہ برہان جلی ہے اس امر پر کہ شیخین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے کوئی
علت قادحہ صحت اس میں پائی نہیں جاتی ہے پس اب یہاں چند احتمالات ہیں ایک یہ
کہ شیخین نے اِس حدیث کو اُن میں سے نہیں سمجھا جن میں سفیان سے خطا ہوئی ہے اور اِس
احتمال پر مدعی ہمارا ثابت ہے دوسرا یہ کہ امام احمد کے اِس قول کو شیخین نے غیر معتبر سمجھا
اس تقدیر تو مادہ اعتراض ہی باقی نرہا وہو عین المطلوب تیسرا یہ کہ شیخین نے اِس خطا
کو قادح صحت نہیں سمجھا چوتھا یہ کہ شیخین نے مجرد اس احتمال کو کہ حدیث ما بہ النزاع اون
احادیث میں سے ہو جن میں سفیان سے خطا ہوئی ہے قادح صحت نہیں تصور کیا۔۔
احتمالین اخیرین کی بنا پر بھی کوئی وجہ اعتراض کی نہیں ہے۔ دوم یہ کہ امام ترمذی نے اس
حدیث کے تحت میں لکھا ہے حدیث عبادہ حدیث حسن صحیح اور علاوہ اسکے غیر واحد احادیث
کی جو طریق سفیان بن عیینۃ عن الزہری سے مروی ہیں امام ترمذی نے تصحیح کی ہے
اور یہ امر دلیل روشن ہے اِس بات کی کہ اس حدیث میں کوئی ایسی خطا نہیں پائی جاتی ہے
جو قادح صحت ہو اور حافظ دار قطنی سفیان بن عیینہ کی اِس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں
ہذا اسناد صحیح۔ سیوم سفیان بن عیینہ کے ساتھ احتجاج پر ائمہ امت نے اتفاق کیا ہے پھر کسی

حدیث میں کیا کلام ہوسکتا ہے چہارم یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حدیث متفق علیہ کی امت نے
تلقی بالقبول کی ہے پنجم سب آئمہ فقہاء نے اس کو تسلیم کیا ہے خصوصا علماء حنفیہ نے سلفاً و خلفاً
اس کی صحت کا اقرار کیا ہے اسی بنا پر وجوب فاتحہ ثابت کیا ہے ششم امام بخاری نے جزء
القراءۃ میں اسکو متواتر لکھا ہے ہفتم یہ حدیث اُن احادیث میں سے نہیں ہے جن میں حافظ ابو الحسن الدار
قطنی وغیرہ نقاد نے کلام کیا ہے پھر اگر کوئی مدعی علم خلاف سلف وخلف اس حدیث کی صحت
میں اس زمانہ میں کلام کرے تو کیا یہ سخت بے ادبی و اعلیٰ درجہ کی گستاخی نہ سمجھی جائے گی
اب علے سبیل التنزل یہ گزارش کیا جاتا ہے کہ اس حدیث عبادہ کے وہ طریق صحیحہ بھی موجو
ہیں جن میں علی بن المدینی و سفیان بن عیینہ واقع نہیں ہیں صحیح مسلم میں ہے حدثنی ابو الطاہر
قال نا ابن وہب عن یونس ح و حدثنی حرملۃ بن یحییٰ قال انا ابن وہب قال اخبرنی یونس عن
ابن شہاب قال اخبرنی محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت قال قال
کہا زہری نے مجھکو خبر دیا محمود بن ربیع نے عبادہ بن صامت سے عبادہ نے کہا فرمایا رسول اللہ
رسول اللہ صلعم لا صلوۃ لمن لم یقترئ بام القرآن حدثنا الحسن بن علی قال نا
صلعم نے نہیں نماز صحیح اُس شخص کی کہ نہیں پڑھا ام القرآن یعنی سورہ فاتحہ کو یعقوب بن ابراہیم بن
سعد قال نا ابی عن صالح عن ابن شہاب ان محمود بن الربیع الذی مج رسول اللہ صلعم
فی وجہہ من بیرہم اخبرہ ان عبادۃ بن الصامت اخبرہ ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوۃ
لمن لم یقرء بام القرآن (انتہے) مسند احمد میں ہے حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یعقوب بن
ابراہیم ثنا ابی عن صالح و حدث ابن شہاب ان محمود بن الربیع الذی مج رسول اللہ صلعم
فی وجہہ من بیرہم مرتین اخبرہ ان عبادۃ بن الصامت اخبرہ ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوۃ
لمن لم یقرأ بام القرآن (انتہے) جزء القراءۃ میں ہے قال محمود حدثنا البخاری ثنا اسحق قال ثنا
یعقوب بن ابراہیم قال حدثنا ابی عن صالح عن الزہری ان محمود بن الربیع وکان مج رسول اللہ
فی وجہہ من بئر لہم اخبرہ ان عبادۃ بن الصامت اخبرہ ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوۃ لمن
لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد اللہ قال حدثنی اللیث
قال حدثنی یونس عن ابن شہاب قال حدثنی محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت قال
قال رسول اللہ صلعم لا صلوۃ لمن لم یقرأ بام القرآن (انتہے) سنن الدار قطنی میں ہے حدثنا
ابو محمد بن صاعد ثنا الربیع بن سلیمان ثنا ابن وہب اخبرنی یونس بن یزید عن ابن شہاب ثنا

محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلعم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بام القرآن
ہذا صحیح ایضاً وکذالک رواہ صالح بن کیسان ومعمر والاوزاعی وعبدالرحمن بن اسحق وغیرہم
عن الزہری لیجئے یہ طریق تو علی بن المدینی وسفیان بن عیینہ سے خالی ہیں اب سوائے
تسلیم کے کیا چارہ ہے یہ سب بحث اُن دو اعتراضوں کی تھی جن کو بعض حضرات نے فی
زماننا احداث کیا ہے اب اُن دو اعتراضوں کی بحث شروع کیجاتی ہے جو قدیم سے علماء
حنفیہ کرتے چلے آئے ہیں اوّل یہ ہے کہ لا حدیث مذکور میں واسطے نفی کمال کے ہے نہ واسطے
نفی جنس کے پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ ترک فاتحہ سے نماز ناقص ہوتی ہے نہ یہ کہ باطل ہوتی
ہے جیسا کہ حکم ہے رکن و فرض کا جواب لا نفی جنس جسوقت کہ اُس کی خبر محذوف ہوتی ہے
اصل اُس میں نفی وجود کی ہے کتب نحو میں مرقوم ہے یحذف خبر لا ہذہ کثیرا اذا کان الخبر عاما
کوجود وحاصل وغیر ذلک لدلالۃ النفی علیہ نحو لا الہ الا اللہ ای لا الہ موجود الا اللہ عبد الغنی حاشیہ ہدایہ
میں لکھتے ہیں فان قلت نفی الجواز اصل فیکون ہو المراد قلت یجوز ترک الاصل بدلیل یقتضی
الترک (انتہے) اور مولوی عبد الحی مرحوم غیث الغمام میں لکھتے ہیں یمکن الجواب عنہ بان
سلمنا ان الاصل ہو عدم الوجود شرعا لکن لا شبہۃ فی ان قیام الدلیل علی الصحۃ یوجب کون
المراد کونا خاصا (انتہے) اور فتح القدیر میں ہے فی الصحیحین لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب
وہو مشترک الدلالۃ لان النفی لا یرد الا علی النسب لا نفس المفرد والخبر الذی ہو متعلق الجار محذوف
فیمکن تقدیرہ صحیحۃ فیوافق رائے الشافعی او کاملۃ فیخالفہ وفیہ نظر لان متعلق المجرور الواقع خبرا
استقراء عام فالحاصل لا صلوٰۃ کائنۃ وعدم الوجود شرعا ہو عدم الصحۃ ہذا ہو الاصل بخلاف
لا صلوٰۃ لجار المسجد ولا صلوٰۃ للعبد الآبق فان قیام الدلیل علی الصحۃ اوجب کون المراد کونا
خاصا ای کاملۃ فلذا عدل المصنف الی الظنیۃ فی الثبوت (انتہے) امام ابو الحسن محمد بن عبد الہادی
الحنفی المعروف بالسندی حاشیہ سنن ابن ماجہ میں لکھتے ہیں ثم قد قرروا ان النفی لا یعقل الا مع
نسبۃ بین امرین فیقتضی نفی الجنس امرا مستندا الی الجنس لیستقل النفی مع نسبۃ فان کان ذلک
الامر مذکورا فی الکلام فذالک والا یقدر من الامور العامۃ کالکون والوجود واما الکمال فقد
حقق المحقق الکمال ضعفہ لانہ مخالف لا یصار الیہ الا بدلیل والوجود فی کلام الشارع یحمل علی الوجود
الشرعی دون الحسی فمؤدی الحدیث نفی الوجود الشرعی للصلوٰۃ التی لم یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب
فتعین نفی الصحۃ واما قال اصحابنا انہ من حدیث الاحاد وہو ظنی لا یفید العلم وانما یوجب القول

فلا یلزم منہ الافتراض ففیہ انہ یکفی فی المطلوب انہ یوجب العمل بمدلولہ لا بشیٔ آخر و مدلولہ عدم صحۃ
صلاۃ لم یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب فوجوب العمل بہ یوجب القول بفساد تلک الصلاۃ وہو المطلوب
فالحق ان الحدیث مفید بطلان الصلوۃ اذا لم یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب نعم یمکن ان یقال قراۃ الامام
ما قراۃ المقتدی اذا ترک الفاتحۃ وقرأہا الامام (انتہے) پس حاصل یہ ہوا کہ معنی حقیقی لا نفی
جنس کے نفی وجود جنس کے ہیں اور اگر کوئی صارف موجود ہو تو نفی کمال پر محمول کیا جاتا
ہے یہاں سے واضح ہوا کہ بعض علماء حنفیہ جو تکثیر امثلہ نفی کمال میں سعی موفور کرتے ہیں
اور ایسا ہی اُن کے مقابلہ میں بعض علماء حدیث بکثرت امثلہ نفی وجود پیش کرتے ہیں محض
اضاعت وقت ہے کیونکہ اہل حدیث نفی کمال کے منکر نہیں ہیں اور حنفیہ نفی وجود کا انکار
نہیں کرتے ہیں پس یہ بحث محض عبث ہے ہاں یہ دیکھنا چاہئے کہ فیما نحن فیہ میں صارف عن الحقیقۃ
پایا جاتا ہے یا نہیں اگر پایا جاتا ہے تو قول حنفیہ حق ہے ورنہ قول اہل حدیث مولوی
عبد الحی صاحب مرحوم نے صارف کا بیان اِس عبارت سے کیا ہے وہہنا الدلیل قائم
علی ان الصلوۃ تصح بدون الفاتحۃ وہو حدیث قراۃ الامام قراۃ لہ وغیرہ وبعض الآثار الموقوفۃ
فیوجب ذلک ان یکون المراد من لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب وامثالہ نفی الکون الخاص
فلا یلزم الا نفی الکمال لا نفی الصحۃ المطلقۃ وبالجملۃ وجود الدلیل مشترک فما لہم یجوزون حمل تلک
الاحادیث علی نفی الکمال ولا یجوزون حمل ہذہ الاحادیث علیہ (انتہے) اور اِسی کے قریب ہے۔
قول علامہ سندی حنفی کا وعبارتہ قد نقلت آنفا مگر ان دونوں منصف حنفیوں نے لفظ
یمکن سے ضعف جواب کی طرف اشارہ کر دیا ہے جزاہما اللہ خیرا اور وجہ ضعف یہ ہے کہ حدیث
قراۃ الامام قراۃ لہ باجماع اہل حدیث ضعیف ہے کسی ایک محدث نے بھی اِس کی تصحیح
نہیں کی ہے اور دیگر احادیث بھی اس باب میں عند المحققین ضعیف ہیں اور اثار موقوفہ
حجت نہیں ہیں وسیاتی کل ذلک بعد انشاء اللہ تعالی محقق کمال نے بھی اِس نظر کو
لاجواب سمجھا اِس لئے بلا جواب چھوڑ گیا مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کا انصاف اِس
مقام پر لایق تحسین ہے مگر جملۂ آیندہ لایق افسوس اور وہ یہ ہے وبہذا ظہر بطلان قول
غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا فی تفسیرہ المسمی بفتح البیان تقلیدا بالشوکانی لا محید عن
تحتم المصیر الی الفرضیۃ بل القول بالشرطیۃ (انتہے) خاکسار کہتا ہے کہ جب محقق کمال
اس نظر کو لاجواب جانتا ہے اور علامہ سندی اور مولوی عبد الحی دونوں ضعف جواب

کی طرف اشارہ کر رہے ہیں پس بعض افاضل عصر کے کلام کی حقیقت میں کیا کلام ہے۔ پس
یہ قول مولوی عبد الحی مرحوم کا وبہذا ظہر بطلان سخت تعصب پر دال ہے عفا اللہ عنہ وعناد
عن جمیع المسلمین علاوہ اس کے اگر حدیث متنازعہ فیہ میں لا نفی کمال کے لئے کہا جاوے تو
خود احناف کے مخالف ہے کیونکہ احناف فاتحہ کو واجب کہتے ہیں اور اسی حدیث سے وجوب
پر استدلال کرتے ہیں اور اس تقدیر پر احتمال سنیت واستحباب باقی رہے گا واذا جاءُ
الاحتمال بطل الاستدلال پس اس حدیث سے وجوب فاتحہ ثابت نہوگا بلکہ بر تقدیر نفی کمال کے
عدم وجوب فاتحہ ثابت ہوگا وفرق بین عدم ثبوت الوجوب وثبوت عدم الوجوب اور عجب ہے
علماء حنفیہ سے کہ فاتحہ کو واجب کہتے ہیں اور فرض نہیں کہتے اور وجہ عجب یہ ہے کہ مدلول
حدیث بر تقدیر قطعیت وظنیت متحد ہے اور وہ عدم صحت ہے اُس صلاۃ کی جس میں فاتحۃ الکتاب
نہ پڑھی جاوے اور یہ مدلول قطعی وظنی ہونے سے بدلتا نہیں صرف اسقدر فرق ہے کہ قطعی
میں عدم صحت یقینی ہے منکر اُس کا کافر اور ظنی میں غیر یقینی ہے اور منکر اُسکا کافر نہیں
ہے اور مانحن فیہ میں یہ فرق بھی منتفی ہے کیونکہ شافعیہ واہلحدیث وغیرہم جو فاتحہ کو فرض کہتے
ہیں تو فرض قطعی نہیں کہتے بلکہ فرض عملی فتح القدیر میں ہے واعلم ان الشافعیۃ یثبتون رکنیۃ الفاتحۃ
علی معنی الوجوب عندنا فانہم لا یقولون بوجوبہا قطعا بل ظنا غیر انہم لا یخصون الفرضیۃ والرکنیۃ
بالقطعی فلہم ان یقولوا بموجب الوجہ المذکور انا وان جوزنا الزیادۃ بخبر الواحد لکنہا لیست
بلازمۃ ہنا فانما قلنا برکنیتہا وافتراضہا بالمعنی الذی سمیتموہ وجوبا فلا زیادۃ (انتہی) میں
کہتا ہوں کہ یہ قول محقق کمال کا غیر انہم لا یخصون الفرضیۃ والرکنیۃ بالقطعی باطل
محض ہے کیونکہ علماء حنفیہ بھی فرضیت ورکنیۃ کو قطعی کے ساتھ خاص نہیں کرتے ہیں اور
ایسے فرض کو جو غیر قطعی سے ثابت ہو اُس کو فرض عملی کہتے ہیں جیسے مسح ربع راس کا وضو
میں اور قعدہ اخیرہ وخروج بصنعہ نماز میں اس مقام پر مولوی رشید احمد صاحب مرحوم
نے کتمان حق کے لیے ایک عجیب تقریر طویل مجذوبانہ ہدایۃ المعتدی میں کی ہے خلاصہ
اُس کا یہ ہے اب سنو کہ حدیث صحیحین کے قبل ترمذی وابوداؤد ونسائی وجزء قراءت
خلف میں یہ عبارت مذکور ہے عن عبادۃ بن الصامت رض قال صلے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا
رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القران فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا کذا فی الترمذی

پس اس حدیث کے اول سے دو امر ثابت ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ صلعم نے بسبب منازعت کے مازاد علی الفاتحہ کو مقتدی پر حرام کردیا اور دوسرا یہ کہ فاتحہ کو مباح فرمایا اسواسطے کہ استثنا نہی سے مفید اباحت ہوتا ہے نہ مفید وجوب و استحباب پس اس جزو سے اباحۃ فاتحہ کی مقتدی پر اور حرمت مازاد علی الفاتحہ کی ثابت ہوئی اور آخر اس حدیث کا یعنی لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بحذف کلمہ فانہ جس سے وہ حدیث مستقل معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت وہ اسی حدیث کا جز ہے پس ظاہر بینان کے نزدیک یہ قرار پایا کہ یہ دلیل وجوب فاتحہ علی المقتدی کی ہے اور اُس کے یہ معنی ہوئے کہ مازاد علی الفاتحہ کو مت پڑھو مگر فاتحہ پڑھو کہ بدون فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی مگر یہ فہم صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ مسلم نے معمر سے اس روایت میں لفظ فصاعدا کا بھی روایت کیا ہے اس زیادہ کی صحت میں کوئی کلام نہیں پس معنی اس جزو کے یہ ہوئے کہ کوئی نماز بدون فاتحہ اور مازاد علی الفاتحہ درست نہیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اس عموم صلوۃ میں صلوۃ مقتدی داخل ہے تو معنی حدیث کے کس طرح درست ہوں گے کیونکہ اول حدیث میں مازاد علی الفاتحہ کی تحریم مقتدی پر کی گئی ہے اور یہاں ایجاب مازاد علی الفاتحہ کا گو لا صلوۃ دلیل اباحۃ فاتحہ علی المقتدی کی ہے نہ اثبات وجوب فاتحہ علی المقتدی کی ہے اور چونکہ درصورت فصاعدا اس جملہ لا صلوۃ لمن لم یقرا الخ کا ربط اول حدیث سے خوب ذہن نشین اکثر طلبہ کے نہیں ہوتا اور پریشانی ہوتی ہے لہذا بندہ اس کی شرح کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ قراۃ مقتدی کی مکہ میں آیۃ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا سے منسوخ ہو چکی تھی تو صحابہ کرام جنکو اسکے نسخ کی خبر پہونچ چکی تھی وہ تو ترک قراٴہ فاتحہ خلف الامام کر چکے تھے مگر جب آپ ہجرت فرماکر مدینہ میں تشریف لائے تو یہاں کل یا بعض صحابہ اقتدا میں قرآن پڑھتے مگر یہ پڑہنا اُن کا یا تو بوجہ عموم فاقرؤا اور عدم اطلاع نسخ کے تھا یا بوجہ کسی رائے اجتہادی کے لیکن رسول اللہ صلعم کے امر سے ہرگز نتہا چنانچہ خود حدیث عبادہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے پوچھا کہ کیا تم میرے پیچھے قران پڑھتے ہو تو اگر آپ کے ارشاد اور امر سے پڑھتے تو اُس کو ذکر کرتے جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ پڑھتے ہیں تو اُس وقت ارشاد فرمایا کہ تمہارے پڑھنے کے سبب سے مجھے قرآن کے ساتھ منازعت ہوئی اور یہی وجہ ممانعت کی تھی لقولہ تعالیٰ واذا قری القرآن الخ پس اول آپ نے علت نہی قراٴہ مقتدی کی

ارشاد فرمائی بعد اس کے فرمایا کہ لاتفعلوا کہ جس سے ممانعت قراءۃ مقتدی کی ثابت ہوگئی اور
علت بھی اُس کی معلوم ہوگئی پھر اس سے فاتحہ کو استثنا فرمایا بقولہ الا بفاتحۃ الکتاب چونکہ
استثنا نہی سے مفید اباحت ہوتا ہے تو یہ معنی ہوئے کہ اگر مقتدی فاتحہ پڑھے تو مباح ہے۔
اس میں شبہہ ہوتا ہے کہ فاتحہ بھی قرآن ہے اور اُس کے پڑھنے میں بھی منازعت ہوگی
پھر کیا وجہ ہے کہ اُس کے پڑھنے کی اجازت و اباحت ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے دلیل اباحت
بیان فرمائی بقولہ لاصلوٰۃ الخ یعنی کوئی نماز سوائے نماز مقتدی دنیا میں ایسی نہیں ہے
کہ جس میں فاتحہ اور مازاد نہو لہذا چونکہ فاتحہ سے بالخصوص کوئی رکعت خالی نہیں تو اُس
کی کثرت تکرار سے مشق و مزاولت اس درجہ کو پہونچ جاتی ہے کہ اُس میں گنجائش منازعت
کی بہت کم ہوتی ہے بلکہ نہیں ہوتی اس میں علت منازعت کی گویا مرتفع ہے لہذا یہ مباح
ہے اور مازاد علی الفاتحہ کی ہزارہا صورتیں ہیں کہ جن کا حصر و تعداد شمار سے باہر ہے پس
ان کی مشق و مزاولت بہت درجہ کم مزاولت فاتحہ سے ہے اور ان میں منازعت موجود
ہے لہذا حکم اباحت فاتحہ کا دیا گیا پس چونکہ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے تو بوجہ مزاولت
کے منازعت اُس میں مرتفع ہے اس لئے وہ مباح ہوئی اور مازاد چونکہ متعین نہیں ہے
اور اُسکی مزاولت بہت کم ہے بہ نسبت مزاولۃ فاتحہ کے تو اُس میں منازعت زیادہ ہے
اس لئے وہ ممنوع رہی پس یہ دلیل اباحت قراءۃ فاتحہ برائے مقتدی ہے اور اس عموم لاصلوٰۃ
میں نماز مقتدی داخل نہیں ہے۔ الحمد للہ کے معنی حدیث کے باحسن وجوہ محقق ہوگئے اور
دعوای مدعیان وجوب قراءۃ مقتدی اس حدیث سے اصلا ثابت نہوا اور حضرت صلعم نے یہ
اباحت اپنے اجتہاد سے فرمائی تھی بایں وجہ کہ حکم نہی قراءۃ مقتدی معلل بعلت منازعت
ہے اور چونکہ آپ کو باجتہاد خود یہ معلوم ہوا تھا کہ قراءۃ فاتحہ باعث منازعت نہیں ہوتی ہے
لہذا آپ نے اُس کو بوجہ نپائے جانے علت منازعت کے مستثنےٰ جانا تھا مگر بالاخر بعد تجربہ
روشن ہوگیا کہ فاتحہ بھی منازعت سے خالی نہیں ہے اگرچہ قلیل ہی سہی تو سداً لباب الفتنہ
اس اباحت کا اُٹھانا ضروری ہوا چنانچہ روایت عمران بن حصین سے یہ امر واضح ہے کہ بعد
ممانعت رسول اللہ صلعم کے قراءۃ مقتدی کو پھر آپ کے پیچھے کسی شخص نے ظہر میں سبح اسم
پڑھی تو یہ پڑھنا بجز اسکے نہیں کہ جب بعض صحابہ کو اُنہوں نے سورہ فاتحہ پڑھتے دیکھا تو
اُنہوں نے سمجھا کہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا سری نماز میں درست ہے سو اباحت قراءۃ فاتحہ

موجب اِس فہم کا ہوئی لہذا رسول اللہ صلعم نے علت حرمۃ قراءۃ مقتدی کو پھر ذکر فرمایا سو اس ارشاد
سے سریہ میں بھی قراءۃ مقتدی کی ممنوع و منہی ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ منازعت نماز سریہ میں پڑھنے
سے بھی حاصل ہوتی ہے لہذا آخر میں آپ نے اِس اباحت کو بھی اُٹھا دیا بقولہ واذا قرء فانصتوا
کہ جس کو سلیمان تیمی نے قتادہ سے ابو موسی اشعری کی حدیث میں روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ سے
مروی ہے اور ابو موسیٰ اشعری اور ابو ہریرہ رض عام خیبر میں حاضر ہوئے ہیں اِس سے ظاہر
ہے کہ یہ نہی بعد اس اباحت کے ہوئی لہذا قراءۃ فاتحہ بھی مقتدیوں کو مباح نرہی اور نیز
غور کرنا چاہیئے کہ ہرچند امام کو حالت قراءۃ فاتحہ میں قراءۃ مقتدی کی موجب منازعت نہو
بسبب کثرت مزاولۃ فاتحہ کے مگر کیا ضرور ہے کہ قراءۃ فاتحہ مقتدیوں کی ہمیشہ حالت قراءۃ
فاتحہ امام میں ہی واقع ہوا کرے بلکہ ہرگاہ کہ سب مقتدیوں کے لئے فاتحہ کی اجازت ہوگئی تو
اکثر مقتدیوں کی فاتحہ بعد قراءۃ فاتحہ امام کے بھی واقع ہو جاوے گی خصوصًا اِن مقتدیوں کی
جو بہت ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں یا جو بعد میں آکر شریک ہوئے تو پھر وہی منازعت قایم ہو جائے
گی لہذا اسد الباب الفتنۃ اس اباحت کا رفع بھی ضرور ہوا چنانچہ حدیث ابو ہریرہ جس کو ابن اکیمۃ
لیثی نے روایت کیا ہے اس حدیث میں بیہقی نے اپنی سنن کبری میں اوزاعی سے بروایت زہری
یہ زیادت روایت کی ہے قال فقرء ناس مع رسول اللہ صلعم فی صلاۃ یجہر فیہا بام القرآن اور بیہقی نے
اِس زیادت میں کوئی کلام نہیں کی اِس سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے بھی رسول اللہ
صلعم کو منازعت ہوئی پس جب آپ نے سورہ فاتحہ کو بھی موجب منازعت قرار دیا تو اُس کی
بھی ممانعت ثابت ہوگئی انتہی ملخصًا عبد ضعیف کہتا ہے کہ یہ کلام فاسد ہے بچند وجوہ اس لئے
قولًا قولًا اُس کا رد مناسب ہے **قولہ** مگر یہ فہم صحیح نہیں ہے اِس واسطے کہ مسلم نے معمر سے اِس
روایت میں لفظ فصاعدا بھی روایت کیا ہے اس زیادت کی صحت میں کوئی کلام نہیں **اقول**
اِس زیادۃ کا شاذ ہونا انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا اور قطع نظر اس کی صحت و عدم صحت سے
روایت ترمذی و ابو داؤد و نسائی و جزء القراءۃ وغیرہا میں یہ زیادت ہرگز مستقیم نہیں ہوتی ہے اسلئے
کہ موافق تقریر مولوی صاحب کے حدیث میں دعوی ہے اباحت فاتحہ کا واسطے مقتدی کے اس
دعوے کے اثبات کے لئے صرف فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب کافی ہے زیادہ فصاعدا
محض بے معنی و عوی لغو ایسا کلام کوئی عامی بھی نہیں کرتا ہے چہ جائے اسکہ افصح العرب صلعم سے ایسا
کلام بے معنی صادر ہو علاوہ اِسکے شارع نے جو علت ا...... اباحت فاتحہ ارشاد فرمائی ہے قطع نظر اُن

اختراعات کے جو مولویصاحب نے کئے ہیں اُس میں بناءً علی الزیادہ مازاد کو بھی شامل کر لیا ہے
پس اِس تقدیر پر تعارض اوّل کلام اور آخر کلام میں لازم آتا ہے کیونکہ اوّل حدیث سے تو حرمت
مازاد کی مقتدی کے لئے ثابت ہوتی ہے اور آخر سے اباحت بالجملہ بر تقدیر تسلیم صحت حدیث ترمذی
وغیرہ زیادہ فصاعدا ہرگز مستقیم نہیں ہو سکتی ہے قولہ ہر گاہ قرارۃ مقتدی کی مکہ میں آیۃ واذا قری
القرآن فاستمعوالہٗ وانصتوا سے منسوخ ہو چکی تھی اقول یہ محل نظر ہے کیونکہ بالاثبات ہوا کہ آیت
واذا قریٔ القرآن فاستمعوالہ وانصتوا کا ناسخ ہونا پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتا ہے خصوصًا علما حنفیہ
کے نزدیک کیونکہ اُنہوں نے غیر ناسخ ہونے کی تصریح کر دی ہے۔ قولہ تو صحابہ کرام جنکو اسکے
نسخ کی خبر پہونچ چکی تھی وہ تو ترک قرارۃ فاتحہ خلف الامام کر چکے تھے۔ اقول یہ محض بناء فاسد
علی الفاسد ہے جب نسخ ہی ثابت نہیں تو صحابہ کرام کو نسخ کی خبر پہونچنا اور اُن کا سورۂ فاتحہ
کو ترک کرنا چہ معنی دارد ثبت العرش فانقش یہ محض مولویصاحب کی تخمین بلا دلیل ہے قولہ لیکن
رسول اللہ صلعم کے امر سے ہرگز نہ تھا اقول جب آیت فاقرؤا ماتیسر من القرآن کا نسخ آیت
واذا قریٔ القرآن فاستمعوالہٗ سے ثابت نہوا پس یہ پڑھنا اُن کا حق تعالیٰ کے امر سے تھا جو اکہ
ہے امر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بلکہ امر نبوی بھی یہاں متحقق ہے یعنی حدیث ابو ہریرہ رضہ متفق
علیہ جس میں یہ لفظ ہے ثم اقرء بما تیسر معک من القرآن اور یہ قول کہ اگر آپ کے ارشاد و امر
سے پڑھتے ہوتے تو اُس کو ذکر کرتے۔ اِس کا ملازمہ غیر مسلم ہے قولہ تو رسول اللہ صلعم نے دلیل
اباحت بیان فرمائی بقولہ لاصلوٰۃ الخ یعنی کوئی نماز .... سوائے نماز مقتدی دنیا میں
ایسی نہیں کہ جس میں فاتحہ و مازاد نہو اقول اِس میں کلام ہے بچند وجوہ اوّل یہ کہ حدیث میں
جو علت بیان کی گئی ہے اُس سے تفرقہ مابین الفاتحہ و مازاد جو مطلوب ہے حاصل نہیں ہوتا
ہے فلا یتم التقریب اور مولوی صاحب نے جو بڑھایا ہے وہ حدیث سے ثابت نہیں دوم اِس
تقدیر پر لفظ مازاد محض بیمعنی ہوتا ہے کیونکہ اثبات اباحت فاتحہ کے لئے صرف اِسیقدر اِس تقدیر
پر کافی ہے فانہٗ لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بہا بلکہ مضر مدعی ہوتا ہے۔ سیوم مولوی صاحب نے
حدیث کے معنی میں لفظ سوائے نماز مقتدی اپنی طرف سے اضافہ فرمایا ہے اِسپر کیا دلیل ہے
اگر وہی احادیث اذا قرأ فانصتوا من کان لہ امام وغیرہا ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اِس کا جواب
آیندہ آتا ہے اور اگر وہ دلیل ہے جو مولویصاحب نے بیان فرمائی ہے یعنی بقولہ اگر اس عموم صلاۃ
میں صلاۃ مقتدی داخل ہے تو جواب اِس کا ابھی گزر گیا چہارم دلیل اباحت بیان کرنا تو اُس

وقت چاہئے کہ حدیث سے اباحت ثابت ہوتی ہو اور اُس کا مدار اِسپر ہے کہ استثنا نہی سے مفید
اباحت ہوتا ہے اور یہ امر اوّل تو مخالف ہے امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کے کیونکہ توضیح و تلویح
وغیرہا سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک مستثنےٰ میں کوئی حکم نہیں ہوتا ہے جو
کچھ ثابت ہوگا دوسری دلیل سے ثابت ہوگا اور دوسری دلیل سے ما نحن فیہ میں وجوب
ثابت ہوتا ہے کیونکہ جزء القراءۃ وغیرہ میں صیغہ امر وارد ہوا ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے
اور اگر امام صاحب کا مذہب چھوڑ کر دوسری طرف فرار کیا جاوے تو کہا جائے گا کہ یہ اُسوقت
ہے کہ جب کوئی دلیل موجود نہو اور جب حدیث میں صیغہ امر و لفظ امر آچکا ہے تو یہ استثنا ما نحن
فیہ میں ہرگز مفید اباحت نہیں ہوسکتا ہے **قولہ** چونکہ فاتحہ سے بالخصوص کوئی رکعت خالی
نہیں ہے تو اُس کی تکرار مشق اور مزاولت اِسدرجہ کو پہونچ جاتی ہے کہ اس میں گنجایش
منازعت کی بہت کم ہوتی ہے بلکہ نہیں ہوتی ہے الیٰ **قولہ** پس چونکہ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی
ہے تو بوجہ مزاولت کے منازعت اس میں مرتفع ہے اس لئے وہ مباح ہوئی اور ما زاد چونکہ
متعین نہیں ہے اور اُس کی مزاولت بہت کم ہے بہ نسبت مزاولت فاتحہ کے تو اس میں منازعت
زیادہ ہے اس لئے ممنوع رہی **اقول** مولوی صاحب نے یہ شرح حدیث لا صلوٰۃ لمن لیقرا
بفاتحۃ الکتاب فصاعدا کی بیان فرمائی ہے حالانکہ اِس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے
جو اِس معنی پر دلالت کرتا ہو اور نہ کسی اور حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی صحابی
و تابعی و مجتہد و محدث سے یہ معنی منقول ہیں یہ معنی شاید الہام سے معلوم ہوئے ہونگے یا حالت
جذب میں تحریر کئے گئے ہوں گے ورنہ یہ تحریر مولوی صاحب کی اہل علم و عقل کی سمجھ سے وراء
الورا ہے بلکہ دیانت و تقویٰ و علم و عقل سے ازبس بعید ہے ولنعم ما قال الشاعر ؎ ان کنت
لا تدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم + قولہ
مگر بالآخر بعد تجربہ یہ روشن ہوگیا کہ فاتحہ بھی منازعت سے خالی نہیں ہے **اقول** یہ کلام دال
ہے اِسپر کہ حدیث عبادہ پہلے ہے پھر حدیث عمران پھر حدیث و اذا قرأ فانصتوا و حدیث ابو ہریرہ
جس کو ابن اکیمہ لیثی نے روایت کیا ہے مگر مجرد دعویٰ کافی نہیں ہے اس تقدم و تاخر کو بدلیل ثابت
کرنا چاہئے مولوی صاحب اپنے کلام میں ایسے مقدمات لاتے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں ہوتی
ہے گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقت صدور ان احادیث کے نبی صلعم سے مولوی صاحب حاضر
تھے یا وقت تحریر الہام ہو رہا ہے الحاصل حاصل اِس تقریر پریشان کا یہ ہے کہ قراءۃ مقتدی خلف الامام

خواہ فاتحہ کی قراۃ ہو یا دوسری سورت کی سرا ہو یا جہرا مطلقا بعلت منازعت منسوخ ہو گئی مگر
صحیح یہ ہے کہ نسخ ثابت ہرگز نہیں ہوتا نہ قراۃ سورۃ کا اور نہ قراۃ فاتحہ کا ہاں ایسی قراۃ جو
امام کو تشویش میں ڈالے اور منازعت و مخاطبت و مخالطت پیدا کرے وہ البتہ منہی عنہا ہے اور
نہی قراۃ سے جہاں آئی ہے وہ محمول ہے ایسی ہی قراۃ پر اور بحث حدیث عمران بن حصین و
اذا قرا فانصتوا و حدیث ابو ہریرہ رض بروایت ابن اکیمہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ دوسری
حدیث جو فرضیت فاتحہ پر دلالت کرتی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ قال قال رسول اللہ
صلعم من صلی صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج فہی خداج ہی خداج ثلث مرات غیر تام
قال ابو السائب فقلت یا ابا ہریرۃ انی احیانا اکون وراء الامام فغمز ذراعی وقال اقرء بہا یا فارسی
فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول قال اللہ عز و جل قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی
نصفین فنصفہا لی ونصفہا لعبدی ولعبدی ما سال الحدیث اخرجہ مالک فی الموطا و سفیان بن
عیینہ فی تفسیرہ و ابو عبید فی فضائلہ و ابن ابی شیبۃ و احمد فی مسندہ و البخاری فی جزء القراۃ
و مسلم فی صحیحہ و ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن الانباری فی المصاحف
و ابن حبان و الدارقطنی و البیہقی فی السنن کذا فی الدر المنثور اس دلیل پر علماء حنفیہ کے تین اعتراض
ہیں اوّل یہ کہ اس کی سند میں علاء بن عبد الرحمن ہیں اون میں کلام ہے جواب اس کا یہ
ہے کہ خود علماء حنفیہ نے اس جرح کو دفع کر دیا ہے چنانچہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم حنفی
امام الکلام میں لکھتے ہیں وفیہ نظر اما اولا فبان حدیث العلاء المذکور فی قسمۃ الفاتحۃ قد تلقاہ
الائمۃ و استدل بہ الحنفیۃ والمالکیۃ علی ان البسملۃ لیس جزء من الفاتحۃ وردوا بہ علی
الشافعیۃ القائلین بالجزئیۃ و اجابوا عن خدش بعضہم فی العلاء لسلامتہم کما بسطتہ فی رسالتی
احکام القنطرہ فی احکام البسملۃ .... الاتری الی قول ابن عبد البر فی الاستذکار
عند شرح الحدیث المذکور ہذا الحدیث ابین مایروی عن النبی صلعم فی سقوط بسم اللہ الرحمن الرحیم
من فاتحۃ الکتاب وہو قاطع لموضع الخلاف (انتہی) وقال العینی فی البنایۃ شرح الہدایۃ
فی بحث البسملۃ بعد ذکر ہذا الحدیث و ذکر ایراد بعض الشافعیۃ علیہ بان حدیثہ لیس بحجۃ ہذا
جہل و فرط تعصب بترکون الحدیث الصحیح لکونہ غیر موافق لمذہبہم وقد رواہ عن العلاء الائمۃ الاثبات
کمالک و سفیان و ابن جریج و عبد العزیز و الولید بن کثیر و محمد بن اسحق و غیرہم و ہو ثقۃ صدوق
(انتہی) فاذا علمت ان الحنفیۃ والمالکیۃ قد تلقوا ہذا الحدیث فی بحث البسملۃ و جعلوہ اوضح

حجۃ فی الخلافیۃ فکیف یمکن منہم ابداء ضعفہ وکون العلاء متکلما فیہ فی بحث الفاتحۃ واما ثانیا فہان
جماعۃ من نقاد الفن قد وثقوا العلاء وبسطوا السنتہم فی حقہ بالثناء فان عبد اللہ بن احمد قال عن ابیہ
انہ ثقۃ لم اسمع احدا ذکرہ بسوء وقال ابو حاتم صالح روی عنہ الثقات وقال النسائی لیس بہ باس
وقال ابن عدی للعلاء نسخ یرویہا عنہ الثقات وما اری بہ باسا وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال
ابن سعد قال محمد بن عمر صحیفۃ العلاء بالمدینۃ مشہورۃ وکان ثقۃ کثیر الحدیث وقال عثمان الدارمی سالت
ابن معین عن العلاء وابنہ کیف حدیثہما فقال لیس بہ باس قلت ہو احب الیک او سعید المقبری
قال سعید اوثق والعلاء ضعیف یعنی بالنسبۃ الیہ وقال الترمذی ہو ثقۃ عند اہل الحدیث کذا ذکرہ
ابن حجر فی تہذیب التہذیب (انتہے) امام الکلام میں دوسرے مقام پر ہے الکلام فیہ وعدم قبول
حدیثہ لا یخلو عن تعصب واضح وتعسف لائح - میزان الاعتدال میں ہے صدوق مشہور کاشف
میں ہے احد الائمۃ تقریب میں ہے صدوق ربما وہم خلاصہ میں ہے احد الاعلام (انتہے) امام مسلم
کا اپنے صحیح میں اس حدیث کا لانا اول دلیل ہے اس حدیث کی صحت پر دوسرا اعتراض
صلوۃ کا خداج ہونا فرضیت کو نہیں چاہتا ہے کیونکہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز
ناقص ہے پس جائز ہے کہ یہ نقصان فی الوصف ہو نہ فی الذات جواب اس کا یہ ہے کہ خداج
بمعنی نقصان کے ہی ماخوذ ہے خدجت الناقۃ سے نہایہ میں الخداج النقصان وخدجت الناقۃ
اذا القت ولدہا قبل اوانہ وان کان تام الخلق واخدجتہ اذا ولدتہ ناقص الخلق وان کان
لتمام الحمل (انتہے) قاموس میں ہے الخداج ککتاب القاء الناقۃ ولدہا قبل تمام الایام والناقۃ
جارت بولد ناقص وان کانت ایامہ تامۃ (انتہے) مصباح المنیر میں ہے قال ابو زید خدجت الناقۃ
وکل ذات خف وظلف وحافر اذا القت ولدہا بغیر تمام الحمل وزاد ابن القوطیۃ وان تم خلقہ
واخدجتہ بالالف القتہ ناقص الخلق وقیل ہما لغتان اذا القتہ وقد استبان حملہا فالخداج من
اول الخلق الولد الی قبیل التمام فاذا القت دون خلق الولد فہو رجاع والرجاع فی الابل خاصتہ
وقال ابن قتیبۃ اذا القت الناقۃ ولدہا بغیر تمام المدۃ فقد خدجت وان القتہ لتمام المدۃ وہو
ناقص الخلق فقد اخدجت احداجا والولد مخدج وقال ابن القطاع ایضا خدجت الناقۃ اذا القتہ
قبل تمام الحمل وان تم خلقہ واخدجتہ بالالف القتہ ناقص الخلق وان تم حملہا (انتہے) ابن عبد البر
استذکار میں لکھتے ہیں والخداج النقصان والفساد من ذلک قولہم اخدجت الناقۃ اذا ولدت
قبل تمام وقتہا او قبل تمام الخلقۃ وذلک نتاج فاسد وقال الاخفش خدجت الناقۃ اذا القت ولدہا

بغیر تمام واخدجت اذا قذفت الولادة وان کان تام الخلق (انتہے) نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں فالخداج بکسر الخاء المعجمۃ قال الخلیل بن احمد والاصمعی وابو حاتم السجستانی والہروی رحمہم اللہ تعالیٰ وآخرون الخداج النقصان یقال خدجت الناقۃ اذا القت ولدہا قبل اوان النتاج وان کان تام الخلق واخدجتہ اذا ولدتہ ناقصا وان کان لتمام الولادۃ ومنہ قیل لذی الیدیۃ مخدج الیدای ناقصا قالوا فقولہ صلعم خداج ای ذات خداج وقال جماعۃ من اہل اللغۃ خدجت واخدجت اذا ولدت بغیر تمام (انتہے) مجمع البحار میں ہے فہی خداج ای نقصان وصف بالمصدر مبالغۃ خدجت الناقۃ اذا القت ولدہا قبل اوانہ وان کان تام الخلقۃ واخدجتہ اذا ولدتہ ناقصۃ وان کان لتمام الحمل (انتہے) ان عبارات سے واضح ہوا کہ خداج کی دو صورتیں ہیں ایک وہ بچہ کہ پیدا ہو مدت حمل کے تمام ہونے سے پہلے دوسرا وہ بچہ کہ پیدا ہو اپنی خلقت کے تمام ہونے سے پہلے اور یہ نتاج دونوں صورتوں میں نتاج فاسد ہوتا ہے یعنی بچہ مُردہ پیدا ہوتا ہے اسی کو سقط بھی کہتے ہیں قاموس میں ہے والسقط مثلثۃ الولد بغیر تمام نہایہ میں ہے السقط بالضم والفتح والکسر اکثر الولد الذی یسقط من بطن امہ مصباح المنیر میں ہے والسقط الولد ذکرا کان او انثیٰ یسقط قبل تمامہ وہو مستبین الخلق یقال سقط الولد من بطن امہ سقوطا فہو سقط بالکسر والتثلیث لغۃ (انتہے) آنحضرت صلعم کا لفظ غیر تمام دونوں صورتوں کو شامل ہے اور ظاہر ہے کہ شے مردہ کوئی شئ موجود نہیں ہے اور وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جاوے آنحضرت صلعم نے اُس کو خداج وسقط یعنی مردہ فرمایا تو وہ کوئی شے موجود نہوئی پس معلوم ہوا کہ یہ نماز باعتبار ذات کے ناقص ہوئی نہ باعتبار وصف کے یہاں سے ظاہر ہو گیا فساد مولوی عبدالحی صاحب کے اس قول کا جو غیث الغمام کے صفحہ ۱۸۶ میں واقع ہے واما قول غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا فی تفسیرہ المسمی بفتح البیان مقلد اللشوکانی الاصل ان الصلوۃ الناقصۃ لا تسمی صلاۃ حقیقۃ (انتہے) فمغالطۃ واضحۃ فان الذی لا یسمی صلاۃ حقیقۃ ہو ناقص الذات وناقص الوصف یسمی صلاۃ حقیقۃ لغۃ وشرعا وعرفا ولا بد لمن یستدل بہذا الحدیث علی رکنیۃ الفاتحۃ ان یثبت اولا ان الخداج ہہنا بمعنی ناقص الذات فحسب دون ناقص الوصف وانی لہ ذلک انتہی وجہ فساد کی یہ ہے کہ عبارات منقولہ سے معلوم ہوا کہ معنے حقیقی خداج کے فساد فی الذات کے ہیں اور فساد فی الوصف میں بھی استعمال ہوتا ہے مجازا جب کہ معنی حقیقی سے کوئی صارف پایا جاوے اور یہی مطلب سمجھے حضرت ابو ہریرہ رض جب تو ابو السائب کو امر کیا اقرء بہا یا فارسی

صہ قبل وقت الولادۃ

ع جزء القراءۃ ... وقال ابو عبید یقال اخدجت الناقۃ اذا ... والسقط میت المتقبر ... (انتہی)

فی نفسک بلکہ خود آنحضرت صلعم کا امر کرنا حضرت ابوہریرہ کو اِس ہی حدیث میں وارد ہوا ہے اخرجہ ابن خزیمۃ وابن حبان کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور اُس میں لفظ یجزی کا بھی ہے جو دال ہے فرضیت فاتحہ پر علاؤہ اِس کے حدیث رفاعہ بن رافع میں ہے ثم اقرا وبام القرآن اور حدیث لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب نقصان فی الذات کی تعیین کر رہی ہے اور مصدر کے ساتھ وصف کرنا اور تین بار لفظ خداج کہنا دال ہے اسپر کہ نقصان کا فرد کامل مراد ہے۔
تیسرا اعتراض یہ حدیث محمول ہے غیر مقتدی پر جواب اِس کا یہ ہے کہ لفظ من الفاظ عموم میں سے ہے امام منفرد و مقتدی سب کو شامل ہے اور تخصیص عام کی بغیر دلیل مخصص کے جائز نہیں ہے اگر کہا جاوے کہ مخصص حدیث جابر ہے اِن النبی صلعم قال کل صلوٰۃ لایقرء فیہا بام القرآن فہی خداج الا ان یکون وراء الامام اخرجہ الدارقطنی تو کہا جائے گا کہ اِس کی سند میں یحیی بن سلام واقع ہے وہ ضعیف ہے میزان میں ہے ضعفہ الدارقطنی اور طحاوی وغیرہ نے حدیث من کان لہ امام کو مخصص ٹھیرایا ہے لیکن یہ حدیث باجماع اہل حدیث ضعیف ہے چنانچہ اِس کی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ آے گی علاوہ اِس کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حدیث ابوہریرۃ مخصص ہے حدیث من کان لہ امام کی فما وجہ الترجیح تیسری حدیث فرضیت فاتحۃ الکتاب کی حدیث عائشہ رضؓ ہے قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل صلاۃ لایقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج اخرجہ ابن ماجۃ فی سننہ وسندہ ہکذا حدثنا الفضل بن یعقوب الجوزی ثنا عبد الاعلی عن محمد بن اسحٰق عن یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن عائشہ واخرجہ البخاری فی جزء القراۃ حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال ثنا محمد بن عبد اللہ الرقاشی قال ثنا یزید بن زریع قال ثنا محمد بن اسحٰق قال ثنا یحیی بن عباد عن ابیہ عن عائشہ رضؓ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل صلاۃ لایقرا فیہا فہی خداج قال البخاری وزاد یزید بن ہارون بفاتحۃ الکتاب اور نیز جزء القراۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عبد اللہ بن منیر سمع یزید بن ہارون ثنا محمد بن اسحق عن یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن عائشہ رضؓ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من صلی صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج ثم ہی خداج واخرجہ احمد فی المسند ولفظہ ہکذا حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یزید قال انا محمد بن اسحٰق عن یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن عائشہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من صلے صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج (انتہے) اِس حدیث کے سب رواۃ ثقات ہیں کوئی علت اِس میں نہیں سوائے

تدلیس محمدؐ بن اسحق کے سووہ بھی رفع ہوگئی بسبب اسکے کہ جزء القراءہ میں ہے قال ثنا یحیی بن عباد
موجود ہے اور محمد بن اسحق کے ثقہ وغیر ثقہ ہونے کی بحث انشاءاللہ آگے کیجاویگی چوتھی حدیث فرضیت
فاتحہ کی حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے ان رسول اللہ صلعم قال کل صلاۃ لایقراء
فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج فہی خداج اخرجہ ابن ماجہ وسندہ ہکذا حدثنا الولید بن عمرو
بن سکین ثنا یوسف بن یعقوب السلمی ثنا حسین المعلم عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ امام
بخاری اس حدیث کو جزء القرأۃ میں دو سند سے لائے ہیں۔ اوّل یہ ہے حدثنا محمود
قال ثنا البخاری قال ثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال ثنا ابان قال ثنا عامر الاحول عن عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلعم قال کل صلاۃ لم یقرء فیہا بام الکتاب فہی مخدجۃ دوم یہ ہے
حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا ہلال بن بشر قال ثنا یوسف بن یعقوب السلمی قال
ثنا حسین المعلم عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلعم کل صلاۃ لایقرء
فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج انتہے مجمع الزوائد میں ہے اسنادہ حسن انتہے پانچویں حدیث
فرضیت فاتحہ کی حدیث جابر بن عبد اللہ ہے یقول یقرء فی الرکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب
وسورۃ سورۃ وفی الاخرین بفاتحۃ الکتاب وکنا نتحدث انہ لایجزی صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب
اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ وسندہ ہکذا حدثنا محمود ثنا البخاری قال ثنا ابونعیم قال حدثنا
مسعر عن یزید الفقیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول اہ واخرجہ ابن ماجہ وہذا نصہ حدثنا
محمد بن یحیی ثنا سعید بن عامر ثنا شعبۃ عن مسعر عن یزید الفقیر عن جابر بن عبد اللہ قال کنا
نقرء فی الظہر والعصر خلف الامام فی الرکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وفی الاخریین
بفاتحۃ الکتاب انتہے سندی اپنی تعلیق میں لکھتے ہیں قولہ کنا نقرء فی الزوائد قال المزی
موقوف ثم قال ہذا اسناد صحیح رجالہ ثقات وقد یقال الموقوف فی ہذا الباب حکمہ الرفع
الا ان یقال یمکن انہم اخذوا ذلک من العمومات الواردۃ فی الباب فلا یدل قراتہم علی الرفع
بقی انہ یعارض حدیث جابر من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ویقدم علیہ لضعف ذلک
ولا اقل ان ہذا اقوی من ذلک قطعا انتہے) میں کہتا ہوں کہ جس طرح کنا نقرء حکما مرفوع
ایسا ہی روایت بخاری میں کنا نتحدث بھی حکما مرفوع ہے۔ چھٹی حدیث فرضیۃ فاتحہ کی
نیز حدیث جابر بن عبد اللہ ہے قال قال رسول صلعم الامام ضامن فما صنع فاصنعوا اخرجہ
الدارقطنی فی سننہ وقال قال ابوحاتم ہذا الصحیح لمن قال بالقراءۃ خلف الامام اس

حدیث کا حق اگرچہ یہ تھا کہ اس کا ذکر اُن احادیث میں کیا جاوے کہ جن میں تصریح اس امر
کی ہے کہ سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑہنا فرض ہے لیکن چونکہ اس میں نام فاتحہ کا نہیں
ہے اس لئے یہیں اس کا ذکر کیا گیا۔ ساتویں حدیث فرضیۃ فاتحہ کی عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ
کی ہے ان النبی صلعم قال ام القرآن عوض من غیرہا ولیس غیرہا منہا بعوض اخرجہ الدار قطنی
وقال تفرد بہ محمد بن خلاد عن اشہب عن ابن عیینۃ تلخیص الحبیر میں ہے روی الحاکم من طریق
اشہب عن ابن عیینۃ عن الزہری عن محمود بن الربیع عن عبادۃ مرفوعا ام القرآن عوض
عن غیرہا ولیس غیرہا عوضا منہا قال ولہ شواہد فساقہا انتہی) آٹھویں دلیل فرضیۃ فاتحہ
کی وہ احادیث ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی رکعت میں فاتحہ ترک
نہیں فرمائی اور دوسری سورۃ کو کبھی ترک کر دیا ہے اُن میں سے ہے حدیث ابو قتادہ رض
صحیح بخاری میں ہے عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ ان النبی صلعم کان یقرء فی الظہر
فی الاولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخرین بام الکتاب فتح الباری میں ہے
فیہ ما ترجم لہ وفیہ التنصیص علی قرارۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ (انتہی) اور نیز فتح الباری میں ہے
ولابن خزیمۃ من حدیث ابن عباس ان النبی صلعم قام فصلی رکعتین لم یقرء فیہما الا بفاتحۃ
الکتاب اور نیز فتح میں ہے وادعی ابن حبان والقرطبی الاجماع علی عدم وجوب قدر زائد
علیہا وفیہ نظر لثبوتہ عن بعض الصحابۃ ومن بعدہم فیما رواہ ابن المنذر وغیرہ ولعلہم ارادوا
ان الامر استقر علی ذلک وسیاتی بعد ثمانیۃ ابواب حدیث ابی ہریرۃ وان لم یزد علی
ام القرآن اجزأت (انتہی) اور تلخیص الحبیر میں ہے وعند البخاری من حدیث ابی قتادہ ان
النبی صلعم کان یقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وہذا مع قولہ صلوا کما رایتمونی اصلی دلیل علی وجوب
التکریر (انتہی) پس ان احادیث کو حدیث صلوا کما رایتمونی اصلی کے ساتھ ضم کرنے سے فرضیت
فاتحہ کی ثابت ہوتی ہے اب اُن احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں تصریح اس امر کی ہے
کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑہنا ضروری ہے اوّل حدیث عبادہ بن الصامت یہ حدیث بہت
طرق سے روایت کی گئی ہے چند طرق اس کے یہاں بیان کئے جاتے ہیں سنن ابوداؤد میں
حدثنا عبد اللہ بن محمد النفیلی عن محمد بن سلمۃ عن محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت
قال کنا خلف رسول اللہ صلعم فی صلوۃ الفجر فقرء رسول اللہ صلعم فثقلت علیہ القراءۃ فلما
فرغ قال لعلکم تقرؤن خلف امامکم قلنا نعم ہذا یا رسول اللہ صلعم قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب

فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا حدثنا الربیع بن سلیمان الازدی نا عبد اللہ بن یوسف نا الہیثم
بن حمید اخبرنی زید بن واقد عن مکحول عن نافع بن محمود بن الربیع الانصاری قال نافع ابطأ
عبادۃ عن صلاۃ الصبح فاقام ابو نعیم المؤذن الصلوۃ فصلی ابو نعیم بالناس واقبل عبادۃ
وانا معہ حتی صففنا خلف ابی نعیم وابو نعیم یجہر بالقراءۃ فجعل عبادۃ یقرأ بام القرآن فلما انصرف
قلت لعبادۃ سمعتک تقرأ بام القرآن وابو نعیم یجہر قال اجل صلی بنا رسول اللہ صلعم بعض الصلوات
التی یجہر فیہا القراءۃ قال فالتبست علیہ القراءۃ فلما انصرف اقبل علینا بوجہہ فقال ہل تقرؤن
اذا جہرت بالقراءۃ فقال بعضنا انا نصنع ذلک قال فلا وانا اقول مالی ینازعنی القرآن
فلا تقرؤا بشیء من القران اذا جہرت الا بام القرآن حدثنا علی بن سہل الرملی نا الولید عن
ابن جابر وسعید بن عبد العزیز وعبد اللہ بن العلاء عن مکحول عن عبادۃ نحو حدیث الربیع
بن سلیمان قالوا فکان مکحول یقرأ فی المغرب والعشاء والصبح بفاتحۃ الکتاب فی کل رکعۃ
سرا قال مکحول اقرأ فیما جہر بہ الامام اذا قرأ بفاتحۃ الکتاب وسکت سرا فان لم یسکت اقرأ
بہا قبلہ ومعہ وبعدہ لا تترکہا علی حال (انتہی) جامع ترمذی میں ہے حدثنا ہناد نا عبدۃ بن
سلیمان عن محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت قال صلی
رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم
قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا قال
ابو عیسی حدیث عبادۃ حدیث حسن (انتہی) سنن نسائی میں ہے اخبرنا ہشام بن عمار عن صدقۃ
عن زید بن واقد عن حرام بن حکیم عن نافع بن محمود بن ربیعۃ } عن عبادۃ بن الصامت قال
روایت ہے عبادہ بن صامت سے کہا

صلی بنا رسول اللہ صلعم بعض الصلوۃ التی یجہر فیہا بالقراءۃ فقال لا یقرءن
نماز پڑھائی ہم لوگوں کو رسول اللہ صلعم نے بعض نمازیں جن میں بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے فرمایا آپ نے
احد منکم اذا جہرت بالقراءۃ الا بام القران (انتہی) } جزء القراءۃ میں ہے حدثنا
ہرگز نہ پڑھے کوئی تم سے جب میں بلند آواز سے قراۃ کروں مگر ام القرآن۔ } محمود قال ثنا البخاری
قال ثنا احمد بن خالد قال ثنا محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت رض قال
صلی النبی صلعم صلاۃ جہر فیہا فقرأ رجل خلفہ فقال لا یقرء احدکم والامام یقرأ الا بام القرآن
حدثنا محمود ثنا البخاری قال ثنا صدقۃ بن خالد ثنا زید بن واقد عن حرام بن حکم و مکحول عن

ربیعۃ الانصاری عن عبادۃ بن الصامت رض وکان علی ایلیاء فابطاء عبادۃ عن صلوۃ الصبح
فاقام ابو نعیم الصلوۃ وکان اول من اذن ببیت المقدس فجئت مع عبادۃ حتے صف الناس
وابو نعیم یجہر بالقراءۃ فقرء عبادۃ بام القران حتے فہمنا منہ فلما انصرف قلت سمعتک تقراء بام القران
فقال نعم صلے بنا النبی صلعم بعض الصلوات التی یجہر فیہا بالقرآن فقال لا یقرءن احدکم اذا جہر
بالقراءۃ الا بام القرآن حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عقبۃ بن سعید عن اسمٰعیل عن الاوزاعی
عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبادۃ بن الصامت قال قال النبی صلعم لاصحابہ تقرؤن
القرآن اذا کنتم معی فی الصلوۃ قالو نعم یا رسول اللہ لنہذ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن انتہے
اور نیز جزء القراءۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا قتیبۃ قال ثنا محمد بن ابی
عدی عن محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت قال صلے بنا رسول
اللہ صلعم صلاۃ الغداۃ قال فثقلت علیہ القراءۃ فقال انی لاراکم تقرؤن خلف امامکم قال قلنا اجل
یا رسول اللہ قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بہا حدثنا محمود قال ثنا البخاری
قال ثنا اسحق قال ثنا عبدۃ قال ثنا محمد عن مکحول عن محمود بن الربیع الانصاری عن عبادۃ بن
الصامت قال صلے رسول اللہ صلعم صلوۃ الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال اراکم
تقرؤن وراء امامکم قلنا ای واللہ یا رسول اللہ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ
الا بہا انتہے سنن الدارقطنی میں ہے حدثنا ابو بکر عبد اللہ بن سلیمان بن الاشعث حدثنا المؤمل
بن ہشام وحدثنا اسمٰعیل ہو ابن علیۃ عن محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع الانصاری
وکان یسکن ایلیاء عن عبادۃ بن الصامت قال صلی رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ
فلما انصرف قال انی لاراکم تقرؤن من وراء امامکم قال قلنا اجل واللہ یا رسول اللہ ہذا قال
فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا ہذا اسناد حسن حدثنا یوسف ابن یعقوب
بن اسحق بن بہلول ثنا احمد بن علی العمی ثنا عمر بن حبیب القاضی ثنا محمد بن اسحق بہذا الاسناد
نحوہ وقال کانکم تقرؤن خلفی قلنا اجل ہذا یا رسول اللہ قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ
لا صلوۃ الا بہا حدثنا ابن صاعد ثنا یعقوب الدورقی وزیاد بن ایوب وابراہیم بن یعقوب الجوز
جانی واحمد بن منصور قالوا حدثنا یزید بن ہارون قال اخبرنا محمد بن اسحق بہذا اخبرنا ابن صاعد
حدثنا عبید اللہ بن سعد ثنا عمی ثنا ابی عن ابن اسحق حدثنی مکحول بہذا وقال فیہ انی لاراکم تقرؤن
خلف امامکم اذا جہر قلنا اجل واللہ یا رسول اللہ ہذا قال لا تفعلوا الا بام القران فانہ لا صلوۃ لمن لم

يقرء بها حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد ثنا محمد بن اسحق ثنا عبد الله بن يوسف التنيسي ثنا هيثم بن حميد
قال اخبرني زيد بن واقد عن مكحول عن نافع بن محمود بن الربيع الانصاري قال نافع ابطأ عبادة
عن صلاة الصبح فاقام ابو نعيم الموذن الصلاة وكان ابو نعيم اول من اذن في بيت المقدس
فصلى بالناس ابو نعيم واقبل عبادة وانا معه حتى صففنا خلف ابي نعيم وابو نعيم يجهر بالقراءة فجعل عبادة
يقرء بام القرآن فلما انصرف قلت لعبادة قد صنعت شيا فلا ادري اسنة هي ام سهو كانت
منك قال وماذاك قال سمعتك تقرء بام القرآن وابو نعيم يجهر قال اجل صلى بنا رسول الله صلعم
بعض الصلوت التي يجهر فيها بالقراءة فالتبست عليه القراءة فلما انصرف اقبل علينا بوجهه
فقال هل تقرؤن اذا جهرت بالقراءة فقال بعضنا انا لنصنع ذلك قال فلا تفعلوا وانا اقول مالي
انازع القرآن فلا تقرؤا بشيء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن كلهم ثقات حدثنا ابو محمد بن صاعد
ثنا ابو زرعة عبد الرحمن بن عمرو بدمشق ثنا الوليد بن عتبة ثنا الوليد بن مسلم حدثني غير واحد
منهم سعيد بن عبد العزيز عن مكحول عن محمود عن ابي نعيم انه سمع عبادة بن الصامت عن النبي
صلعم قال هل تقرؤن في الصلوة معي قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب وقال ابن صاعد
قوله عن ابي نعيم انما كان ابو نعيم الموذن وليس هو كما قال الوليد عن ابي نعيم عن عبادة حدثنا
ابو محمد بن صاعد ثنا احمد بن الفرج الحمصي ثنا بقية ثنا الزبيدي عن مكحول عن عبادة بن الصامت
قال سالنا رسول الله صلعم هل تقرؤن معي وانا اصلي قلنا انا نقرء هذه هذا وندرسه درسا قال فلا
تقرؤا الا بام القرآن سرا في انفسكم هذا مرسل حدثنا ابو محمد بن صاعد ثنا محمد بن زنجويه وابو زرعه
عبد الرحمن بن عمرو الدمشقي واللفظ له قالا نا محمد بن المبارك الصوري ثنا صدقة بن خالد ثنا زيد
بن واقد عن حرام بن حكيم ومكحول عن نافع بن محمود بن الربيع كذا قال انه سمع عبادة بن الصامت
يقرء بام القرآن وابو نعيم يجهر بالقراءة فقلت رايتك صنعت في صلاتك شيا قال وماذاك
قال سمعتك تقرء بام القران وابو نعيم يجهر بالقراءة قال نعم صلى بنا رسول الله صلعم بعض الصلوات
التي يجهر فيها بالقراءة فلما انصرف قال منكم من احد يقرء شيا من القرآن اذا جهرت بالقراءة
قلنا نعم يا رسول الله فقال رسول الله صلعم وانا اقول مالي انازع القرآن فلا يقرءن احد
منكم شيا من القرآن اذا جهرت بالقراءة الا بام القرآن هذا اسناد حسن ورجاله ثقات
كلهم ورواه يحيى البابلي عن صدقة عن زيد بن واقد عن عثمان بن ابي سودة عن نافع بن محمود
حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد ثنا سليمان بن سيف الحراني ثنا يحيى بن عبد الله بن الضحاك ثنا صدقة

عن زید بن واقد عن عثمان بن ابی سودة عن نافع بن محمود قال اتیت عبادة بن الصامت
فذکر عن النبی صلعم نحوه وقال فیہ فلا یقرأن احد منکم الا بفاتحة الکتاب فانہ لاصلوة لمن لم یقرأ
بها (انتہی) مسند احمد میں ہے حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی نا محمد بن سلمة عن ابی اسحق عن مکحول
عن محمود بن الربیع عن عبادہ بن الصامت قال صلے بنا رسول اللہ صلعم فقرأ فثقلت علیہ
القراءة فلما فرغ قال تقرؤن قلنا نعم یا رسول اللہ قال لا علیکم ان لا تفعلوا الا بفاتحة الکتاب
فانہ لاصلوة الا بها حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یزید قال انا محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود
بن الربیع عن عبادہ بن الصامت قال صلے بنا رسول اللہ صلعم صلاة الغداة فثقلت علیہ
القراءة فلما انصرف قال انی لاراکم تقرؤن وراء امامکم قلنا نعم واللہ یا رسول اللہ انا لنفعل
ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوة لمن لم یقرء بها حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یعقوب
ثنا ابی عن ابن اسحق حدثنی مکحول عن محمود بن الربیع الانصاری عن عبادة بن الصامت
قال صلی بنا رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ فیها القراءة فلما انصرف رسول اللہ صلعم من
صلاتہ اقبل علینا بوجہ فقال انی لاراکم تقرؤن خلف امامکم اذا جہر قال قلنا اجل واللہ اکذا
یا رسول اللہ انہ لہذا فقال رسول اللہ صلعم لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوة لمن لم یقرأ
بها (انتہی) ابو نعیم حلیة الاولیاء میں علی بن بکار کے ترجمہ میں لائے ہیں لفظ اُن کا یہ ہے نا محمد
نا علی بن بکار نا ابو اسحق الفزاری عن الاوزاعی عن عمرو بن سعد عن رجاء ابن حیوة عن عبادة
قال قال رسول اللہ صلعم اتقرؤن القرآن اذا کنتم معی فی الصلوة قلنا نعم قال فلا تفعلوا
الا بام القرآن (انتہی) اس پر علماء حنفیہ کی جانب سے چند اعتراض ہیں اوّل یہ کہ اس
میں ایک راوی محمد بن اسحق ہے اور وہ متکلم فیہ ہے اور اُس کی روایت غیر معتبر ہے
جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ محمد بن اسحق مختلف فیہ ہے مگر جمہور محدثین نے اُن کی توثیق
اختیار کی ہے۔ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں محمد بن اسحق بن یسار ابو بکر المخزومی مولاہم المدنی
احد الائمة الاعلام وثقہ غیر واحد ووہاہ آخرون کالدارقطنی وہو صالح الحدیث ما لہ عندی
ذنب الا ما قد حشا فی السیرة من الاشیاء المنکرة المنقطعة والاشعار المکذوبة وقال احمد بن
حنبل ہو حسن الحدیث وقال ابن معین ثقة ولیس بحجة وقال علی بن المدینی حدیثہ عندی
صحیح وقال یحیی بن کثیر وغیرہ سمعنا شعبة یقول ابن اسحق امیر المؤمنین فی الحدیث وقال
شعبة ایضا ہو صدوق وقال محمد بن عبد اللہ بن نمیر رمی بالقدر وکان ابعد الناس منہ

وقال ابن المدینی لم اجد له سوے حدیثین منکرین قلت لم یذکر ابن اسحق ابو عبداللہ البخاری
فی کتاب الضعفاء له وقال ابو زرعة سالت یحیٰی بن معین عن ابن اسحق هو حجة قال هو صدوق
الحجة عبید اللہ بن عمر والاوزاعی وسعید بن عبد العزیز قال الزہری لایزال بهذه الحرة علم
مادام بها ذلک الاحول یرید محمد بن اسحق وقال یعقوب بن شیبة سالت یحیٰی بن معین کیف ابن
اسحق قال لیس بذاک قلت ففی نفسک من صدقه شی قال کان صدوقا قال ابن عدی قد
فتشت احادیث ابن اسحق الکثیر فلم اجد فی احادیثه شیئا ان یقطع علیه بالضعف وربما اخطاء
او وہم کما یخطئ غیره ولم یتخلف فی الروایة عنه الثقات والائمة وهو لاباس به وقال احمد بن عبد اللہ
العجلی ابن اسحق ثقة فالذی یظهر لی ان ابن اسحق حسن الحدیث صالح الحال صدوق وما انفرد فیه
نکارة فان فی حفظه شیئا وقد احتج به آئمة فاللہ اعلم وقد استشهد به مسلم بخمسة احادیث لابن
اسحق ذکرها فی صحیحه (انتہے) ملخصا تذکرة الحفاظ میں ہے محمد بن اسحق بن یسار الامام الحافظ ابو بکر
المطلبی المدنی مصنف المغازی مولی قیس عن مخرمة بن المطلب بن عبد مناف رای انس
بن مالک وحدث عن ابیه وعمه وفاطمة بنت المنذر والقسم وعطاء والاعرج ومحمد بن ابراهیم
وعمرو بن شعیب ونافع وابی جعفر الباقر وخلق کثیر حدث عنه جریر بن حازم والحمادان وابراهیم
بن سعد وزیاد بن عبد اللہ البکائی وسلمة بن الابرش وعبد الاعلی الشامی ومحمد بن سلیمان الحرانی
ویونس بن بکیر ویزید بن هارون واحمد بن خالد الوہبی ویعلی بن عبید وعدة وکان احداوعیة العلم حبرا فی معرفة المغازی والسیر ولیس بذاک المتقن فانحط حدیثه عن رتبة الصحة
وهو صدوق فی مرضی قال یحیی بن معین قد سمع من ابی سلمة بن عبد الرحمن وابان بن
عثمان وقال هو ثقة ولیس بحجة وقال احمد بن حنبل حسن الحدیث وقال علی بن المدینی حدیثه
عندی صحیح وقال شعبة هو امیر المومنین فی الحدیث وقال یزید بن هرون لو کان لی سلطان
لامرت ابن اسحق علی المحدثین وقد قال ابن عیینة ما رایت احدا یتهم ابن اسحق والذی
تقرر علیه العمل ان ابن اسحق الیه یرجع فی المغازی والایام النبویة مع انه یشذ باشیاء وانه
لیس بحجة فی الحلال والحرام نعم ولا بالواهی بل یستشهد به (انتہے) ملخصا ذہبی کاشف
میں لکھتے ہیں محمد بن اسحق بن یسار ابو بکر ویقال ابو عبداللہ المطلبی المدنی الامام صاحب
المغازی رائی انسا وروی عن عطاء وطبقته وعنه شعبة والحمادان والسفیانان ویونس
بن بکیر وخلق وکان من بحور العلم صدوق وله غرائب فی سعة ما روی واختلف فی الاحتجاج

بہ وحدیثہ فوق الحسن وقد صححہ جماعۃ (انتہے) تقریب میں ہے۔ (خت م ۴) محمد بن اسحٰق بن یسار ابوبکر المطلبی
مولاہم المدنی نزیل العراق امام المغازی صدوق یدلس ورمی بالتشیع والقدر من صغار الخامسۃ
(انتہے) خلاصہ میں ہے (خت م عو) محمد بن اسحٰق بن یسار المطلبی مولی قیس ابن مخرمۃ ابو
عبد اللہ المدنی احد الائمۃ الاعلام رائے انسا عن ابن شہاب لا یزال بالمدینۃ علم جم ماکان
فیہا ابن اسحٰق وقال احمد حسن الحدیث وقال البخاری رایت علی بن عبد اللہ یحتج بہ ووثقہ
العجلی وابن سعد قرنہ (م) باٰخر انتہے ملخصا حافظ عبد العظیم منذری ترغیب وترہیب میں
لکھتے ہیں محمد بن اسحٰق بن یسار احد الائمۃ الاعلام حدیثہ حسن وکذبہ ہشام بن عراق وسلیمان
التیمی وقال الدارقطنی لا یحتج وقال وہیب سالت مالکا عنہ فاتہمہ وقال عبد الرحمن بن مہدی
کان یحیٰی بن سعید الانصاری ومالک یجرحان ابن اسحٰق وقال ابن معین قد سمع من ابی
سلمۃ بن عبد الرحمن وثقہ غیر واحد ووہاہ آخرون وہو صالح الحدیث مالہ عندی ذنب الا
ما قد حشاہ فی السیرۃ من الاشیاء المنکرۃ المنقطعۃ والاشعار المکذوبۃ قال الفلاس وسمعت
یحیٰی القطان یقول لعبد اللہ القواریری الی این تذہب قال الی وہب بن جریر اکتب السیرۃ
قال تکتب کذبا کثیرا وقال یعقوب بن شیبۃ سالت ابن معین کیف ابن اسحٰق قال لیس بذاک
قلت ففی نفسی من صدقہ شی قال لا کان صدوقا وقال احمد بن حنبل ہو حسن الحدیث وقال
احمد العجلی ثقۃ وقال علی بن المدینی حدیثہ عندی صحیح وقال شعبۃ ابن اسحٰق امیر المومنین
فی الحدیث وقد استشہد مسلم فی صحیحہ بجملۃ من حدیث ابن اسحٰق وصحح لہ الترمذی حدیث
سہل بن حنیف فی المذی واحتج بہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وبالجملۃ فہو ممن اختلف فیہ وہو حسن الحدیث
کما تقدم واللہ اعلم انتہے بخاری جزء القراءۃ میں لکھتے ہیں قال البخاری رایت علی بن
عبد اللہ یحتج بحدیث ابن اسحٰق وقال علی عن ابن عیینۃ ما رایت احدا یتہم ابن اسحٰق
حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال قال لی ابراہیم بن المنذر حدثنا عمر بن عثمان ان الزہری
کان یتلقف المغازی من ابن اسحٰق المدنی فیما یحدثہ عن عاصم بن عمر بن قتادہ والذی یذکر
عن مالک فی ابن اسحٰق لا یکاد یبین وکان اسمٰعیل بن ابی اویس من اتبع من رأینا مالکا اخرج
لی کتب ابن اسحٰق عن ابیہ من المغازی وغیرہا فانتخبت منہا کثیرا وقال لی ابراہیم بن حمزۃ
کان عند ابراہیم بن سعد عن محمد بن اسحٰق نحو من سبعۃ عشر الف حدیث فی الاحکام سوی
المغازی وابراہیم بن سعد من اکثر اہل المدینۃ حدیثا فی زمانہ ولو صح عن مالک تناولہ من

ابن اسحق فلربما تكلم الانسان فيرمي صاحبه بشیء واحد ولا يتهمه في الامور كلها وقال ابراهيم بن المنذر عن محمد بن فليح نهاني مالك عن شيخين من قريش وقد اكثر عنهما في الموطا وهما ممن يحتج بحديثهما ولم ينج كثير من الناس من كلام بعض الناس فيهم نحو ما يذكر عن ابراهيم من كلامه في الشعبي و في عكرمة وفيمن كان قبلهم وتاويل بعضهم في الارض والنفس ولم يلتفت اهل العلم في هذا النحو الا ببيان وحجة ولم يسقط عدالتهم الا ببرهان ثابت وحجة والكلام في هذا كثير وقال عبيد بن يعيش حدثنا يونس بن بكير قال سمعت شعبة يقول محمد بن اسحق امير المحدثين لحفظه وروى عنه الثوري وابن ادريس وحماد بن زيد ويزيد بن زريع وابن علية وعبد الوارث وابن المبارك وكذلك احتمله احمد ويحيى بن معين وعامة اهل العلم وقال لي علي بن عبد الله نظرت في كتاب ابن اسحق فما وجدت عليه الا في حديثين ويمكن ان يكونا صحيحين وقال بعض اهل المدينة ان الذي يذكر عن هشام بن عروة قال كيف يدخل ابن اسحق على امرأتي لو صح عن هشام جاز ان يكتب اليه فان اهل المدينة يرون الكتب جائزا لان النبي صلعم كتب لامير السرية كتابا وقال لا تقرأه حتى تبلغ مكان كذا وكذا فلما بلغ فتح الكتاب واخبرهم بما قال النبي صلعم وحكم بذلك وكذلك الخلفاء والائمة يقضون بكتاب بعضهم الى البعض وجائز ان يكون سمع منها وبينهما حجاب وهشام لم يشهد (انتہے) حافظ ابن حجر رح القول المسدد في الذب عن مسند احمد میں لکھتے ہیں ان الائمة قبلوا احاديث محمد بن اسحق واكثر ما عيب به التدليس والرواية عن المجهولين و اما هو في نفسه فصدوق وهو حجة في المغازي عند الجمهور (انتہے) علماء حنفیہ نے محمد بن اسحق کی بڑے شد و مد سے توثیق کی ہے اور ان کی احادیث کے ساتھ استدلال کیا ہے۔ علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں وهذا انما يلزم من استدل بالحديث على كراهة تاخيرها واليسير بلازم في كلام المصنف لجوازكونه فيه دليلا على قوله ويستحب تعجيل المغرب وهذا ان صح الحديث بتوثيق ابن اسحق وهو الحق الابلج وما نقل عن كلام مالك فيه لا يثبت ولو صح اور ثقہ ہونا محمد بن اسحاق کا حق واضح ہے اور جو کچھ کلام نقل کیا گیا امام مالک سے شان میں محمد بن اسحاق کے صحیح نہیں اور اگر کہا بھی ہو تو کسی اہل علم نے قبول نہیں کیا جرح کو کیونکر ایسی بات ہو گی حالانکہ شعبہ نے لم يقبله اهل العلم كيف وقد قال شعبة فيه هو امير المومنين في الحديث کہا محمد بن اسحاق امیر المومنین حدیث کی روایت میں ہیں اسی کے مانند ثوری نے کہا اور ابن ادریس وروى عنه مثل الثوري وابن ادريس وحماد بن زيد ويزيد بن زريع وابن علية

وعبد الوارث وابن المبارك واحتمله احمد وابن معين وعامة اهل الحديث
اور حماد بن زید اور یزید بن زریع اور ابن علیہ اور عبد الوارث اور عبد اللہ بن مبارک اور اُن سے حدیث
غفر الله لهم وقد اطال البخاری فی توثيقه فی كتاب القراءة خلف الامام
لیا ہے احمد اور یحیٰی بن معین نے اور تمام اہل حدیث نے اور بڑی لمبی تقریر کی ہے بخاری نے توثیق بیان کرنے میں
وذكره ابن حبان فی الثقات وان مالكا رجع عن الكلام فی ابن اسحق
محمد بن اسحاق کے اپنی کتاب قراءۃ خلف الامام میں اور ذکر کیا ابن حبان نے اُنکو ثقات میں اور بے شک
واصطلح معه وبعث اليه هدية ذكرها (انتہے) **فائدہ** مراد حدیث سے اس عبارت
امام مالکؒ نے اپنے کلام سے رجوع کیا ہے اور صلح کیا محمد بن اسحاق کے ساتھ اور اُن کے لئے ہدیہ بھیجا کہ میں حدیث لاتزال
امتی بخیر او قال علی الفطرة مالم يوخروا المغرب الى ان تشتبك النجوم ہے اسکے ساتھ استدلال
کیا ہے علماء حنفیہ نے استحباب تعجیل مغرب پر اور اس کی سند میں محمد بن اسحق موجود
ہیں اور نیز فتح القدیر باب الوتر میں ہے واعله ابن الجوزی بابن اسحق وبعبد الله بن راشد
ونقل تضعيف ابن راشد عن الدارقطنی اما ابن اسحق فثقة ثقة لا شبهة عندنا
لیکن محمد بن اسحاق بڑا معتبر ہے ثقہ ہے کوئی شبہ نہیں ہمارے
فی ذلك ولا عند محققی المحدثين (انتہے) **تنبیہ** اس عبارت میں مراد اُس حدیث
نزدیک اس میں اور نہیں شک شبہ نزدیک محققین محدثین کے کہ ہے جس کو ابن الجوزی نے ابن
اسحق کے ساتھ معلول کیا ہے حدیث ان الله تعالى زادكم صلاة الا وهی الوتر فصلوها ما بين
العشاء الى طلوع الفجر ہے اس کے ساتھ استدلال کیا ہے امام ابو حنیفہ رحؒ و دیگر اُن کے
مقلدین نے زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں ومحمد بن اسحق اخرج عنه مسلم وابو داؤد
والنسائی وعاصم بن المنذر واستشهد به البخاری فی مواضع وقال شعبة محمد بن اسحق
امير المومنين فی الحديث وقال عبد الله بن المبارك محمد بن اسحق ثقة ثقة (انتہے) اور
دیگر بہت احادیث ہیں جن میں محمد بن اسحق ہیں اور علماء حنفیہ نے اُن کے ساتھ استدلال
کیا ہے مانند حدیث رافع بن خدیج اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر وحدیث زید بن خالد لولا ان
اشق على امتی لامرتهم بالسواك عند كل صلاة ولاخرت صلاة العشاء الى ثلث الليل وحدیث
عبد الله بن زید بن عبد ربه فی الاذان وغیرہا لکھنا کل ایسی احادیث کا یفضی الی الاطناب
ہے اس لئے اُس سے اعراض کیا گیا مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی مرحوم جو اس زمانہ

ہیں بڑے محقق حنفی گذرے ہیں امام الکلام میں لکھتے ہیں والجواب عنہ انہ ان کان متکلما فیہ من جانب کثیر من الائمۃ لکن جروحہم لہا محامل صحیحۃ وقد عارضہا تعدیل جمع من ثقات الائمۃ ولذا صرح جمع من النقاد بان حدیثہ لا ینحط عن درجۃ الحسن بل صححہ بعض اہل الاسناد انتہی اور نیز امام الکلام میں ہے وذکر الحافظ فتح الدین محمد الشہیر بابن سید الناس فی کتابہ عیون الاثر فی تلخیص المغازی والسیر فی ترجمتہ کلاما طویلا واجاب عن جروح الائمۃ تفصیلا فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ ونذکر منہ کلاما ملخصا لقدر الحاجۃ لیعلم ان عدم قبول حدیثہ الذی نحن فیہ فی باب القراءۃ یعنی حدیث عبادۃ وکذا عدم قبول حدیثہ فی القلتین المخرج فی سنن ابی داؤد والترمذی وابن ماجۃ وغیرہم کما صدر عن الحنفیۃ والمالکیۃ مما لا یخلو عن خدشۃ (انتہی) بعد اس کے ملخص عیون الاثر کا چار ورق میں لکھ کر تحریر فرماتے ہیں ولعلک تفطنت من ہہنا ما فی قول العینی فی البنایۃ فی حدیث عبادۃ محمد بن اسحق بن یسار ہو مدلس قال النووی لیس فیہ الا التدلیس والمدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ عند جمیع المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک وضعفہ احمد وقال ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشئ (انتہی) وذلک لما عرفت ان الجروح الواقعۃ فیہ کثیر منہا غیر مفسرۃ وبعضہا ان کانت مفسرۃ تعارضہا تعدیلات متواردۃ وللجروح المفسرۃ محامل ومناشئ تشہد بانہا لیست بمطلقۃ ولذلک حکموا بکون حدیثہ حسنا وان لم یکن صحیحا والطعن بالتدلیس یندفع بالمتابعۃ وہو موجود ہہنا علی ما وضح من العبارات السابقۃ فمع ذلک کلہ الاکتفاء علی طعنہ بعید عن مثلہ (انتہی) غیث الغمام میں ہے قولہ حکموا الخ قد صرح ابن الہمام وہو من آئمۃ الحنفیۃ الاعلام ایضاً بکون ابن اسحق حسن الحدیث وانہ محتج بروایتہ (انتہی) اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم وغیرہ نے بھی ابن اسحق کی توثیق کو تسلیم کر لیا ہے پھر کسی حنفی واعظ کا ان میں کلام کرنا جیسا کہ فی زماننا بعض مدعیان علم سے صادر ہوا ہے خالی گستاخی و سوء ادب سے نہیں ہے اُن پر واجب ہے کہ اپنے سلف محققین کے کلام کو ملاحظہ فرما کر فوراً اس سے رجوع فرماویں اور توبہ کریں ورنہ تحقیق درکنار تقلید کی بھی خیر نہیں ہے جب یہ حضرات نہ محققین میں داخل ہیں نہ مقلدین میں پس ان کو چاہیئے کہ اپنا مذہب و اصول مذہب مقرر کریں تاکہ اُن کے اصول پر ان سے بحث و خطاب کیا جاوے۔

دوسرا اعتراض علماء حنفیہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے

اور یہاں عن کے ساتھ اس نے روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس کا غیر مقبول ہے۔ جواب
اس کا بسہ وجوہ ہے اول یہ کہ بعض روایات دارقطنی واحمد وبیہقی میں لفظ حدثنی وارد ہوا ہے
اما روایت دارقطنی واحمد پس بالا مذکور ہوئیں واما روایت بیہقی پس زیلعی تخریج ہدایہ میں
لکھتے ہیں قال البیہقی ورواہ ابراہیم بن سعد عن محمد بن اسحق فذکر فیہ سماع ابن اسحق من
مکحول فصار الحدیث موصولا صحیحا (انتہے) حافظ تلخیص الحبیر میں لکھتے ہیں حدیث عبادۃ بن
الصامت کنا خلف رسول اللہ صلعم فی صلاۃ الفجر فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم
تقرؤن خلفی قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بہا احمد والبخاری
فی جزء القراءۃ وصححہ ابو داؤد والترمذی والدارقطنی وابن حبان والحاکم والبیہقی من طریق ابن
اسحاق حدثنی مکحول عن محمود بن ربیعہ عن عبادۃ وتابعہ زید بن واقد عن مکحول (انتہے) حافظ
ابن حجر نتائج الافکار لتخریج احادیث الاذکار میں لکھتے ہیں وبہ الی احمد ثنا یعقوب بن ابراہیم
بن سعد ثنا ابی ثنا ابن اسحق قال حدثنی مکحول عن محمود بن ربیعۃ الانصاری عن عبادۃ بن الصامت
قال صلے بنا النبی صلعم الحدیث۔ دوم یہ کہ محمد بن اسحق کی متابعت زید بن واقد وسعید بن
عبد العزیز وزبیدی وابن جابر وعبد اللہ بن العلاء نے کی ہے چنانچہ یہ سب متابعت سنن
دارقطنی وغیرہا میں موجود ہیں۔ سوم یہ کہ حدیث عبادہ دوسری اور سندوں سے بھی آئی ہے۔
اُن میں سے ایک وہ سند ہے جس کو بخاری جزء القراءۃ میں لائے ہیں جس میں عن
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبادۃ بن الصامت وقد تقدم فتذکر دوسری وہ سند ہے
جس کو ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں لائے ہیں جس میں عن عمرو بن سعد عن رجاء بن حیوۃ
عن عبادہ ہے وقد ذکر فیما تقدم ایضاً۔ تیسرا اعتراض علماء حنفیہ کا یہ ہے کہ اس کی سند
میں مکحول واقع ہے وہ بھی مدلس ہے اور اُس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے
اور عنعنہ مدلس کا غیر مقبول ہے۔ میزان میں ہے ہو صاحب تدلیس تذکرۃ الحفاظ میں
ہے یرسل کثیرا ویدلس عن ابی بن کعب وعبادۃ بن الصامت وعائشہ والکبار (انتہے)
جواب یہ ہے کہ مکحول کی متابعت حزام بن حکیم وعثمان بن ابی سودہ نے کی ہے چنانچہ
یہ دو متابعین سنن دارقطنی میں موجود ہیں۔ چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اس کے بعض
طرق میں نافع بن محمود ہے وہ مستور ہے کما فی التقریب میزان میں ہے نافع بن محمود
المقدسی عن عبادۃ فی القراءۃ خلف الامام وعنہ حزام بن حکیم لا یعرف بغیر ہذا الحدیث

الا ہو فی کتاب البخاری وابن ابی حاتم ثم ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال حدیثہ معلل وروی عنہ مکحول ایضاً (انتہے) تہذیب التہذیب میں ہے نافع بن محمود بن الربیع الانصاری ہو مجہول قالہ ابن عبد البر (انتہے) جواب اس کا یہ ہے کہ مجہول کی دو قسمیں ہیں مجہول العین ومجہول الحال اور یہاں دونوں نہیں ہو سکتی ہیں اول کا نہو سکنا تو اس لئے ہے کہ مجہول العین اُسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کے سوا کسی نے اُس سے روایت نہ کی ہو اور اِس نافع سے حرام بن حکم ومکحول وعثمان بن ابی سودہ نے روایت کی ہے پس یہ مجہول العین ہرگز نہیں ہو سکتا ہے اور مجہول الحال اِس لئے نہیں ہو سکتا کہ بہت آئمہ نے اُس کی توثیق کی ہے اُن میں سے ہیں ابن حبان کما ظہر من عبارۃ المیزان اور خلاصہ میں ہے وثقہ ابن حبان ابو الحجاج مزی تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں ذکرہ ابن حبان فی الثقات (انتہے) عبارت ابن حبان کی کتاب الثقات میں یہ ہے نافع بن محمود ابن ربیعہ من اہل ایلیا یروی عن عبادۃ وعنہ حرام بن حکیم ومن خبرہ فی القراءۃ خلف الامام یخالف متن خبر محمود بن الربیع عن عبادۃ کانہما حدیثان احدہما اتم من الآخر وعند مکحول الخبران جمیعا عن محمود بن الربیع ونافع بن محمود بن ربیعہ وعند الزہری الخبر عن محمود بن الربیع مختصر غیر مستقصی (انتہے) کاشف میں ہے نافع بن محمود المقدسی عن عبادۃ وعنہ مکحول وحرام بن حکیم ثقہ (انتہے) اور اُن میں سے ہیں دارقطنی نافع ابن محمود کی حدیث کا اپنے سنن میں ذکر کرکے ہذا حدیث حسن ورجالہ ثقات کلہم لکھتے ہیں اور اس کا ذکر حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بھی کیا ہے اور اُن میں سے ہیں ابو داؤد کہ اُنہوں نے اپنے سنن میں اُس کی حدیث کا ذکر کرکے اُس پر سکوت کیا ہے اور اُن میں سے ہیں منذری کہ اُنہوں نے اُسپر سکوت کیا ہے پس یہ سات آئمہ توثیق نافع کی کر رہے ہیں۔ اول ابن حبان دوئم دارقطنی سوئم ابو داود چہارم منذری پنجم ذہبی ششم ابو الحجاج مزی ہفتم حافظ ابن حجر پس یہ شخص مجہول الحال کس طرح ہو سکتا ہے۔ علاوہ اس کے نافع بن محمود کی متابعت محمود بن الربیع وشعیب ورجاء ابن حیوۃ نے کی ہے کما ظہر فیما تقدم یہ سب اعتراضات سند کے متعلق ہیں مولوی عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی نے اس حدیث پر دس اعتراضات امام الکلام میں بیان کئے ہیں اور سب کا کما ینبغی رد کیا ہے مگر اعتراض سادس اور سابع کی تائید کی ہے اس لئے ہم یہاں پر اُن کی عبارت نقل کرکے بحول اللہ وقوتہ جواب دیتے ہیں اعتراض سادس کے متعلق عبارت

امام الکلام کی یہ ہے الوجہ السابع وہو اقوی الوجوہ الملزمۃ لمن تمسک بحدیث عبادۃ لفرضیۃ
الفاتحہ خلف الائمۃ ان المستدل علی کون قراءۃ الفاتحہ رکنا لکل مصل حتی لکل موتم بہذا الحدیث
لایخلو اما ان یستدل بقولہ صلعم لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب او بقولہ فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا
وکل منہما لایخلو عن شئے اما الثانی فلان قولہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا نظیر قولہ لاصلوۃ الا بفاتحۃ
الکتاب وقولہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بام القرآن وغیر ذلک من الاخبار التی استند بہا الشافعیۃ
علی رکنیۃ الفاتحہ وستطلع علی انہ لایصح بہا اثبات ما ادعوہ بل غایۃ ماثبت بہا الوجوب بالمعنی
المصطلح لا الرکنیۃ واما الاول فلانہ قد تقرر فی کتب الاصول ان الاستثناء عن حکم یدل علی
نقیضہ فحسب ولا دلالۃ لہ علی زیادۃ حکم فقولہ صلعم لاتفعلوا نہی عن القراءۃ خلف الائمۃ
فی الجہریۃ واستثنائہ قراءۃ الفاتحۃ یدل علی عدم النہی عن قراءۃ الفاتحۃ بمعنے عدم کراہتہا
وحرمتہا ولا دلالۃ لہ بوجہ من الوجوہ علی رکنیۃ الفاتحہ او وجوبہا فان ثبت بدلیل آخر فذلک
امر آخر فلا دلالۃ لہذا الحدیث علی ما رامواہ منہ من اثبات الرکنیۃ فان قال قائل تعلیلہ
بقولہ فانہ لاصلوۃ الخ یدل علی ذلک قلنا لہ فیہ ما سیاتی ذکرہ (انتہے) اور نیز امام الکلام
میں ہے فان قیل حدیث عبادۃ لاتفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا صریح
فی الزام الفاتحۃ علی الموتم قلنا نعم ہو صرح الروایات التی ذکرتم لکن دلالتہ علی ما ہو
مطلوبکم غیر مسلم لان الاستدلال علی الالزام ان کان بقولہ لاتفعلوا الا بام القرآن فہو غیر
تام کما تقرر فی مقرہ ان الاستثناء عن النہی لایدل الا علی خروج المستثنی عن حیز النہی
لا علی الزامہ رکنیۃ او وجوبہ وان کان بقولہ فانہ لاصلوۃ الخ فہو لایدل علی الرکنیۃ کنظائرہ
من الاحادیث السابقۃ اور نیز امام الکلام میں بعد نقل ادلہ شافعیہ کے جواب حنفیہ نقل کیا
ہے جسکا ملخص بقدر حاجت لکھا جاتا ہے واجابت الحنفیۃ بکونہا محمولۃ علی نفی الکمال الصلوۃ
فمعنی لاصلوۃ لمن لم یقرء بام القرآن ونحو ذلک نفی کمالہا لا نفی اصلہا فلا یثبت بہ الرکنیۃ
بل الوجوب والدلیل علیٰ ہذا الحمل ان اللہ تعالیٰ امرنا بقراءۃ مطلق القرآن حیث قال
فاقرؤا ما تیسر من القرآن وہو عام شامل لادناہ فیکون فرضا وما سواہ مما ثبت بالاحادیث
واجبا ویؤیدہ ما ورد فی صحیح البخاری وغیرہ من حدیث ابی ہریرۃ فی قصۃ تعلیم النبی صلعم
للاعرابی الذی قال فی حقہ ثلث مرات صل فانک لم تصل کیفیۃ الصلوۃ ثم اقرأ ما تیسر
معک من القرآن واقع فی روایۃ ابی داؤد ثم اقرأ بام القرآن وما شاء اللہ ان تقرء وبذالک

عدم الرکنیۃ والا لزمت رکنیۃ ماشاء اللہ ان یقرء سوی الفاتحۃ وایضاً لو حملت تلک الاحادیث
علی الرکنیۃ للزم کون مازاد علی الفاتحۃ ایضاً رکنا اخذا من نحو اروایۃ فصاعدا وایضاً علی
تقدیر تسلیم دلالتہا علی الرکنیۃ یقال انہا اخبار احاد فلا تجوز بہ الزیادہ علی الکتاب وہو حاکم
بفرضیۃ مطلق القراءۃ ہذا خلاصۃ ما ذکروہ (انتہی) ملخصا اور نیز امام الکلام میں نقلا عن البنایہ
مذکور ہے فان قلت کلمۃ ما مجملۃ والحدیث مبین المبین یقضی علی المبہم قلت کل من قال ہذا
یدل قولہ علی عدم معرفتہ باصول الفقہ لان کلمۃ ما من الفاظ العموم یجب العمل بعمومہا من غیر
توقف ولو کانت مجملۃ لما جاز العمل بہا قبل البیان فان قلت حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرء
بام القرآن مشہور فان العلماء تلقتہ بالقبول فتجوز الزیادۃ بمثلہ قلنا لا نسلم ذلک لان التابعین
قد اختلفوا فی ہذہ المسئلۃ ولئن سلمنا انہ مشہور فالزیادۃ بالمشہور انما تجوز اذا کان محکما
اما اذا کان محتملا فلا وہذا الحدیث محتمل لنفی الجواز ویستعمل لنفی الفضیلۃ کقولہ علیہ السلام لا صلوٰۃ
لجار المسجد الا فی المسجد فان قلت نفی الجواز اصل فیکون ہو المراد قلت یجوز ترک الاصل
بدلیل یقتضی الترک (انتہی) ملخصا اور نیز امام الکلام میں نقلا عن منحۃ السلوک مرقوم ہے
لنا قولہ تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر من القرآن والتقیید بالفاتحۃ نسخ لمطلق النص والحدیث
محمول علی نفی الکمال ولکنا نقول بموجبہ وہو الوجوب لمواظبۃ النبی علیہ السلام علیہا من غیر
ترک فان قلت اجعلہا بیانا لا نسخا فیکون فرضا قلت البیان یستدعی الاجمال ولا اجمال ہہنا
لامکان العمل بہ قبلہ ولکن خبر الواحد یوجب العمل فقلنا بوجوبہا عملا (انتہی) اور نیز امام الکلام
میں ہے والقول الفیصل فیہا ان الخلاف فی الرکنیۃ وعدمہ متفرع حقیقۃ علی مسئلۃ اصولیۃ
وہی ان الرکنیۃ ہل تثبت بخبر الاحاد والظنیۃ ام لا بد لہا من الدلائل القطعیۃ فمن ذہب الی
الاول اثبت الرکنیۃ ومن انکرہ لم یثبت الرکنیۃ وان سلم دلالتہا علیہا وعدم وجود معارضہا
والخلاف فی رکنیتہا للمؤتم مبنی علی خلاف آخر ایضاً وہو ان الظنی ہل تجوز بہ الزیادہ علی القطعی
وتخصیصہ بہ او نسخہ بہ ام لا یجوز فمن قال بجوازہا قال بہا ومن لا فلا ولعل النظر الدقیق یحکم
بکون القولین الآخیرین قویین فی الخلافیین (انتہی) اقول فیہ کلام من وجوہ الاول ان
للشافعیۃ وموافقیہم ان یختاروا الشق الاول وقولہ قد تقرر فی کتب الاصول ان الاستثناء
عن حکم یدل علی نقیضہ فحسب ولا دلالۃ علی زیادۃ حکم فیہ ان ہذا انما تقرر عند الحنفیۃ واما الشافعیۃ
وموافقوہم فقد تقرر عندہم ان الاستثناء کالتخصیص بالمستقل فیثبت حکما مخالفا للحکم صدر الکلام

فقولہ صلعم لاتفعلوا انہی عن القراءۃ خلف الائمۃ فی الجہریتہ واستثنائہ قراءۃ الفاتحہ یدل علی الام
بقراءۃ الفاتحہ ویعضدہ حدیث ابی قلابتہ عن انس قال فلا تفعلوا ولیقرءاحدکم بفاتحۃ الکتاب
فی نفسہ اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ وغیرہ فی غیرہ والاصل فی الامر الوجوب ولو بعد الحظر
توضیح وتلویح میں ہے مسئلہ وکذا بعد الحظر قولہ مسئلۃ اختلف القائلون بان الامر للوجوب
فی موجب الامر بالشیٔ بعد حظرہ وتحریمہ فالمختار انہ ایضاً للوجوب بالدلائل المذکورۃ فانہا لاتفرق
بین الوارد بعد الحظر وغیرہ (انتہے) فالاعتراض علی الشافعیۃ بناء علی اصول الحنفیۃ عجیب فان
قال قائل ان ما اختارہ الحنفیۃ فی ذلک الباب ثابت بالدلائل التی ذکرت فی اصول الحنفیۃ بخلاف
ماقالہ الشافعیۃ یقال لہ ان ما اختارہ الشافعیۃ فی ذلک الباب ثابت بالدلائل التی ذکرت فی
اصول الشافعیۃ مع باختیار الشق الثانی وقولہ فلان قولہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بہا نظیر قولہ لاصلوٰۃ الا
بفاتحۃ الکتاب وقولہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بام القرآن وغیر ذلک من الاخبار التی استند بہا الشافعیۃ
علی رکنیۃ الفاتحہ وستطلع علے انہ لایصح بہا اثبات ما ادعوہ بل غایتہ ماثبت بہا الوجوب بالمعنی
المصطلح لا الرکنیۃ (انتہے) فیہ ان ماذکر فیما یاتی امور الامر الاول ان لا فی الاحادیث التی استند
بہا الشافعیۃ لنفی کمال الصلوٰۃ لا لنفی اصلہا والدلیل علی ہذا الآخر ان اللہ تعالیٰ امرنا بقراءۃ
مطلق القرآن حیث قال فاقرؤا ماتیسر من القرآن وہو عام شامل لادناہ فیکون فرضا فلو کانت
الفاتحہ فرضا بالاحادیث المذکورۃ وہی اخبار احاد للزمت الزیادۃ علی الکتاب وہی غیر جائزۃ
والجواب عنہ بوجوہ اما اولا فلان الاصل نفی الجواز قال العینی فی البنایتہ فان قلت نفی الجواز
اصل فیکون ہو المراد قلت تجوز ترک الاصل بدلیل یقتضی الترک انتہے وقال ابن الہمام فی
فتح القدیر وفیہ نظر لان متعلق المجرور الواقع خبرا استقرار عام فالحاصل لاصلوٰۃ کائنۃ وعدم الوجود
شرعا ہو عدم الصحۃ ہذا ہو الاصل بخلاف لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد ولا صلوٰۃ للعبد الآبق فان قیام
الدلیل علی الصحۃ اوجب کون المراد کونا خاصا ای کاملۃ فلذا عدل المصنف الی الظنیۃ
فی الثبوت انتہے وقال المعترض فی غیث الغمام سلمنا ان الاصل ہو عدم الوجود شرعا انتہے
سندی حنفی حاشیہ سنن ابن ماجہ میں لکھتے ہیں واما الکمال فقد حقق المحقق الکمال ضعفہ
لانہ مخالف لایصار الیہ الا بدلیل والوجود فی الکلام الشارع یحمل علی الوجود الشرعی دون الحسی
فمودی الحدیث نفی الوجود الشرعی للصلوٰۃ التی لم یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب فتعین نفی الصحۃ انتہے
ولننظر انہ ہل ہہنا دلیل یقتضی ترک الاصل ام لا فوجدنا دلیلین احدہما ماذکرہ المعترض بقولہ الدلیل

علی ہذا الحمل ان اللہ تعالیٰ الخ وثانیہما ما ذکرہ فی غیث الغمام وہہنا الدلیل قایم علی ان الصلوٰۃ
تصح بدون الفاتحہ وہو قرارۃ الامام قراءۃ لہ وغیرہ وبعض الآثار الموقوفۃ وکلاہما فاسدان اما
الاوّل فلان قولہ تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر من القرآن نزل فی نسخ فرضیۃ قیام اللیل اخرج مسلم وغیرہ
عن سعد بن ہشام قال قلت لعائشہ انبئینی عن قیام رسول اللہ صلعم قالت الست تقرا ہذہ
السورۃ یا ایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ قد افترض قیام اللیل فی اول ہذہ السورۃ فقام
رسول اللہ صلعم واصحابہ حولا حتی انتفخت اقدامہم وامسک اللہ خاتمتہا فی السماء اثنے عشر شہرا ثم
انزل اللہ التخفیف فی آخر ہذہ السورۃ فصار قیام اللیل تطوعا من بعد فریضتہ (انتہے) فلیست
ہذا الآیۃ من فرضیہ قرارۃ القرآن فی شۓ ولو سلم ان الآیۃ دالۃ علی فرضیۃ قرارۃ مطلق القران
کما قالت الحنفیۃ فہذہ الآیۃ کما تدل علی فرضیۃ مطلق القرارۃ للامام والمنفرد کذلک تدل علے
فرضیۃ مطلق القراۃ للمقتدی ایضا فلو کانت قرارۃ المقتدی محرمۃ او مکروہۃ کما تقولہ الحنفیۃ
باحادیث مثل قرارۃ الامام لہ قرارہ وغیرہ لزم تخصیص القطعی بالظنی وہو غیر جائز واما الثانی فلان
حدیث قرارۃ الامام لہ قرارۃ وغیرہ احادیث شاذۃ او مرسلۃ او موقوفۃ لا یصلح شی منہا للاحتجاج
کما سیظہر حالہ فیما یاتی انشاء اللہ تعالیٰ واما ثانیا فلان مسئلہ عدم جواز الزیادۃ علی الکتاب
من مسائل الحنفیۃ واما الشافعیۃ فلا یقبلونہا فالالزام علی الشافعیۃ بمسلمات الحنفیۃ بعید
عن المحصلین واما ثالثا فلان کون ما للعموم فی الآیۃ غیر مسلم اذ العموم انما یکون اذا لم یکن عہد
فلابد لنفی احتمال العہدیۃ من دلیل ودونہ خرط القتاد والامر الثانی انہ لو حملت تلک الاحادیث
علی الرکنیۃ للزم کون ما زاد علی الفاتحۃ ایضا رکنا اخذا من نحو روایۃ فصاعدا والجواب عنہ
بوجہین الاول ان مثل تلک الاحادیث ما رواہ مسلم وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ کلہا ضعیفۃ
لا یصلح للاحتجاج اما مسلم فقال فی صحیحہ حدثنا اسحٰق بن ابراہیم وعبد بن حمید قالا اخبرنا عبد الرزاق
انا معمر عن الزہری بہذا الاسناد مثلہ وزاد فصاعدا انتہے وفیہ ان ہذہ الزیادۃ شاذۃ رواہا
معمر مخالفا للثقات قال البخاری وقال معمر عن الزہری لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بام الکتاب فصاعدا
وعامۃ الثقات لم یتابع معمرا فی قولہ فصاعدا وقولہ فصاعدا غیر معروف قال البخاری ویقال
ان عبد الرحمن بن اسحٰق تابع معمرا وان عبد الرحمن ربما روی عن الزہری ثم ادخل بینہ وبین
الزہری غیرہ ولا نعلم ان ہذا من صحیح حدیثہ ام لا انتہے ملخصا تلخیص الحبیر میں ہے وفی روایۃ
لمسلم وابی داؤد وابن حبان بزیادۃ فصاعدا قال ابن حبان تفرد بہا معمر عن الزہری واعلہا

البخاری فی جزء القراءۃ انتہے علی ان فی سندہ معمر الہ اوہام معروفۃ وما حدث بہ بالبصرۃ ففیہ اغالیط کذا فی المیزان حافظ مقدمہ میں لکھتے ہیں الا انہ حدث من حفظہ بالبصرۃ باحادیث غلط فیہا قالہ ابو حاتم وغیرہ ولم یخرج البخاری لہ من روایتہ اہل البصرۃ عنہ الا ما توبعوا علیہ عنہ انتہے ملخصا وعنہ عبد الرزاق قال الدار قطنی ثقۃ لکنہ یخطی علی معمر فی احادیث کذا فی المیزان واما ابو داؤد فقال فی سننہ حدثنا قتیبۃ بن سعید وابن السرح قالا انا سفیان عن الزہری عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت یبلغ بہ النبی صلعم قال لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فصاعدا انتہے قال المنذری واخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ ولیس فی حدیث بعضہم فصاعدا انتہے قلت واخرجہ ایضا الدار قطنی والبخاری فی جزء القراءۃ والامام احمد فی المسند ولیس فی حدیثہم فصاعدا فثبت ان قتیبۃ بن سعید وابن السرح روی عن سفیان ہذہ الزیادۃ مخالفا للثقات وہم علی[1] بن المدینی وابو بکر[2] بن ابی شیبۃ وعمرو[3] الناقد واسحق[4] بن ابراہیم وابن ابی عمر[5] وعلی[6] بن حجر ومنصور[7] وہشام[8] بن عمار وسہل[9] بن ابی سہل واسحق[10] بن اسمٰعیل وسوار[11] بن عبد اللہ العنبری وعبد[12] الجبار بن العلاء ومحمد[13] بن عمرو بن سلیمان وزیاد[14] بن ایوب والحسن[15] بن محمد الزعفرانی والحجاج[16] وابو نعیم[17] فتکون ہذہ الزیادۃ شاذۃ علی ان قتیبۃ روی ایضا کما رواہ الجمہور من غیر زیادۃ اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ واما سائر الاحادیث التی رواہا ابو داود وغیرہ وفیہا نحو لفظ ما زاد فمنہا ما اخرجہ ابو داؤد حدثنا ابو الولید الطیالسی نا ہمام عن قتادۃ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید قال امرنا ان نقرء بفاتحۃ الکتاب وما تیسر واخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ ولفظہ ہکذا قال البخاری روی ہمام عن قتادۃ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید رض امرنا نبینا ان نقرء بفاتحۃ الکتاب وما تیسر ولم یذکر قتادۃ سماعا من ابی نضرۃ فی ہذا حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا مسدد قال ثنا یحیی عن العوام بن حمزۃ المازنی قال ثنا ابو نضرۃ قال سالت ابا سعید الخدری عن القراءۃ خلف الامام فقال بفاتحۃ الکتاب قال البخاری وہذا اوصل وتابعہ یحیی بن بکیر قال ثنا اللیث عن جعفر بن ربیعۃ عن عبد الرحمٰن بن ہرمز ان ابا سعید الخدری رض کان یقول لا یرکعن احدکم حتی یقرء بفاتحۃ الکتاب انتہے قلت حاصل ما ذکرہ البخاری فی جزء القراءۃ ان حدیث قتادۃ ابی نضرۃ عن ابی سعید قال امرنا الخ ضعیف لان قتادۃ مدلس وروی ہذا الحدیث بعن وعنعنۃ المدلس غیر مقبول تذکرۃ الحفاظ میں ہے وکان قتادۃ معروفا بالتدلیس انتہے میزان میں ہے حافظ ثقۃ ثبت لکنہ مدلس انتہے مقدمہ فتح میں ہے کان یضرب بہ المثل فی الحفظ الا انہ کان ربما

دلس انتہے والاوصل مارو ی العوام بن حمزة المازنی من قول ابی سعید الخدری بغیر زیادة ما تیسر
قال الدارقطنی فی علله ہذا یرویہ قتادہ وابوسفیان السعدی عن ابی نضرة مرفوعا ووقفه ابومسلمة
عن ابی نضرة ہکذا قاله اصحاب شعبه عنه ورواه ربیعة عن عثمان عن عمر عن شعبة عن ابی مسلمة
مرفوعا ولایصح رفعه عن شعبة انتہے ہکذا فی الزیلعی ومنہا ما رواه ابوداؤد حدثنا ابراہیم بن موسیٰ
الرازی انا عیسےٰ عن جعفر بن میمون البصری نا ابوعثمان النہدی حدثنی ابوہریرة قال قال لی رسول اللہ
اخرج فناد فی المدینة انه لاصلوٰة الا بقرآن ولو بفاتحة الکتاب فما زاد ولو بفاتحة الکتاب فما زاد حدثنا
ابن بشار نا یحیی نا جعفر عن ابی عثمان عن ابی ہریرة قال امرنی رسول اللہ صلعم ان انادی انه لاصلوٰة
الا بقراءة فاتحة الکتاب فما زاد انتہے ہذا الحدیث ضعیف لانه من طریق جعفر بن میمون فی المیزان جعفر
بن میمون البصری بیاع الانماط عن ابی العالیة وابی عثمان النہدی وجماعة وعنه غندر ویحیی
القطان قال احمد والنسائی لیس بقوی وقال ابن معین لیس بذلک سلیمان بن حرب نا وہب
نا جعفر بن میمون عن ابی عثمان ابی ہریرة ان النبی صلعم امره ان ینادے لاصلوٰة الا بقراءة فاتحة
الکتاب فما زاد انتہے بقدر الضرورة ومنہا ما رواه الترمذی من حدیث ابی سعید قال قال رسول اللہ
صلعم مفتاح الصلوٰة الطہور وتحریمہا التکبیر وتحلیلہا التسلیم ولاصلوٰة لمن لم یقرء بالحمد للہ وسورة
فی فریضة او غیرہا ہذا لفظ الترمذی واقتصر ابن ماجة علی قوله لاصلوٰة وہو معلول بابی سفیان فی المیزان
طریف بن شہاب السعدی البصری الاشل ابوسفیان ضعفه ابن معین وقال احمد لیس بشے
وقال خ لیس بالقوی عندہم وقال س متروک ویقال ابن سفیان ویقال ابن طریف بن
سعد کذا سماه ابومعاویة وقیل غیر ذلک انتہے فی التقریب طریف ابن شہاب وابن سعد السعدی
البصری الاشل بالمعجمة ویقال له الاعسم بمہملتین ضعیف انتہے حدیث آخر اخرجه ابن عدی فی الکامل
عن ربیع بن بدر ویعرف بعلیلة عن سعید الجریری عن ابی العلاء عن اخیه مطرف بن عبد اللہ
بن الشخیر عن عمران بن حصین قال سمعت النبی صلعم یقول لاتجزی صلوٰة لایقرء فیہا بفاتحة الکتاب
وآیتین فصاعدا انتہے وضعف ربیع بن بدر عن البخاری والنسائی وابن معین کذا فی الزیلعی
فی المیزان الربیع بن بدر ابوالعلاء التیمی البصری علیلة عن ابی الزبیر وثابت وعنه علی بن حجر وداؤد
بن رشید وعدة قال ابن معین لیس بشی وقال ابوداؤد وغیره ضعیف وقال النسائی متروک
وقال ابن عدی عامة روایاته لایتابع علیہا انتہے فی التقریب الربیع بن بدر بن عمرو بن جراد التمیمی
السعدی ابوالعلاء البصری یلقب علیلة بمہملة مضمومة ولامین متروک انتہے حدیث آخر اخرجه

ابن عدی ایضاً عن عمر بن یزید المدائنی عن عطاء عن ابن عمر قال رسول اللہ صلعم لا یجزی المکتوبۃ
الا بفاتحۃ الکتاب وثلث آیات فصاعدا انتہے وضعف عمر بن یزید وقال انہ منکر الحدیث کذا فی
الزیلعی فی المیزان عمر بن یزید عن عطاء وغیرہ منکر الحدیث قالہ ابن عدی محمد بن معاویۃ الانماطی
ثنا عمر بن یزید المدائنی عن عطاء عن ابن عمر قال رسول اللہ صلعم لا یجزی فی المکتوبۃ الا بفاتحۃ
الکتاب وثلث آیات فصاعدا انتہے حدیث آخر اخرجہ ابونعیم الحافظ فی تاریخ اصبہان فی ترجمۃ ابراہیم
بن ایوب الفرسانی عن ابی مسلم عن الاعمش عن عمارۃ بن عمر عن ابی معمر عن ابی مسعود الانصاری
قال قال رسول اللہ صلعم لا یجزی صلاۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب وشیٔ معہا انتہے کذا فی تخریج
الزیلعی فی سندہ ابراہیم بن ایوب الفرسانی وہو مجہول فی المیزان ابراہیم ابن ایوب الفرسانی
الاصبہانی عن الثوری وعن قائد الاعمش قال ابوحاتم مجہول قالہ عنہ ابن الجوزی ومارایتہ
انا فی کتاب ابن ابی حاتم بل فیہ انہ روی عنہ النضر بن ہشام وعبد الرزاق بن بکر الاصبہانیان
انتہے وفی سندہ عبد اللہ بن سعید ابومسلم قائد الاعمش حدث عنہ یحیی بن ابی بکر والحسن بن
حفص وابومسلم عبد الرحمن بن واقد قال وعندہ احادیث موضوعۃ قال الکتانی قلت لابی
حاتم حدیث ابی مسلم قائد الاعمش عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلعم نہی ان یسقی
البہائم الخمر فقال ہذا باطل وجاء باسناد ضعیف من قول ابن عمر وقال ابن حبان فی الثقات
یخطی وقال البخاری فی حدیثہ نظر ومن مناکیرہ عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس مرفوعا لا یتقدم
الصف الاول اعرابی ولا اعجمی خرجہ الدارقطنی حدیث آخر رواہ الطبرانی فی معجمہ الوسط من حدیث
ابراہیم بن طہمان عن الحجاج بن ارطاۃ عن عبد الکریم عن ابی عثمان عن ابی ہریرۃ قال امرنی
رسول اللہ صلعم ان انادی فی اہل المدینۃ ان لا صلوۃ الا بقراءۃ ولو بفاتحۃ الکتاب انتہے وقال
لم یروہ عن الحجاج بن ارطاۃ الا ابن طہمان کذا فی تخریج الزیلعی فیہ الحجاج بن ارطاۃ الکوفی القاضی
احد الفقہاء صدوق کثیر الخطاء والتدلیس کذا فی التقریب وفیہ عبد الکریم بن ابی المخارق وہو ضعیف
کما فی التقریب طریق آخر اخرجہ ابومحمد الحارثی فی سندہ وابن عدی عن احمد بن عبد اللہ بن محمد
الکوفی المعروف باللجلاج ثنا نعیم بن حماد ثنا ابن المبارک ثنا ابوحنیفۃ عن عطاء ابن ابی رباح
عن ابی ہریرۃ قال نادی منادی رسول اللہ صلعم لا صلوۃ الا بقراءۃ ولو بفاتحۃ الکتاب انتہے
حدیث آخر اخرجہ ایضاً عن اللجلاج ثنا ابراہیم بن الجراح الکوفی ثنا ابویوسف عن ابی حنیفۃ
عن ابی سفیان عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلعم انہ قال لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب

اذ غیرہما انتہے وکلاہما ضعیف باللجلاج قال ابن عدی حدث بمناکیر لابی حنیفۃ وہی بواطیل
انتہے وذکر النووی فی الخلاصۃ ہو بن المحدثین وضعفہما کذا فی تخریج الزیلعی حدیث آخر روی الطبرانی
فی کتابہ مسند الشامیین حدثنا احمد بن انس بن مالک ثنا محمد بن الخلیل الخشنی ثنا الحسن بن یحیی
الخشنی ثنا سعید بن عبد العزیز عن ربیعۃ بن یزید عن عبادۃ بن الصامت قال سمعت رسول اللہ
صلعم یقول لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وآیتین من القرآن انتہے کذا فی تخریج الزیلعی وسکت
علیہ قلت من یستدل بہذا الحدیث علیہ ان یوثق رجالہ ویثبت اتصال سندہ علی ان فیہ الحسن
بن یحیی الخشنی وہو صدوق کثیر الغلط کذا فی التقریب قال فی الخلاصۃ قال ابو حاتم صدوق
سئی الحفظ قال الدارقطنی متروک وقال النسائی لیس بثقہ (انتہے) وفیہ سعید بن عبد العزیز وہو قد
اختلط فی آخر عمرہ کذا فی التقریب حدیث آخر رواہ احمد فی مسندہ فی حدیث المسئی صلاتہ حدثنا
یزید بن ہارون ثنا محمد بن عمرو عن علی بن یحیی بن خلاد الزرقی عن ابیہ عن رفاعۃ بن رافع
قال جاء رجل ورسول اللہ صلعم جالس فی المسجد فصلے قریبا منہ ثم انصرف الی رسول اللہ صلعم فسلم
علیہ فقال رسول اللہ صلعم اعد صلاتک فانک لم تصل فرجع فصلے کنحو ما صلے ثم انصرف الی رسول اللہ
صلعم فسلم علیہ فقال لہ رسول اللہ صلعم اعد صلاتک فانک لم تصل فقال یا رسول اللہ علمنی قال
اذا استقبلت القبلۃ فکبر ثم اقرء بام القرآن ثم اقرا بما شئت الحدیث ورواہ ابو داود عن محمد بن
عمرو بہ قال بہذہ القصۃ قال اذا قمت فتوجہت الی القبلۃ فکبر ثم اقرا بام القرآن وبما شاء اللہ
ان تقرا کذا فی تخریج الزیلعی وہذا الحدیث لا یصح الاحتجاج بہ علی عدم رکنیۃ الفاتحۃ بان یقال لو
حمل ذلک الحدیث علی الرکنیۃ للزم رکنیۃ ما شاء اللہ ان یقرء سوے الفاتحۃ اذ الروایات فی ہذا
عن رفاعۃ مختلفۃ قال فی الفتح قولہ ثم اقرا ما تیسر معک من القرآن ثم تختلف الروایات
فی ہذا عن ابی ہریرۃ واما رفاعۃ ففی روایۃ اسحق المذکورۃ ویقرء ما تیسر من القرآن مما علمہ اللہ
وفی روایۃ یحیی بن علی فان کان معک قرآن فاقرء والا فاحمد اللہ وکبرہ وہللہ وفی روایۃ محمد
بن عمرو عند ابی داود ثم اقرء بام القرآن وبما شاء اللہ ولاحمد وابن حبان من ہذا الوجہ ثم اقرأ
بام القرآن ثم اقرء بما شئت انتہے وفی سنن ابی داؤد حدثنا مؤمل بن ہشام نا اسمعیل عن محمد
اسحق حدثنی علی بن یحیی بن خلاد بن رافع عن ابیہ عن عمہ رفاعۃ بن رافع عن النبی صلعم بہذہ
القصۃ قال اذا انت قمت فی صلاتک تکبر اللہ عز وجل ثم اقرأ ما تیسر علیک من القرآن الحدیث
وفی روایۃ لہ ولیقرء بما شاء من القرآن وفی روایۃ لہ ثم یقرء من القرآن ما اذن لہ فیہ وتیسر د

فی روایۃ للبخاری فی جزء القراءۃ فکبر وتحمد اللہ وتقرء ام القرآن وفی روایۃ لہ فیہ ثم اقرء ما تیسر
من القرآن ولاریب ان ہذا الرجل ہو خلاد بن رافع جد علی بن یحیی راوی الخبر بینہ ابن ابی
شیبۃ عن عباد بن العوام عن محمد بن عمرو عن علی بن یحیی عن رفاعۃ ان خلادا دخل المسجد
کما فی الفتح والظاہر ان الواقعۃ واحدۃ فلابد من ترجیح احدی الروایات المختلفۃ فاما ان ترجح
الروایۃ التی فیہا ثم اقرء ما تیسر علیک من القرآن ونحوہ ووجہ الترجیح موافقتہا لحدیث ابی ہریرۃ
المتفق علیہ فی تلک الواقعۃ الذی قد ثبت فیہ لفظ ثم اقرء ما تیسر معک من القرآن من غیر اختلاف
واما ان ترجح الروایۃ التی فیہا وتقرء ام القرآن لموافقتہا لحدیث عبادۃ بن الصامت المتفق
علیہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب وعلی کلا التقدیرین لیس فی ہذا الحدیث ذکر قراءۃ ما شاء اللہ
ان تقرء سوی الفاتحۃ حتی یلزم رکنیۃ ما زاد علی الفاتحۃ والجواب الثانی عن ہذا الایراد والتزام
رکنیۃ ما زاد علی الفاتحۃ ایضًا وکون قراءۃ المقتدی ما زاد الفاتحۃ اذا جہر الامام خارجۃ عنہ بدلیل
حدیث عبادۃ لاتفعلوا الا بام القرآن الجواب الثالث ان حدیث ابی ہریرہ الذی اخرجہ البخاری
وغیرہ وہو مرفوع حکما وحدیث ابن عباس الذی اخرجہ ابن خزیمۃ معارضان لہا قال الحافظ
فی الفتح وادعی ابن حبان والقرطبی وغیرہما الاجماع علی عدم وجوب قدر زائد علیہا وفیہ نظر
لثبوتہ عن بعض الصحابۃ ومن بعدہم فیما رواہ ابن المنذر وغیرہ ولعلہم ارادوا ان الامر استقر
علی ذلک وسیاتی بعد ثمانیۃ ابواب حدیث ابی ہریرۃ وان لم تزد علی ام القرآن اجزءت
ولابن خزیمۃ فی حدیث ابن عباس ان النبی صلعم قام فصلے رکعتین لم یقرء فیہما الا بفاتحۃ الکتاب
انتہے وایضا قال فی الفتح نعم قولہ ما اسمعنا وما اخفی عنا یشعر بان جمیع ما ذکرہ متلقی عن النبی صلعم
فیکون للجمیع حکم الرفع ولنا ان نجیب عن الوجہ السادس بان الحصر فی الشقین غیر مسلم بل یحتمل
ان یستدل بمجموع قولہ صلعم لاتفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا فان التعلیل بلفظ
فانہ یدل علی ان ہناک شیئا معللا وہو الحکم فی المستثنی ای اقرؤا فاتحۃ الکتاب وہذا الحکم لابد من
ان یکون واجبا ضرورۃ تمامیۃ التقریب وہو المطلوب - الامر الثالث الذی ذکرہ المعترض
فی ابطال الرکنیۃ ان القول الفیصل فیہا ان الخلاف فی الرکنیۃ وعدمہا متفرع حقیقۃ علی
مسئلۃ اصولیۃ وہی ان الرکنیۃ ہل تثبت بخبر الاحاد الظنیۃ ام لابد لہا من الدلائل القطعیۃ
فمن ذہب الی الاول اثبت الرکنیۃ ومن انکرہ لم یثبت الرکنیۃ وان سلم دلالتہا علیہا وعدم
وجود معارضہا والخلاف فی رکنیتہا مبنی علی خلاف آخر ایضًا وہو ان الظنی ہل تجوز بہ الزیادۃ

على القطعي وتخصيصه به اونسخه به ام لا يجوز فمن قال بجوازها قال بها ومن لا فلا ولعل النظر الدقيق يحكم
بكون القولين الاخيرين قويين في الخلافيين انتهى اقول فيه بحث من وجوه الاول ان الفرض والركن
على نوعين قطعي وعملي والقطعي لا يثبت بخبر الاحاد الظنية لا عند الشافعية ولا عند الحنفية
والعملي يثبت بخبر الاحاد الظنية عند كلتا الطائفتين والشافعية قائلون بفرضية الفاتحة
فرضية عملية لا فرضية قطعية قال ابن الهمام في فتح القدير واعلم ان الشافعية يثبتون الركنية
الفاتحة على معنى الوجوب عندنا فانهم لا يقولون بوجوبها قطعا بل ظنا غير انهم لا يخصون الفرضية
والركنية بالقطعي فلهم ان يقولوا بموجب الوجه المذكور انا وان جوزنا الزيادة بخبر الواحد لكنها ليست
بلازمة ههنا فانا قلنا بركنيتها وافتراضها بالمعنى الذي سميتموه وجوبا فلا زيادة انتهى والحنفية ايضا
قائلون بالفروض العمليه ويثبتونها باخبار الاحاد الظنية كمسح ربع الراس في الوضوء والوتر
والقعدة الاخيرة والمسح على الخفين والوقوف بعرفة فان قال قائل ان تلك الاخبار ليست باحاد
بل مشهورة قلنا كذلك احاديث فرضية الفاتحة مشهورة والفرق بينهما من غير دليل لا يسمع فالقول
بان الخلاف في الركنية وعدمها متفرع حقيقة على مسئله اصولية خلف من القول وكذلك
القول بان الخلاف في ركنيتها للموتم مبني على خلاف آخر ايضا وهو ان الظني هل تجوز به الزيادة
على القطعي وتخصيصه به اونسخه به ام لا لان الزائد على القطعي اذا ثبت بظني كان فرضا عمليا بالمعنى
الذي سميتموه واجبا فلا زيادة على ان الحنفية ربما يجوزون الزيادة بالظني على القطعي وتخصيصه
به ونسخه بجملة غير واحد من الامثلة لا نطيل الكلام بذكرها وبحسبك انهم يخصصون قوله تعالى فاقرؤا
ما تيسر من القرآن بنحو حديث من له امام فقراءة الامام له قراءة لا يقال ان هناك خصص القطعي
اولا بالاجماع فجاز تخصيصه بخبر الواحد قال ابن الهمام في فتح القدير وعلى طريقنا يخص ايضا لانه
عام خص منه البعض وهو المدرك في الركوع اجماعا وهو ظني عندنا فجاز تخصيصه بغير المقتدي
انتهى لانا نقول ان فيه نظرا ظاهرا وهو ان الآية بعد تخصيصه بالاجماع هل صارت ظنية ام لا على
الاول لا يثبت فرضية مطلق القراءة بالآية والدليل عليها عند الحنفية ليست الا هي وعلى الثاني
لا يجوز تخصيصه بنحو حديث من كان له امام فقراءة الامام له قراءة قال المعترض في غيث
الغمام وقد يجاب عن اصل الايراد بان الامر بقوله تعالى فاقرؤا مع عمومه باطلاقه يشمل القراءة
الحقيقية والحكمية كليهما فيكون الفرض على كل من الامام والماموم احدهما فلا دل يخص بالاول
والثاني بالثاني كما اوضحه الاحاديث الصحيحة انتهى اقول هذا تلميع محض فان لفظ القراءة لا

لا يشتمل القراءة الحكمية لغة انما تعرف القراءة الحكمية بالحديث فمع قطع النظر عن الحديث لا يشمل لفظ القراءة
القراءة الحكمية فالقول بالقراءة الحكمية قول بالزيادة على القطعي بالظني وكذلك القول بان الاولى
يخص بالاول والثاني بالثاني لا رائحة منه في الآية مع قطع النظر عن الحديث فهذا القول ايضا
قول بالزيادة على القطعي بالظني الثاني ان هذا المعترض ادعى ان القولين الاخرين قد بان
في المخالفين ولم يذكر الدليل عليه والادعاء بلا دليل بعيد من المحصلين الثالث ان اخبار الآحاد
بالنسبة الى النبي صلعم وبالنسبة الى من سمعه من النبي صلعم بلا واسطة قطعية وانما صارت ظنية
بسبب الوسائط فخبر الواحد اذا صار مثبتا للوجوب بالنسبة الينا صار مثبتا للفرضية بالنسبة
الى النبي صلعم وبالنسبة الى من سمعه من النبي صلعم بلا واسطة اذ الفرق بين الواجب والفرض
انما هو لقطعية الدليل وظنيته فيلزم نسخ الحكم من غير دليل وهذا المحذور انما نشأ من القول بان
خبر الواحد لا يثبت الفرضية وان الظني لا تجوز به الزيادة على القطعي فالحق ان خبر الواحد يثبت الفرضية
والظني تجوز به الزيادة على القطعي غاية ما في الباب ان ذلك الفرض يكون بالنسبة الى النبي
صلعم وبالنسبة الى من سمعه من النبي صلعم بلا واسطة قطعيا وبالنسبة الينا عمليا ظنيا وبالجملة حديث
عبادة بن الصامت لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم يقرء بها صالح للاحتجاج قال الترمذي
حديث حسن وسكت عليه ابو داود والمنذري قال الحافظ ابن حجر في التلخيص حديث عبادة رواه
احمد والبخاري في جزء القراءة وصححه وابو داود والترمذي والدارقطني وابن حبان والحاكم والبيهقي
من طريق ابن اسحق حدثني مكحول عن محمود بن الربيع عن عبادة وتابعه زيد بن واقد وغيره عن مكحول
انتهى وقال ابن حجر في نتائج الافكار هذا حديث حسن اخرجه ابو داود وابن خزيمة في صحيحه والدارقطني و
في سندهم محمد بن اسحق ولم ينفرد به محمد بن اسحق بل تابعه عليه زيد بن واقد احد الثقات من اهل الشام
وفي المرقاة وقال الترمذي حسن وقال الدارقطني اسناده حسن ورجاله ثقات كلهم وقال الخطابي
اسناده جيد لا مطعن فيه وقال الحاكم اسناده مستقيم وقال البيهقي صحيح انتهى - مخفی نہ رہے کہ عبارت
سابقہ سے ظاہر ہوا کہ حدیث عبادہ بن الصامت جسمیں تصریح امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے
کی ہے سوائے اُس طریق کے جس میں محمد بن اسحق واقع ہے اور چند طریق سے بھی آئی ہے
اُن میں سے ایک طریق میں یہ ہے اخبرنی زید بن واقد عن مکحول دوسرے میں ہے حدثنی غیر
واحد منہم سعید بن عبد العزیز عن مکحول تیسری میں ہے زید بن واقد عن حرام بن حکیم و مکحول -
چوتھی میں ہے عن زید بن واقد عن عثمان بن ابی سودة - پانچویں میں ہے عن عمرو بن شعیب

عن ابیہ عن عبادة بن الصامت چھٹی میں ہے عن الاوزاعی عن عمرو بن سعد عن رجاء بن حیوة
عن عبادة سا تویں حدیث عبادة وہ ہے جس کو صاحب کنز العمال وصاحب جمع الجوامع لائے
ہیں کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۰۸ میں ہے عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلعم لا صلوة
لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب خلف الامام (قا فیہ) ای البیہقی فی القراءة وقال اسنادہ صحیح والزیادة
التی فیہ صحیحة مشہورة من اوجہ کثیرة انتہے یہ سب روایات تو عبادة بن الصامت رض سے ہیں اور غیر
عبادہ نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے چنانچہ ابھی اُس کا ذکر کیا جاتا ہے انشاء اللہ
تعالیٰ - دوسری حدیث اُن احادیث میں سے جن میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی تصریح
تصریح ہے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلعم تقرؤن خلفی
قالوا نعم انا لنہذ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن اخرجہ البخاری فی جزء القراءة حدثنا محمود
قال ثنا البخاری قال ثنا شجاع بن الولید قال ثنا النضر قال ثنا عکرمة قال حدثنی عمرو بن سعد
عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلعم تقرؤن الحدیث اس حدیث
کے رواۃ سب ثقات ہیں سوائے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے اس کے حق میں میزان
میں مرقوم ہے روی الترمذی عن البخاری وذلک فی تاریخہ قال رایت احمد وعلیا واسحٰق
والحمیدی یحتجون بحدیث عمرو بن شعیب فمن الناس بعدہم ولسنا نقول ان حدیثہ من اعلے
اقسام الصحیح بل ہو من قبیل الحسن انتہے - تیسری حدیث ابو قلابہ عن محمد بن ابی عائشة عمن شہد
ذاک اخرجہ البخاری فی جزء القراءة لفظ اس کا یہ ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا
عبدان قال ثنا یزید بن زریع قال ثنا خالد عن ابی قلابة عن محمد بن ابی عائشة عمن شہد
ذاک الحدیث تلخیص الحبیر میں ہے ومن شواہدہا ما رواہ احمد من طریق خالد الحذاء عن ابی قلابة
عن محمد بن ابی عائشة عن رجل من اصحاب النبی صلعم قال قال رسول اللہ صلعم لعلکم تقرؤن
والامام یقرء قالوا انا لنفعل قال لا الا ان یقرء احدکم بفاتحة الکتاب اسنادہ حسن ورواہ ابن
حبان من طریق ایوب عن ابی قلابة عن انس وزعم ان الطریقین محفوظان وخالفہ البیہقی
فقال ان طریق ابی قلابة عن انس لیست بمحفوظة انتہے چوتھی حدیث انس اخرجہ البخاری فی
جزء القراءة حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا یحیی بن یوسف قال انبانا عبید اللہ عن ایوب
عن ابی قلابة عن انس رض ان النبی صلعم صلی باصحابہ فلما قضی صلاتہ اقبل علیہم بوجہہ فقال
اتقرؤن فی صلاتکم والامام یقرء فسکتوا فقالہا ثلث مرات فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال

فلا تفعلوا ولیقرا احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ انتہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا موسیٰ
قال حماد بن ایوب عن ابی قلابۃ عن النبی صلعم لیقرء بفاتحۃ الکتاب انتہے قال الدار قطنی فی
سُننہ حدثنا عثمان بن احمد الدقاق ثنا عیسے بن عبد اللہ الطیالسی زغاث ثنا یزید بن عمرو
بن خنزۃ المداینی ثنا الربیع بن بدر عن ایوب السختیانی عن الاعرج عن ابی ہریرۃ قال صلے
لنا رسول اللہ صلعم ثم اقبل علینا بوجہ فقال اتقرؤن خلف الامام فقلنا ان فینا من یقرء
قال ففاتحۃ الکتاب الربیع بن بدر ضعیف کذا رواہ الربیع بن بدر وخالفہ سلام ابو المنذر
رواہ عن ایوب عن ابی قلابۃ عن ابی ہریرۃ ولا یثبت وخالفہما عبید اللہ بن عمرو الرقی ورواہ
عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس عن النبی صلعم ورواہ ابن علیۃ وغیرہ عن ایوب عن ابی
قلابۃ مرسلا ورواہ خالد الحذاء عن ابی قلابۃ عن محمد بن ابی عائشۃ عن رجل من اصحاب
رسول اللہ صلعم عن النبی صلعم حدثنا محمد بن اسمٰعیل الفارسی ثنا ابو زرعۃ الدمشقی ثنا یحیی
بن یوسف الرقی ثنا عبید اللہ بن عمرو الرقی عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس ان رسول اللہ
صلعم صلی باصحابہ فلما قضی صلاتہ اقبل علیہم بوجہہ فقال اتقرؤن فی صلاتکم والامام یقرء
فسکتوا قالہا ثلثا فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال فلا تفعلوا ولیقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب
فی نفسہ لفظ حدیث الفارسی ثنا علی بن احمد بن الہیثم ثنا احمد بن ابراہیم القوہستانی حدثنا یوسف
ابن عدی قالا ثنا عبید اللہ بن عمرو باسنادہ نحو لفظ حدیث الفارسی حدثنا احمد بن سلمان نا ہلال
بن العلاء نا ابی ح وحدثنا احمد بن یزید بن جہر ابو توبۃ قالا نا عبید اللہ بن عمرو بہذا انتہے۔
مخفی نرہے کہ عبارت سنن دار قطنی سے ظاہر ہوا کہ ایوب کی روایت میں اختلاف ہے ربیع
بن بدر نے اس طرح روایت کیا ہے۔ عن ایوب السختیانی عن الاعرج عن ابی ہریرۃ مرفوعا
اور سلام ابو المنذر نے اس طرح روایت کیا ہے عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس مرفوعا
اور عبید اللہ بن عمرو رقی نے یوں روایت کیا ہے عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس مرفوعا
اور ابن علیہ وغیرہ نے یوں روایت کیا ہے عن ایوب عن ابی قلابۃ مرسلا اور خالد حذار کی
روایت میں اختلاف نہیں ہے اس کی روایت اس طرح پر ہے عن ابی قلابۃ عن محمد بن ابی
عائشۃ عن رجل من اصحاب رسول اللہ صلعم مرفوعا چونکہ ایوب کی روایت میں اضطراب تھا
اس لئے بیہقی نے عبید اللہ بن عمرو کی اس روایت عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس مرفوعا
کو غیر محفوظ کہا مگر ابن حبان اس کو محفوظ کہا ہے اور بخاری نے جزء القراءۃ میں اس طریق کا

ذکر کرکے سکوت کیا اب یہ امر تنقیح طلب ہے کہ یہ طریق محفوظ ہے یا غیر محفوظ پس جاننا چاہئے کہ رجال اِس کے سب ثقات موافق شرط بخاری کے ہیں پس اگر غیر محفوظ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ کہ اس میں راوی ابو قلابہ ہیں وہ مدلس ہیں اور یہاں عن کے ساتھ روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس کا غیر مقبول ہوتا ہے تو یہ وجہ خالد حذار کے طریق میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ وہاں بھی عن کے ساتھ روایت ہے اور اگر یہ وجہ ہے کہ ابن علیہ وغیرہ نے اُس کو مرسلا روایت کیا ہے تو یہ بھی نہیں ہوسکتی ہے اِس لئے کہ آئمہ کی عادت تھی کہ کبھی حدیث کو مرسل کرتے تھے اور کبھی مسند مسلم مقدمہ میں لکھتے ہیں انہ کانت لہم تارات یرسلون فیہا الحدیث ارسالا ولا یذکرون من سمعوہ منہ وتارات ینشطون فیہا فیسندون الخبر علی ہیئتہ ما سمعوا فیخبرون بالنزول فیہ ان نزلوا او بالصعود فیہ ان صعدوا کما شرحنا ذلک عنہم انتہے پس جبکہ ارسال و وصل کے دونوں راوی ثقہ ہیں تو دونوں روایتیں صحیح سمجھی جائینگی اِس لئے کہ وصل زیادۃ ہے اور اصول حدیث میں ثابت ہوا ہے کہ راوی زیادۃ مثبت ہے والمثبت مقدم علی النافی اور نیز ثابت ہوا ہے کہ زیادۃ الثقۃ مقبولۃ۔ نودی مقدمہ میں لکھتے ہیں واما اذا رواہ بعض الثقات الضابطین متصلا وبعضہم مرسلا وبعضہم موقوفا وبعضہم مرفوعا او وصلہ او رفعہ فی وقت وارسلہ او وقفہ فی وقت فالصحیح الذی قالہ المحققون من المحدثین وقالہ الفقہاء واصحاب الاصول وصححہ الخطیب البغدادی ان الحکم لمن وصلہ او رفعہ سواء کان المخالف لہ مثلہ او اکثر او احفظ لانہ زیادۃ ثقۃ وہی مقبولۃ وقیل الحکم لمن ارسلہ او وقفہ وقال الخطیب وہو قول اکثر المحدثین و وقیل الحکم للاکثر وقیل الحکم للاحفظ انتہے والفرق بین زیادۃ الثقۃ والشذوذ عسیر جدا فلیتامل فیہا اور اگر بیہقی کا قول تسلیم کرلیا جائے تو حدیث ابو قلابہ مرسلا تائید کے لئے کافی ہے پانچویں حدیث ابو قتادہ ہے اخرجہ الامام احمد فی مسندہ لفظہ ہکذا حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یزید بن ہرون انا سلیمان یعنی التیمی قال حدثت عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ ان رسول اللہ صلعم قال تقرؤن خلفی قال نعم قال فلا تفعلوا الا بام الکتاب انتہے فیہ انقطاع ولکن یصلح للاستشہاد چھٹی حدیث ابو ہریرہ قال قال لا تجزئ صلاۃ لا یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب قلت وان کنت خلف الامام قال فاخذ بیدی وقال اقرأ فی نفسک اخرجہ ابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحہما زیلعی میں ہے والحدیث فی صحیح ابن حبان بہذا اللفظ بغیر ہذا الاسناد وقال ابن حبان اخبرنا محمد بن اسحق بن خزیمۃ ثنا محمد بن یحیی الذہلی ثنا وہب بن جریر ثنا شعبۃ عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لاتجزی صلاۃ لایقرا فیہا بفاتحۃ الکتاب قلت وان کنت خلف الامام قال فاخذ بیدی وقال اقرأ فی نفسک انتہے قال ابن حبان لم یقل فی خبر العلاء ہذا لاتجزئ صلوۃ الاشعبۃ ولاعنہ الاوہب بن جریر انتہے ورواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ کما تراہ قالہ النووی فی الخلاصۃ انتہے ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں قال ابن حجر المکی ومنہا خبر ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم فی صحاحہم باسناد صحیح لاتجزی صلاۃ لایقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب انتہے اور نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں ومما یوئیدہ حدیث ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلعم لاتجزی صلاۃ لایقر فیہا بفاتحۃ الکتاب رواہ ابوبکر بن خزیمۃ فی صحیحہ باسناد صحیح وکذا رواہ ابوحاتم بن حبان انتہے اس حدیث کے رجال سب ثقات ہیں اس کی صحت کے لئے یہی کافی ہے کہ ابن خزیمہ وابن حبان وحاکم اپنے صحاح میں سند صحیح کے ساتھ اس کو لائے ہیں مخفی نرہے کہ اس حدیث میں چند اختلافات ہیں اول یہ کہ اخذ بیدی کا قائل کون ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمن بن یعقوب ہے جیساکہ جزءالقرارۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا محمد بن ابی عبید قال ثنا ابن ابی حازم عن العلاء بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال من صلی صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج غیر تمام فقلت یا ابا ہریرۃ انی اکون احیانا وراء الامام فغمز ابوہریرۃ ذراعی وقال یا ابن الفارسی اقرء بہا فی نفسک الحدیث اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ قائل اس کا ابوالسائب مولی ہشام بن زہرہ ہے۔ جزءالقرارۃ میں ہے حدثنا محمود ثنا البخاری قال ثنا عبداللہ بن مسلمۃ عن مالک عن العلاء بن عبدالرحمن انہ سمع ابا السائب مولی ہشام بن زہرۃ یقول سمعت ابا ہریرۃ رض یقول قال رسول اللہ صلعم من صلیٰ صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج فہی خداج غیر تمام فقلت یا ابا ہریرۃ رض فانی اکون احیانا وراء الامام قال فغمز ذراعی ثم قال اقرء بہا یا فارسی فی نفسک الحدیث دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جمہور رواۃ متن اس لفظ سے روایت کرتے ہیں کل صلاۃ لایقرء فیہا بام القرآن فہی خداج فہی خداج اور شعبہ اس لفظ سے لاتجزی صلاۃ لایقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب تیسرا اختلاف یہ ہے کہ جمہور رواۃ اخذ بیدی کا قائل عبدالرحمن بن یعقوب کو ٹھہراتے ہیں یا ابوالسائب کو اور شعبہ ابوہریرہ کو قائل اس کا ٹھہراتے ہیں پس جیساکہ زیادت شعبہ کی متن کے متعلق مانی گئی ہے ایسا ہی اس باب میں بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ قائل اخذ بیدی کا ابوہریرہ رض ہیں اور قائل اقرء بہا فی نفسک کے جناب رسول مقبول صلعم ہیں اگر کہا جاوے

کہ روایت شعبہ مخالف ہے اُن دو روایات کے جن میں سے ایک سے عبدالرحمن بن یعقوب کا
قائل ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے ابو السائب کا تو جواب یہ ہے کہ جس طرح ان دو
روایتوں میں باہم تطبیق کیجاتی ہے اور دونوں کو صحیح تصور کیا جاتا ہے اسی طرح سے روایت
شعبہ کی بھی تطبیق ہو سکتی ہے اُس کو بھی صحیح ماننا چاہئے پس یہاں سے اقراء بہا فی نفسک کا
مرفوع ہونا ثابت ہوا اور نیز یہ ثابت ہوا کہ نتایج الافکار میں جو روایت شعبہ میں یا فارسی کا
لفظ ہے وہ قطعاً سہو کاتب ہے حافظ ابن حجر نتائج الافکار میں لکھتے ہیں وتبین بہذا ان شعبۃ
خالف الجمیع فی سیاق المتن وان القائل فاخذ بیدی ہو الراوی عن ابی ہریرۃ والآخذ ہو
ابو ہریرۃ بخلاف مایقتضیہ ظاہر روایۃ شعبۃ انتہے اب تمام ہوئے ادلہ اہل حدیث کے جو فرضیت
قراءۃ فاتحہ کے قائل ہیں امام و منفرد و مقتدی سب کے لئے۔ اب یہاں سے شروع کئے جاتے
ہیں ادلہ علماء حنفیہ کے اور اُن کے اجوبہ اہل حدیث کی جانب سے۔ دلیل اوّل حنفیہ کی یہ ہے
قال اللہ تعالیٰ فی الاعراف واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون تقریر استدلال
کی یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے استماع قرآن و انصات کا جبکہ قران پڑھا جاوے
پس یہ استماع و انصات فرض ہوا اور ترک فرض حرام ہے پس قراءۃ مقتدی کی حرام ہوئی اسلئے
کہ وہ مستلزم ہے ترک استماع و انصات کو اس میں نظر ہے بچند وجوہ۔ اول یہ کہ دعوی حنفیہ کا
عام ہے یعنی یہ کہ قراءۃ مقتدی کی مطلقاً حرام ہے خواہ سریہ نماز ہو یا جہریہ اور آیت سے ثابت
ہوتا ہے کہ قراءۃ مقتدی کی صلاۃ جہریہ میں حرام ہے کیونکہ استماع اور انصات استماع کے
لئے سریہ میں نہیں ہو سکتا ہے فما تم التقریب ہاں اس آیت کے ساتھ مالکیہ کا استدلال ہو سکتا
ہے کیونکہ وہ صرف صلوۃ جہریہ میں حرمۃ قراءۃ مقتدی کے قائل ہیں نہ سریہ میں اور شافعیہ اور
اُن کے اتباع مالکیہ کے اس استدلال کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیۃ عام ہے اور احادیث عبادہ
وغیرہ جو فرضیت قراءۃ فاتحہ پر دال ہیں اس کی مخصص واقع ہوئی ہیں اور تخصیص عام کتاب
کی خبر واحد کے ساتھ درست ہے کیونکہ عام ظنی ہوتا ہے تلویح میں مرقوم ہے حکم العام عند
جمہور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً و یقیناً عند مشایخ العراق وعامۃ
المتاخرین وظناً عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وہو مذہب الشافعی رح والمختار عند مشایخ سمرقند
حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد ویصح تخصیص العام من الکتاب بخبر الواحد والقیاس انتہے
علماء حنفیہ نے اس نظر کے دو جواب دیئے ہیں اول یہ کہ اس آیت میں دو امر مامور بہ ہیں

استماع و انصات اول جہریہ میں دوسرا سریہ میں پس معنی آیت کے یہ ہیں جب قرآن پڑہا جاوے
پس اگر جہر کیا جاوے ساتھ اُس کے تو سنو اُس کو اور اگر اسرار کیا جاوے ساتھ اُس کے
پس خاموش رہو اس جواب کو بہت علماء حنفیہ نے کتب فقہیہ میں اختیار کیا ہے۔ میں
کہتا ہوں کہ یہ جواب فاسد بلکہ باطل ہے کیونکہ یہ تفسیر آیۃ کے محض بالرای ہے نہ لغت عرب اس کی مساعدت
کرتا ہے نہ کوئی آیت نہ حدیث مرفوع نہ آثار صحابہ نہ اقوال تابعین و تبع تابعین یہ تفسیر نہیں
ہے بلکہ تحریف ہے فاستمعوا لہ کے ساتھ جہر کی قید اور انصتوا کے ساتھ سریہ کی
قید کس دلیل سے لگائی گئی اور تقیید اطلاق بغیر دلیل کے تشریع من عند نفسہ ہے اور اس کا
انجام ہر مومن عاقل پر روشن ہے مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم اس جواب کے
فساد پر آگاہ ہو گئے اور اظہار حق کی حق تعالیٰ نے اسجگہ اُن کو توفیق دی عبارت اُن کی امام الکلام
میں یہ ہے وفیہ نظر دہو ان الامر باستماع القرآن والسکوت لیس امرا تعبدیا غیر معلل کما ہو ظاہر
بل ہو حکم معلل باجماع القائسین والمعللین کوجوب السکوت عند الخطبۃ والقراءۃ خارج الصلوۃ
ونحو ذلک ولا نظہر لہ علۃ ولو بعد التامل الا کون القرآن منزلا للتدبر والتامل وہو لا یحصل
بدون الاستماع والانصات ومن المعلوم ان ہذا خاص بالجہریۃ التی یقرء فیہا الامام جہرا فیلزم
علی المقتدین التدبر فیجب علیہم الانصات واما فی السریۃ فالامام لا یقرء الا سرا بحیث لا یقرع
صماخ المقتدین فلا یمکن ان یحصل التدبر لہم فیہا وان کانوا منصتین فلا یظہر لوجوب السکوت
علیہم فیہا وجہ معتد بہ والقول بان وجوب السکوت فی السریۃ امر تعبدی غیر معقول مطالب
بالدلیل المعقول علی ان کثیرا من اصحابنا وغیرہم اخذ والعموم الآیۃ المذکورۃ وعدم اختصاصہا
بالموارد الماثورۃ حتی فرعوا علیہ کون سماع القرآن مطلقا ولو خارج الصلوۃ فرض عین او کفایۃ
فلو کان المامور بہ فیہا امرین الاستماع والسکوت الاول فی الجہر والثانی فی السر لزم ان یقال
بوجوب سکوت من یقرء القرآن عندہ خارج الصلوۃ سرا کفایۃ او عینا وہو خلاف الاجماع
بلا نزاع انتہے غیث الغمام میں ہے فان قلت التدبر والاستماع وان لم یوجد ہہنا لکن السکوت
واجب احتراما واکراما لقراءۃ الامام قلت مثل ہذا الاحترام لا یوجد لہ نظیر فی الشرع فی شیٔ
من الاحکام فالقول بہ من ہوسات الاوہام انتہے دوم یہ کہ اس آیت سے صرف ایک جزء
دعوی پر استدلال مقصود ہے یعنی یہ کہ قراءۃ خلف الامام جہریہ میں حرام ہے اور سریہ میں
قراءۃ خلف الامام کا حرام ہونا دیگر دلائل اخبار و آثار سے ثابت ہے نہ آیت سے اور

مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے اِس جواب کی نسبت امام الکلام میں لکھا ہے وہو اولاہما
عندی - میں کہتا ہوں کہ یہ جواب عامہ کتب حنفیہ میں نہیں پایا جاتا ہے اور بر تقدیر وجود کے
اِس کا جواب وہی ہے جو علماء مالکیہ کو دیا گیا اگر کہا جاوے کہ یہ جواب علماء حنفیہ کو نہیں دیا جا سکتا
ہے اس لئے کہ اُن کے نزدیک عام قطعی ہوتا ہے اُس کی تخصیص خبر واحد کے ساتھ جائز نہیں ہے
تو جواب یہ ہے کہ اوّل تو یہ مذہب متاخرین حنفیہ کا ہے اُن کے متقدمین بھی ظنیت کے قائل ہیں
کما ہو مصرح فی المسلم والمغتنم وغیرہما علاوہ اسکے یہ حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے اس کی شہرت یا
تواتر کی دلیل اون احادیث کی شہرت کے ادلہ سے کمزور نہیں ہے جنکو حنفیہ نے مشہور کہا ہے
اور تخصیص عام کتاب خبر مشہور کے ساتھ: باجماع حنفیہ جائز ہے قطع نظر اس
سے ظنیت عام کتاب کی اُن ادلہ سے ثابت ہے جو اصول فقہ میں مذکور ہیں اور اعذار حنفیہ
اُن کے جواب میں محض بارد ہیں پس ان ادلہ سے حجت حنفیہ پر تمام ہوتی ہے پس حنفیہ پر فرض
ہے کہ یا تو ان ادلہ کا جواب معقول دیں یا ظنیت کو تسلیم کریں مولوی عبدالحی صاحب کا اولاہما
کہنا دال اس پر ہے کہ پہلا جواب بھی صحیح ہے مگر یہ غلط بین ہے کیونکہ اُس کا فساد بلکہ بطلان
ابھی ظاہر ہوا اور خود مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے بھی اُس کو تسلیم کر لیا ہے اور ابھی
اُن کا یہ کہنا بل ہو ثابت بدلائل آخر من الاخبار والآثار خطاء صریح ہے کیونکہ اخبار مرفوعہ موصولہ
اس باب میں سب ضعیف ہیں علی ما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ وجہ دوم نظر کی یہ ہے کہ یہ آیت
مخالف و معارض ہے آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن کے سیما علی تصریحات الحنفیۃ اور نسخ احدہما
کا دوسرے کے لئے ثابت نہیں پس یہ دونوں ساقط ہو گئیں اور رجوع الی الحدیث لازم ہوئی
وہذا کما صرح بہ فی التلویح وفتح القدیر وغیرہما احادیث صحیحہ نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ سورہ
فاتحہ امام کے پیچھے بھی ضرور پڑھا کرو کیونکہ بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی ہے اور وہ احادیث جو دلالت
کرتی ہیں عدم قراءۃ خلف الامام پر وہ سب غیر ثابت ہیں مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے
غیث الغمام میں اس نظر کا یہ جواب نقل کیا ہے ویجاب عنہ بان التعارض انما یصار فیہ الی التساقط
اذا لم یکن الجمع بینہما وہہنا الجمع ممکن فاین التساقط انتہے میں کہتا ہوں کہ یہ جواب ساقط ہے
کیونکہ جمع بین الآیتین کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا
محمول کی جاوے ماعدائے فاتحہ پر دوسری یہ کہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن محمول کیجاوے
ماعدائے مقتدی پر اب ہم پوچھتے ہیں کہ دونوں صورتیں جمع کے متساوی ہیں یا احدہما کو دوسری

پر ترجیح ہے اگر دونوں برابر ہیں تو دونوں جمعیں ساقط کیجائے گی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور جب دونوں ساقط ہوئیں فاین الجمع فیصار الی التساقط اور اگر ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے تو کس کو ہے اگر اول کو ہے تو مدعی شافعیہ حاصل ہے اور اگر ثانی کو ہے تو اُسپر کیا دلیل اگر وہی احادیث قرارۃ الامام لہ قراءۃ وغیرہ دلیل ہیں تو وہ ضعاف ہیں کما سیاتی اور اگر کوئی دوسری دلیل ہے فلیبین حتی ینظر فیہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم نے امام الکلام میں ترجیح جمع ثانی کی یہ وجہ نقل کی ہے بل قد یقال ان یخصص تلک الآیۃ بما عدا المقتدی الیسر من تخصیصہ ہذہ الآیۃ بما عدا الفاتحۃ لان تلک الآیۃ عام خص منہ البعض عند الکل او الجمہور وہو المدرک فی الرکوع وہذہ الآیۃ لم یقع التخصیص فیہا فابداء تخصیصہ مرفوع انتہے اقول یہ وجہ فاسد ہے اِس لئے کہ آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا بھی عام مخصوص منہ البعض ہے نزدیک جمہور حنفیہ بلکہ کل کے اِس لئے کہ عند جمہور الحنفیۃ معنی آیت کے یہ ہیں اور جب پڑہا جاوے قرآن پس سنو تم اگر جہر کیا جاوے ساتھ اُسکے اور خاموش رہو تم اگر اسرار کیا جاوے ساتھ اس کے اور یہ آیت بدیں معنی شامل ہے چند صور کو کہ اُن میں بالاجماع انصات واجب نہیں ہے ایک یہ کہ ایک شخص خارج صلوٰۃ سے سرا قرآن شریف پڑہ رہا ہے اور دوسرا شخص اُس کے پاس بیٹھا ہے دوسری یہ کہ ایک ......منفرد نماز میں سرا قرآن شریف پڑہ رہا ہے اور دوسرا شخص اُس کے پاس بیٹھا ہے تیسری یہ کہ دو شخص نفل پڑہ رہے ہیں اور اُس میں قرآن شریف سرا پڑہ رہے ہیں چوتھی یہ کہ ایک شخص فرض نماز سریہ پڑہ رہا ہے اور دوسرا شخص اُس کے پاس بیٹھا ہوا سرا قرآن شریف پڑہ رہا ہے وغیرہا من الصور آیت مذکورہ اِن سب صور کو شامل ہے اور اِن میں بالاجماع انصات واجب نہیں پس معلوم ہوا کہ یہ سب صور حکم آیت سے خارج ہیں اس لئے یہ آیت بھی عام مخصوص منہ البعض ہوئی فلا فارق بینہما فلا وجہ للایسریۃ علاوہ اسکے آیتہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن میں ایک بار تخصیص واقع ہونے سے ایسریۃ تخصیص کی کیوں ہوگئی کیا اس وجہ سے کہ یہ آیت اِس تخصیص کیوجہ سے قطعیت سے نکل کر ظنی ہوگئی مگر یہ وجہ عند الحنفیۃ باطل ہے کیونکہ حنفیہ فرضیۃ قراءۃ کی اس ہی آیت سے ثابت کرتے ہیں اور فرض دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا ہے علاوہ اس کے ظنی وہ عام ہوتا ہے جو مخصوص ہو مخصص اصطلاحی کے ساتھ اور مخصص اصطلاحی کلام مستقل ہے کہ متصل ہو مخصوص منہ کے

ساتھ اور ما نحن فیہ میں یہ بات غیر محقق ہے غیث الغمام میں ہے ویدفع بان الظنی
انما ہو العام المخصوص بالمخصص او الاصطلاحی وھو ان یکون کلاما مستقلا متصلا بالمخصوص
منہ لا مطلق العام الذی خص منہ البعض لاسیما اذا کان بدلیل متصل انتہی اور اگر کوئی اور وجہ
ہے تو بیان کیجاوے تاکہ اُس میں نظر کیجاوے۔ وجہ سیوم نظر کی یہ ہے کہ اس آیت کے مخالف
ہیں وہ احادیث جو فرضیت قراۃ فاتحہ پر دلالت کرتی ہیں پس واجب ہے ہر ایک پر عمل کرنا اس
طرح پر کہ یا تو آیت کو غیر فاتحہ کے ساتھ خاص کیا جاوے یا احادیث کو غیر مقتدی کے ساتھ
شق ثانی پر کوئی دلیل قابل اعتماد نہیں اس لئے کہ اس کے ادلہ وہی احادیث من کان لہ امام
وغیرہ ہیں اور وہ ضعیف ہیں علاوہ اسکے اُن میں بھی عموم ہے بالنسبتہ الی الفاتحہ وغیر الفاتحہ
کے اور اُن میں تصریح نہیں ہے نہی قراءۃ فاتحہ کی پس ممکن ہے حمل اُن کا ماعدائے فاتحہ
پر پس اس وقت میں وہ شق ثانی کی دلیل نرہینگی بخلاف شق اول کے کہ اس پر وہ احادیث
دلالۃ کرتی ہیں جن میں احتمال عموم نہیں ہے بلکہ جزئیہ اون میں مصرح ہے کہ امام کے پیچھے سوائے
سورہ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھو اور یہ احادیث بہت طرق سے آئی ہیں اور بعض طرق کی ایک
جماعت نقاد نے تحسین و تصحیح کی ہے اس مقام پر بھی مولوی عبد الحی صاحب مرحوم
نے اللہ تعالیٰ اُن کو جزاء خیر دے حق کو ظاہر کر دیا ہے عبارت اُن کی امام الکلام میں یہ ہے
وبعد اللتیا واللتی الذی یظہر بالنظر الدقیق ویقبلہ اصحاب التحقیق ہو ان الاحادیث التی استدل بہا
اصحابنا لیس فیہا حدیث یدل علی النہی عن قراءۃ الفاتحہ خلف الامام خصوصا حتی یعارض
بہ الاحادیث الواردۃ فی قراتہا خلف الامام خصوصا فیدفع ذلک بالجمع او الترجیح او التساقط
او النسخ بل ہی متنوعۃ الی انواع ثلثۃ فمنہا ما یدل علی وجوب الانصات عند القراءۃ کالحدیث
الاول وہو وان کان بظاہر لفظہ وعمومہ یدل علی الانصات مطلقا لکن النظر الدقیق یحکم بانہ یمنع
من القراءۃ مع قراءۃ الامام فی الجہریۃ بحیث یخل بالاستماع والتدبر ولا یدل علی وجوبہ فی الجہر
اثناء السکتات ولا علی وجوبہ فی السر وکذا الآیۃ القرآنیہ وکذلک الحدیث الثانی والثالث
والرابع والاثبات وجوب السکوت مطلقا من ہذہ الاحادیث وکذا من الآیۃ وان قال بہ جمع
من اصحابنا عند التنازع لکنہ لا یخلو عن تکلف وتعسف ومنہا ما یدل بظاہرہ علی النہی عن مطلق
القراءۃ کالحدیث الخامس والسادس والسابع والتاسع والعاشر والثانی عشر لکنہا مما خدش
فی ثبوتہا بل ببطلان بعضہا فلا یصح الاحتجاج بہا مع امکان حملہا علی ما عدا الفاتحہ او الجہر بہا

او قراتہا عند القرارۃ ومنہا مایدل علی کفایتہ قراءۃ الامام للمقتدی وانہ لولم یقرا المقتدی صحت صلاتہ
بقراءۃ امام کالحدیث الثامن والحادی عشر والثالث عشر فیمکن ان یعارض ناصح منہ باطلاقہ
الاحادیث الواردۃ فی ایجاب قراءۃ الفاتحہ خلف الامام بعمومہا او خصوصہا ویختار طریق الجمع بینہا دلالۃ
ولالۃ لہا علی وجوب السکوت مطلقا بل ولا مقیدا ولا علی کراہتہ القراءۃ او الحرمتہ وان قال بہ
جمع من الحنفیۃ انتہے وجہ چہارم نظر کی یہ ہے کہ استدلال اِس آیت کے ساتھ بنظر عموم لفظ
کے ہے یا بنظر خصوص مورد کے برتقدیر اول لازم آتا ہے کہ ان سب صورمیں جن میں بالاجماع
انصات واجب نہیں ہے واجب ہوجاوے والثانی باطل بالاجماع فالمقدم مثلہ اگر کہا جاوے
کہ اجماع مخصص آیت کا ہے پس یہ صور حکم آیت سے خارج ہیں تو کہا جائے گا کہ محتمل ہے کہ ان
مجمعین کا اجماع اس وجہ سے ہو کہ اُنہوں نے اِس عموم کو باطل سمجھا ہو اور کوئی دوسری دلیل
وجوب انصات پر نہ پائی ہو نہ اِس وجہ سے کہ کوئی مخصص اس عموم کا اُن کو مل گیا ہے۔
اُس وقت یہ آیت ظنی ہوجائے گی پس تخصیص اِس کی ساتھ حدیث عبادۃ وغیرہ کے جس میں
بالخصوص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا صلوۃ جہریہ میں امر ہے جائز ہوجائے گی جیسا
کہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں آیتہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی نسبت لکھا ہے کہ پہلے اس کی
تخصیص اجماع کے ساتھ ہوئی اُس کے بعد ساتھ حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام کے اگر
کہا جاوے کہ عام الکتاب تخصیص سے ظنی جب ہوجاتا ہے کہ مخصص اُس کا اصطلاحی ہو یعنی
کلام مستقل متصل بالمخصوص منہ اور یہاں یہ محقق نہیں ہے تو کہا جائے گا کہ بعینہ یہی حال آیت
فاقرؤا ما تیسر من القرآن کا ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا علاوہ اِس کے مالکیہ وشافعیہ وحنابلہ ومتقدمین
حنفیہ کے نزدیک تخصیص قطعی کی خبر احاد کے ساتھ جائز ہے پس حدیث عبادہ وغیرہ اِس آیت
کی مخصص واقع ہوگئیں ہیں اور اگر بنظر خصوص مورد کے ہے تو اول تو شان نزول میں اِس کے
اختلاف کثیر ہے اور کوئی روایت اس میں صحیح نہیں وعلی تقدیر تسلیم صحتہا کل احاد ہیں پس
سب ظنی ہوئیں اور مفروض یہ ہے کہ آیت دلیل ہے بنظر خصوص مورد کے پس اسوقت
دلیل مرکب ہوئی قطعی وظنی سے کیونکہ آیت قطعی ہے اور شان نزول ظنی والمرکب من القطعی
والظنی یکون ظنیا اور تخصیص ظنی کی خبر احاد کے ساتھ بالاتفاق جائز ہے پس اِس آیت کی مخصص
حدیث عبادہ وغیرہ ہوجائے گی وجہ پنجم نظر کی یہ ہے کہ آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ و
انصتوا آیا ناسخ آیتہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن کا ہے یا نہیں اور برتقدیر ثانی آیا یہ دونوں آیتیں

باہم متعارض ہیں یا نہیں اگر اولی ثانیہ کا ناسخ نہیں ہے اور نہ دونوں آیتیں باہم متعارض ہیں تو آیت فاقرؤا ماتیسر من القرآن سالم رہی معارضہ و نسخ سے پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے مدلول پر عمل نکیا جاوے یعنی قراءۃ مقتدی کو کیوں نہ فرض کہا جاوے اگر کہا جاوے کہ حدیث من کان لہ امام آیت کی مخصص ہے تو جواب یہ ہے کہ اول تو حدیث ضعیف ہے علاوہ اس کے موافق اصول حنفیہ کے خبر احاد مخصص قطعی کی نہیں ہو سکتی ہے اگر کہا جاوے کہ پہلے اسکی تخصیص اجماع سے ہو چکی ہے اس لئے ظنی ہو گئی تو جواب یہ ہے کہ اسوقت استدلال آیت سے فرضیت قراءۃ درست نہوگا ماعدا اس کے قطعی تخصیص سے ظنی جب ہوتا ہے کہ مخصص اُس کا اصطلاحی ہو کما مر اور یہاں وہ مفقود ہے علاوہ اس کے اجماع غیر مسلم ہے اور اگر اولی ثانیہ کا ناسخ نہیں ہے اور دونوں آیتیں باہم متعارض ہیں کما فی التلویح تو کیوں نہیں موافق اصول کے حدیث صحیح عبادہ وغیرہ کی طرف رجوع کی جاتی ہے اگر کہا جاوے کہ ہم نے رجوع کی ہے طرف حدیث من کان لہ امام کے تو جواب یہ ہے کہ حدیث عبادہ کی تحسین و تصحیح نقادوں نے کی ہے بخلاف حدیث من کان لہ امام کے کہ اُس کی ایک محدث نے بھی تحسین یا تصحیح نہیں کی اس لئے حدیث عبادہ کی طرف رجوع کرنا راجح ہے اور حدیث من کان لہ امام کیطرف رجوع کرنا ترجیح مرجوح ہے علاوہ اس کے حدیث عبادہ میں بالخصوص مقتدی کو امر فاتحہ کا ہے اور حدیث من کان لہ امام عام ہے پس حدیث عبادہ حدیث من کان لہ امام کی بھی مخصص ہو سکتی ہے جزء القراءۃ میں ہے وذکر عن عبادۃ بن الصامت وعبد اللہ بن عمرو صلی النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلاۃ الفجر فقرء رجل خلفہ فقال لا یقرأن احدکم والامام یقرأ الا بام القرآن فلو ثبت الخبران کلاہما لکان ہذا مستثنے من الاول بقولہ لا یقرأن الا بام الکتاب وقولہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ جملۃ وقولہ الا بام القرآن مستثنے من الجملۃ انتہے پس اگر حدیث من کان لہ امام کی طرف رجوع کیجاوے تو بھی حدیث عبادہ کیطرف رجوع لازم آئے گی پس اس کی کیا ضرورت ہے پہلے ہی سے حدیث عبادہ کی طرف رجوع کرنا مناسب ہے اور شق اول اس لئے باطل ہے کہ نسخ یہاں ثابت نہیں خصوصاً علماء حنفیہ کے موافق کما تقدم فتذکر

وجہ ششم نظر کی یہ ہے کہ توفیق بین الآیتین اس طرح ہو سکتی ہے کہ فاقرؤا ماتیسر من القران نماز کے بارے میں ہو کما صرح بہ الحنفیۃ وغیرہم اور آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا نماز کے بارے میں نہو بلکہ مخاطب اس کے ساتھ کفار ہوں جیسا کہ سیاق و سباق دلالت کرتا

ہے وقد بینا لا امام الرازی ببیان شاف چونکہ امام رازی کے کلام کا رد مولوی عبدالحی صاحب
مرحوم نے کیا ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کلام امام صاحب کا نقل کیا جاوے
اُس کے بعد مولوی عبدالحی صاحب کے کلام کا کشف حقیقت کیا جاوے قال الرازی فی التفسیر
وفی الآیۃ قول خامس وہو انہ خطاب مع الکفار فی ابتداء التبلیغ ولیس خطابا مع المسلمین وہذا
قول حسن مناسب وتقریرہ ان اللہ حکی قبل ہذہ الآیۃ بان اقواما من الکفار یطلبون آیات مخصوصۃ
ومعجزات مخصوصۃ فاذا کان الرسول لا یاتیہا قالوا لولا اجتبیتہا فامر اللہ رسولہ ان یقول
جوابا من کلامہم انہ لیس لی ان اقترح علی ربی ولیس لی الا ان انتظر الوحی ثم بین اللہ ان النبی
انما ترک الاتیان بتلک المعجزات التی اقترحوہا فی صحۃ النبوۃ لان القران معجزۃ تامۃ کافیۃ
فی اثبات النبوۃ وعبر اللہ ہذا المعنی بقولہ ہذا بصائر من ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ولو
قلنا ان اللہ تعالی قولہ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ المراد منہ قرأۃ الماموم خلف الامام لم یحصل بین ہذہ الآیۃ
وبین ما قبلہا تعلق بوجہ من الوجوہ وانقطع النظم وحصل فساد الترکیب وذلک لا یلیق بشان اللہ
فوجب ان یکون المراد منہ شیئا آخر سوے ہذا الوجہ وتقریرہ انہ لما ادعی کون القرآن بصائر
وہدی ورحمۃ من حیث انہ معجزۃ دالۃ علی صدق النبی وکونہ کذلک لا یظہر الا بشرط مخصوص
وہو ان النبی علیہ السلام اذا قرأ القرآن علی اولئک الکفار استمعوا لہ وانصتوا حتے یقفوا
علی فصاحتہ ویحیطوا بما فیہ من العلوم الکثیرۃ فح یظہر لہم صدق قولہ فی صفۃ القرآن انہ بصائر
وہدی ورحمۃ فثبت انا اذا حملنا الآیۃ علی ہذا الوجہ استقام النظم وحصل الترتیب الحسن المفید
ولو حملنا الآیۃ علی منع الماموم من القراءۃ خلف الامام فسد النظم واختل الترتیب ومما یقوی
ان حمل الآیۃ علی ما ذکرنا اولی من وجوہ الاول انہ تعالی حکی عن الکفار انہم قالوا اسمعوا لہذا
القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون فلما حکی ذلک عنہم ناسب ان یامرہم بالاستماع والسکوت
حتے یمکنہم الوقوف علی ما فی القرآن من الوجوہ الکثیرۃ البالغۃ الی حد الاعجاز والوجہ الثانی
انہ قال قبل ہذہ الآیۃ ہذا بصائر من ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یؤمنون فحکم بکون ہذا القرآن
رحمۃ للمؤمنین علی سبیل القطع والجزم ثم قال فاذا قری القرآن الخ ولو کان المخاطبون
بقولہ فاستمعوا لہ وانصتوا ہم المومنون لما قال لعلکم ترحمون لانہ جزم قبل ہذہ الآیۃ بکون
القرآن رحمۃ للمومنین قطعا فکیف یقول بعدہ من غیر فصل لعلہ یکون القرآن رحمۃ للمومنین
اما اذا قلنا ان المخاطبین بہم الکفرون صح قولہ لعلکم ترحمون انتہے ملخصا قال المولوی

عبد الحی المرحوم فی امام الکلام ویقرب فی الرکاکۃ القول التاسع الذی اختارہ الفخر الرازی و
جعلہ احسن الوجوہ من ان الخطاب فی الآیۃ للکفار لا للمسلمین وذلک لانہ وان کان فی الظاہر
تاویلا لطیفا لکنہ لیس بمنقول عن ائمۃ المسلمین والارتباط لہذہ الآیۃ بما قبلہا لا یتوقف علی جعل الخطاب
فیہ للکفار بل ہو حاصل عند کونہ خطابا للمسلمین ایضا فانہ تعالی قال واذا لم تاتہم بآیۃ
قالوا لولا اجتبیتہا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ہذا بصائر من ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یومنون
واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون فذکر ان اقواما من الکفار یقترحون آیات
مخصوصۃ فعلم نبیہ الجواب عنہ بان یقول انما اتبع ما یوحی الی من ربی ولا اقترح آیۃ زائدۃ علی
صدقی لکون ما یوحی الی کافیا لمن تفطن فی تصدیقی وما انطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ثم
اراد تعالی ان یذکر عظمۃ ما یوحی قدرا وفخامۃ سرا فذکر ان ہذا ای ما یوحی من القرآن بصائر
للناس ان تاملوا فیہ وہدی ورحمۃ لقوم یومنون فمن آمن صار القرآن لہ رحمۃ وہدایۃ و
بصیرۃ وانتم ایہا الکفار صم بکم عمی لا ترجعون ولا تؤمنون فکیف یکون ہدایۃ ورحمۃ لکم ویحصل
الانتفاع لکم فان آمنتم صار لکم ہدایۃ ورحمۃ ثم لما کان کون القرآن بصیرۃ وہدی لا یحصل الا بالتامل
فی اسرارہ والتعمق فی استتارہ وذا قد یکون بان یقرء المرء نفسہ القرآن ویتامل ما فیہ من المعانی
ویتدبر حسن البیان وقد یکون بان یسمع قراءۃ الغیر ویتدبرہ وینصت لہ ویتوجہ الیہ وکان حصول
البصیرۃ بالقراءۃ مع التدبر ظاہرا ذکر تعالی النوع الآخر وحکم المؤمنین بانہ اذا قری القرآن
بحضرتکم فاستمعوا لہ وانصتوا لتحصل لکم البصیرۃ والہدی بالتدبر فی معانیہ العلی فانکم ان لا تستمعوا
ولم تنصتوا فات منکم التدبر والتفکر فلا یحصل البصیرۃ والہدایۃ فہذا یوضح لک ان الآیۃ المذکورۃ
مرتبطۃ بما قبلہا ارتباطا نفیسا علی تقدیر جعل الخطاب للمسلمین ایضا وبہ وضح ما فی کلام الفخر الذی
نقلناہ سابقا لتائید ہذا الوجہ المذکور آنفا اما قولہ قلنا ان قولہ تعالی فاستمعوا لہ المراد منہ
قراءۃ المأموم خلف الامام لم یحصل الخ ففیہ انہ علی تقدیر حملہ علیہ لا ینقطع النظم ولا یفسد الترتیب
بل یوجد ارتباطہ بما قبلہ بوجہ لطیف وقولہ فوجب الخ تفریع علی ما ظن من فساد النظم والمتفرع
علیہ باطل فالمتفرع بطلانہ حتم وقولہ فسد النظم الخ ایضا فاسد لوجود المناسبۃ التامۃ علی ہذا
التقدیر ایضا واما قولہ فی اولویۃ الوجہ الذی اختارہ فلما حکی عنہم ذلک ناسب الخ غیر مناسب
لانہ لما حکی عنہم ذلک امر نبیہ بجوابہ وتم الکلام معہم ثم لما ذکر ان القرآن بصائر وہدی ورحمۃ للمومنین
ناسب ان یامرہم بالسکوت واستماعہ لیتدبروا ما فیہ ویحیطوا بمعانیہ فیکون لہم بصیرۃ وہدایۃ

واما قوله الوجه الثانی الخ فعجیب منہ جدا فقد صرح جمع من الثقات ومنہم الفخر ایضا ان لعل فی کلام اللہ تعالیٰ لا یکون للترجی
بل یکون علی سبیل الجزم فلا ینافی ایراد لعلکم ترحمون قوله ورحمة لقوم یؤمنون بل لما ذکر سابقا انہ رحمة للمؤمنین
ذکرہا ہہنا ہدی الیہ عند سماع القرآن وہو استماعہ والانصات لہ لیحصل لہم رحمة بالیقین انتہی ثم ذکر عبارة الاتقان ببیان معنی
لعل قال فیمکن ان یکون لعل الواقع فی الآیة التی نحن فیہا بمعنی کی لا للترجی او للتعلیل او للترجی لا بالنسبة الیہ تعالیٰ بل بالنسبة
الیہم فافہمہ فانہ من سوانح الوقت انتہی اقول بحول اللہ وقوته قوله لکنہ لیس بمنقول عن آئمة المسلمین **اقول** لا یخفاک
ان الاقوال فی تفسیر الآیة المذکورة تسعة کما ذکرہ المولوی عبد الحی المرحوم فی امام الکلام حیث قال فی صہ۸۱ فہذه
الآثار تشہد انہم اختلفوا فی سبب نزول الآیة علی اقوال احدہا انہا نزلت فی سماع الخطبة وثانیہا انہا نزلت
فی القراءة خلف الامام فی الصلوة وثالثہا انہا نزلت نسخا للتکلم فی الصلوة ورابعہا انہا نزلت فی الاذکار خلف الامام
عند آیات الترغیب والترہیب وخامسہا انہا عامة لکل سامع القرآن سواء کان فی الصلوة او فی الخطبة وسادسہا
انہا نزلت فی القراءة فی الصلوة والخطبة جمیعا انتہی وقال فی صہ۸۶ فظہر من ہذه العبارات ونظائرہا اقوال اخر فی
تفسیر الآیة المذکورة وتاویلہا سوی اقوال الستة التی ذکرناہا فسابعہا انہا نزلت فی قراءة النبی صلعم القرآن عند نزوله وثامنہا
ان معنی فاستمعوا له لعل بما فیہ لا اسماعه وتاسعہا ان الخطاب فی ہذه الآیة للکفار لا للمسلمین انتہی وزائف الاقوال کلہا الا
القول الثانی فانہ رجحہ حیث قال فی صہ۸۷ فاذن ظہر حق الظہور ان ارجح تفاسیر الآیة ومورد نزولہا ہو القول الثانی
ای انہا نزلت فی القراءة خلف الامام واما غیرہا من الاقوال فمنہا ما ہی مردودة قطعا لا تجد سندا ومستندا ومنہا ما ہی
مخدوشة ومنہا ما ہی غیر منافیہ وہذا القول ترجیحہ بوجوہ احدہا انہ لا تعارضہ الآثار والاخبار ولیست فیہ خدشة
ومناقضة عند اولی الابصار وثانیہا انہ منقول عن الائمة الثقات من غیر معارضات وثالثہا انہ قول جمہور الصحابة
حتی ادعی بعضہم الاجماع علی ذلک کما اخرجہ البیہقی عن احمد انہ قال اجمع الناس علی ان ہذه الآیة نزلت فی
الصلوة وقال ابن عبد البر فی الاستذکار ہذا عند اہل العلم عند سماع القرآن فی الصلوة لا یختلفون ان ہذا الخطاب
نزل فی ہذا المعنی دون غیرہ انتہی اقول القول الثانی ایضا مخدوش فان الروایات الواردة فیہ کلہا غیر ثابتة اولہا
عن ابی ہریرة فی ہذه الآیة نزلت فی رفع الاصوات وہم خلف رسول اللہ صلعم فی الصلوة اخرجہ ابن جریر
وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ والبیہقی فی کتاب القراءة وابن عساکر وسندہا فی تفسیر ابن جریر ہکذا
حدثنی العباس بن الولید قال اخبرنی ابی قال سمعت الاوزاعی قال ثنا عبد اللہ بن عامر قال ثنی زید بن اسلم عن ابیہ
عن ابی ہریرة عن ہذه الآیة واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا قال نزلت فی رفع الاصوات وہم خلف
رسول اللہ صلعم فی الصلوة انتہی قال الزیلعی اخرجہ الدارقطنی فی سننہ قال وعبد اللہ بن عامر ضعیف انتہی۔
قال الذہبی فی المیزان عبد اللہ بن عامر الاسلمی المدنی عن نافع والزہری ضعفہ النسائی والدارقطنی وقال
یحیی لیس بشیء وقال البخاری یتکلمون فی حفظه وسئل عنہ ابن المدینی فقال ذلک عندنا ضعیف مقل قال ابن
سوا کثیر الحدیث قاری القرآن یستضعف انتہی ملخصا قال الحافظ ابن حجر فی التقریب عبد اللہ بن عامر الاسلمی
ابو عامر المدنی ضعیف انتہی قال الذہبی فی الکاشف عبد اللہ بن عامر الاسلمی القاری عن الاعرج والزہری
وعنہ ابن وہب وابو نعیم ضعف انتہی وقال فی الخلاصة عبد اللہ بن عامر الاسلمی ابو عامر المدنی القاری احد الضعفاء
عن الاعرج ونافع والزہری وعنہ الاوزاعی وابن ابی ذئب وانس بن عیاض انتہی وثانیہا عن ابن عباس قوله
واذا قرئ القرآن فاستمعوا له یعنی فی الصلوة المفروضة اخرجہ ابن جریر وابن المنذر والبیہقی فی کتاب القراءة
فیہ ان من یحتج بہذه الروایة لا بد له من توثیق رواتہا کلہم واثبات الاتصال بینہم ودونہ خرط القتاد وعلی انہ لیس
فی ہذه الروایة لفظ نزلت وما یحذو حذوہا حتی یحکم علی ہذا الحدیث بالمرفوعیة فیحتمل ان یکون ہذا القول باجتہاد ابن
عباس رض ولیس من الحجة فی شیء وثالثہا عن ابن عباس قال صلی النبی صلعم فقرأ قوم خلفہ فخلطوا علیہ فنزلت
ہذا فی المکتوبة اخرجہ ابن مردویہ والبیہقی فی القراءة وابن جہیر ولفظہ ہکذا حدثنی المثنی قال ثنا سوید قال
اخبرنا ابن المبارک عن لہیعة عن ابن ہبیرة عن ابن عباس انہ کان یقول فی ہذه واذکر ربک فی نفسک
تضرعا وخیفة ہذا فی المکتوبة واما ما کان من قصص او قراءة بعد ذلک فانما ہی نافلة ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قرأ في صلاة مكتوبة وقرأ اصحابه وراءه فخلطوا عليه قال فنزل القرآن واذا قرئ القرآ
فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون فهذا في المكتوبة انتهى فيه ابن لهيعة بن عقبة احد رواتها مستور
كذا في التقريب على ان في سندها المثنى وسويد والمسمون بهذين الاسمين عدة رجال بعضهم ثقة
وبعضهم ضعيف فلا بد لمن يحتج بها تعيينهما وتوثيقهما الا ترى الى سويد بن سعيد ابي محمد الهروي قال الذهبي
في ترجمته في الميزان كثير التدليس وروى الترمذي عن البخاري انه ضعيف جدا واما ابن معين
فكذبه واسبه وروى ابن الجوزي عن احمد قال متروك الحديث انتهى والى سويد بن سعيد
الدقاق قال الذهبي لايكاد يعرف روى عن علي بن عاصم خبرا منكرا قاله ابن الجوزي انتهى وقال
الحافظ في التقريب سويد بن سعيد آخر يقال له الطحان ليس بالحديث انتهى والى سويد بن عبد العزيز
الدمشقي قال الذهبي ليس حديثه بشئ وقال خ في بعض حديثه نظر وقال احمد وغيره ضعيف
وعن احمد ايضا متروك قلت لا ولا كرامة بل هو واه جدا قال النسائي ليس بثقة وقال ابوحاتم
لين انتهى ملخصا على ان هذا الحديث رواه البخاري في جزء القراءة من حديث عبد الله بن مسعود
وليس فيه فنزل القرآن ولفظه هكذا عن عبد الله قال قال النبي صلعم لقوم كانوا يقرؤن القرآن
فيجهرون به خلطتم على القرآن وهكذا اخرجه الطحاوي وحديث ابن عباس فيه نقيض مطلوب الحنفية
فانه يدل على ان آية واذكر ربك في نفسك في المكتوبة كما ان آية واذا قرئ القرآن فيها فعلم
منه ان المؤتم لا بد له من القراءة خلف الامام في نفسه وهذا مضاد لما قاله الحنفية وحديث ابن مسعود
ايضا فيه ما يخالف الحنفية فانه دال على ان النبي صلعم انما انكر على الذين يجهرون خلف الامام لا على
مطلق القارئين رابعها عن محمد بن كعب القرظي قال كان رسول الله صلعم اذا قرأ في الصلوة اجابه
من وراءه اذا قال بسم الله الرحمن الرحيم قالوا مثل ذلك حتى تنقضي الفاتحة والسورة فلبث ما شاء
الله ان يلبث ثم نزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له فقرأ وانصتوا اخرجه سعيد بن منصور وابن ابي
حاتم والبيهقي في القراءة وقد تقدم ما فيه من ان محمد بن كعب القرظي من الطبقة الوسطى من التابعين
فكان هذا الحديث مرسلا وهو ليس من الحجة في شئ على انه لا بد لمن يحتج به من توثيق رجاله واثبات
اتصال السند وخامسها عن مجاهد قال قرء رجل خلف النبي صلعم في الصلوة فانزلت واذا قرئ
القرآن فاستمعوا له اخرجه عبد بن حميد وابن ابي حاتم والبيهقي فيه ايضا من الكلام مثل ما في
حديث محمد بن كعب وسادسها عن عبد الله بن مغفل انه سئل اكل من سمع القرآن وجب
الاستماع قال لا انما انزلت هذه الآية فاستمعوا له وانصتوا في قراءة الامام اذا قرء الامام

فاستمع وانصت اخرجه ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویه والبیهقی فی القراءة قال الزیلعی فی
نصب الرایة اخرجه ابن مردویه فی تفسیره عن موسی بن عبد الرحمن المسروقی ثنا ابو اسامة عن
سفیان عن ابی المقدام هشام بن زیاد عن معاویة بن قرة قال سالت بعض اشیاخنا من اصحاب
رسول الله صلعم قال المسروقی احسبه قال عبد الله بن مغفل الحدیث فیه ان فی سنده هشام بن زیاد
وهو متروک قاله الحافظ فی التقریب قال الذهبی فی المیزان ضعفه احمد وغیره قال النسائی متروک
وقال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات وقال ابو داود کان غیر ثقة وقال البخاری
یتکلمون فیه انتهی علی ان سائر رواتها لابد لمن یحتج بها ان یوثقهم ویثبت اتصال السند وسابعها
عن ابن مسعود انه صلی باصحابه فسمع ناسا یقرؤن خلفه فلما انصرف قال اما آن لکم ان تفهموا
ان تعقلوا واذا قری القرآن فاستمعوا له اخرجه عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ
والبیهقی سندها فی تفسیر جریر هکذا حدثنا ابو کریب قال ثنا المحاربی عن داود بن ابی هند عن
بشیر بن جابر قال صلی ابن مسعود الحدیث فی سنده المحاربی وهو مدلس منکر الحدیث قال الذ
هبی فی المیزان قال ابن معین یروی المناکیر عن المجهولین وقال ابو حاتم صدوق یروی عن
مجهولین احادیث منکرة فیفسد حدیثه بذلک وقال عبد الله بن احمد بن حنبل عن ابیه ان
المحاربی کان یدلس انتهی قال الحافظ فی مقدمة الفتح یروی عن المجهولین احادیث منکرة
فیفسد حدیثه وقال عثمان الدارمی لیس بذاک وقال عبد الله بن احمد عن ابیه بلغنا انه کان
یدلس وقال الناجی صدوق یهم انتهی وفیه داود بن ابی هند وکان یهم باخرة کذا فی التقریب
وسائر رواتها لابد لمن یحتج بها ان یعینهم ویوثقهم ویثبت اتصال السند وثامنها عن الزهری قال
نزلت هذه الآیة فی فتی من الانصار کان رسول الله صلعم کلما قرا شیئا قرا فنزلت واذا قری
القرآن فاستمعوا له اخرجه ابن جریر والبیهقی فی القراءة وسنده فی تفسیر ابن جریر هکذا حدثنی
ابو السائب قال ثنا حفص عن اشعث عن الزهری فیه ان الزهری من الطبقة الرابعة حدیثه
مرسل فلا یحتج به علی ان من یحتج به لابد له من توثیق الرواة کلهم واثبات اتصال السند وتاسعها
عن ابی العالیه ان النبی صلعم کان اذا صلی باصحابه فقرا قرا اصحابه فنزلت هذه الآیة فسکت
القوم وقرا النبی صلعم اخرجه عبد بن حمید وابو الشیخ والبیهقی فی القراءة فیه ان ابا العالیه من
التابعین حدیثه مرسل فلا یحتج به علی ان من یحتج به فلابد له من بیان سنده وتوثیق رجاله
واتصال السند وعاشرها عن ابراهیم قال کان النبی صلعم یقرا فنزلت واذا قری القرآن

الآیۃ اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف فیہ ان ابراہیم ہذا العلہ ہو ابراہیم بن یزید بن قیس
بن الاسود النخعی وہو من صغار التابعین فیکون حدیثہ مرسلا علی ان من یستدل بہ علیہ ان
یبین رواتہا کلہم ویوثقہم ویثبت اتصال السند وحاوی عشرتہا عن ابن عمر قال کانت بنو
اسرائیل اذا قرأت ائمتہم جاوبوہم فکرہ اللہ ذلک لہذہ الامۃ فقال واذا قری القرآن
الآیۃ اخرجہا ابو الشیخ فیہ انہ لابد من بیان سندہا وتوثیق رجالہ واثبات اتصال السند اذا
علمت ہذا فقد عرفت ان الروایات التی تدل علی ان الآیۃ نزلت فی القراءۃ خلف الامام
کلہا مخدوشۃ لا تصلح للاحتجاج والقول بانہ منقول عن الائمۃ الثقات وکذا القول بانہ قول
جمہور الصحابۃ کما ذکرہما المولوی عبد الحی المرحوم ان ارید بہما ان القول بان الآیۃ نزلت فی القراءۃ
خلف الامام منقول عن الائمۃ وہو قول جمہور الصحابۃ ففیہ ان ہذہ الدعوی من غیر بیان اسانید
صحیحۃ او حسنۃ متصلۃ الی الائمۃ وجمہور الصحابۃ لا تقبل عند اہل التحقیق علی انہ لو ثبت ہذا
القول عن الائمۃ باسانید یعتمد علیہا لا یجدی شیئا اذ ان قول غیر الصحابی بانہا نزلت فی
کذا لیس من المرفوع فی شئ واما قول الصحابی بانہا نزلت فی کذا فمرفوع حکما البتۃ لکنہ منسر
داخل فی الروایات وقد عرفت ان الروایات فی ہذا الباب کلہا مخدوشۃ وان ارید بہما ان
القول بان معنی الآیۃ وتاویلہا ان الاستماع والانصات واجب علی المؤتم خلف الامام
من غیر نظر الی نزولہا ففیہ انہ لابد حینئذ ایضا من ذکر اسانید قابلۃ للاحتجاج الی الائمۃ والصحابۃ
ودونہ خرط القتاد علی انہ حینئذ یکون رایا محضا وہو لیس من الحجۃ فی شئ فظہر من ہہنا ان قول
مولوی عبد الحی المرحوم فی تزییف ما اختارہ الفخر الرازی من انہ وان کان فی الظاہر تاویلا
لطیفا لکنہ لیس بمنقول عن ائمۃ المسلمین وکذا قولہ فی ترجیح القول الثانی من انہ لیست
فیہ خدشۃ وانہ منقول عن الائمۃ الثقات وانہ قول جمہور الصحابۃ قول باطل لا یغنی من
الحق شیئا لان الروایات فی شان نزولہا کلہا ضعیفۃ لیست صالحۃ للاحتجاج ومن ثم لم یخرجہا
الشیخان ولا احد من اصحاب السنن ولا احد ممن التزم فی کتابہ الصحۃ کابن خزیمۃ وابن
حبان والحاکم وغیرہم ولا الامام احمد فی مسندہ فترجیح قول من الاقوال من حیث الروایۃ
لا یجوز واما الترجیح من حیث انہ منقول عن الائمۃ وانہ قول جمہور الصحابۃ فقد عرفت بطلانہ
ایضا فلم یبق الا العقل واللغۃ والمحاورۃ والسیاق واستقامۃ النظم وحصول الترتیب
الحسن المفید وما یحذو حذوہا ولا ریب ان شیئا مما ذکر لا یرد ما اختارہ الفخر الرازی فلا شک

انہ قول حسن مناسب قولہ والارتباط لهذه الآية بما قبلها لا يتوقف على جعل الخطاب فيه للكفار
اقول بعد تسليم ان الارتباط لا يتوقف على جعل الخطاب فيه للكفار يقال ان الارتباط الذي يحصل
على تقدير جعل الخطاب للكفار اقوى واحسن من الارتباط الذي يحصل على تقدير جعل الخطاب
للمؤمنين سيما اذا قيل ان المراد منها قراءة الماموم خلف الامام فان ما قبل هذه الآية في هذا
الركوع ضمائر كثيرة للكفار بعضها للغيبة وبعضها للخطاب منها في عما يشركون[1] ومنها في ولا يشركون[2]
ومنها في ان تدعوهم[3] ومنها لا يتبعوكم[4] ومنها في عليكم[5] ومنها في ادعوتموهم[6] ومنها في انتم صامتون[7] ومنها[8]
في تدعون ومنها في امثالكم[9] ومنها فادعوهم[10] ومنها في لكم[11] ومنها في كنتم[12] ومنها في ادعوا[13] ومنها في شركاءكم[14]
ومنها كيدون[15] ومنها في لا تنظرون[16] ومنها في تدعون[17] ومنها في نصركم[18] ومنها في ان تدعوهم[19] ومنها[20]
في اخوانهم ومنها في يمدونهم[21] ومنها في لم تاتهم[22] ومنها قالوا[23] فتلك ثلثة وعشرون ضمائر كلها للكفار غير اربعة
ضمائر في قوله تعالى ان الذين اتقوا اذا مسهم طٰئف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون فالا
ظهر ان يكون ضمائر ربكم و فاستمعوا وانصتوا ايضاً للكفار فيكون الخطاب للكفار واما قراءة الماموم
خلف الامام فليس لها اثر فيما تقدم اصلا فالفيصل لما قال الله تعالى منظهر العظمة ما يوحي هذا بصائر
من ربكم وهدى ورحمة لقوم يومنون والبصيرة لا تحصل الا مع التدبر امر المؤمنين بالاستماع
والانصات اذا قرئ القرآن ليحصل التدبر الذي تتوقف عليه البصيرة وهذا الامر بعمومه واطلاقه
شامل للماموم ايضا فكون القرآن بصيرة للمؤمن كاف لحصول ارتباط هذه الآية بما قبلها اذ
المقصود من هذه الآية الامر للمومنين بالاستماع والانصات وقت قرأة القراءة سواء كان ذلك
المومن ماموما او غيره ولا حاجة الى ذكر قراءة الماموم خلف الامام فيما قبل نعم لو كان المقصود من
الآية امر الماموين بالاستماع والانصات خاصة لكان لذكر الماموم وقرأته خلف الامام او مناسبه
فيما قبل ضرورة لتحصيل الارتباط يقال حينئذ كان الكافي ان يقال واذا قرأتم القرآن فتدبروا
فان المؤمن يمكن له تحصيل البصيرة بالقراءة مع التدبر بخلاف الكافر فانه لا يقرأ القرآن فاذا
عدل الله تعالى عن هذا اللفظ الظاهر الى قوله واذا قرئ كان ذلك دليلا على ان المخاطب
في هذه الآية من لا يقرأ القرآن وهم الكفار والعذر بانه كان حصول البصيرة بالقراءة مع التدبر
ظاهرا ذكر تعالى النوع الآخر كما قاله المولوي عبد الحي المرحوم بارد فان ظهور حصول البصيرة بالقراءة
مع التدبر اولى بان يامر الله تعالى المومنين بالقراءة مع التدبر على ان التعليل بانكم ان لم
تسمعوه ولم تنصتوا فات منكم التدبر والتفكر فلا يحصل البصيرة والهداية الذي هو مقتضى لفظ

لعل الواقع فی التنزیل لایستقیم علی تقدیر الخطاب للمؤمنین لان المومنین لهم ان یقولوا عندنا لحصول البصیرة طریق آخر اظهر واولی من الاستماع والانصات وهی القراءة مع التدبر فای حاجة لنا الی الاستماع والانصات بخلاف ما اذا کان الخطاب للکفار یستقیم التعلیل المذکور فانهم لا طریق لهم لحصول البصیرة الا الاستماع والانصات قوله علی تقدیر حمله علیه لاینقطع النظم ولایفسد الترتیب بل یوجد ارتباطه بماقبله بوجه لطیف اقول بعد تسلیم عدم انقطاع النظم ووجود الارتباط علی هذا التقدیر الارتباط الذی یحصل علی تقدیر جعل الخطاب للکفار احسن والطف منه قوله فاسد لوجود المناسبة التامة علی هذا التقدیر ایضاً اقول بعد تسلیم المناسبة التامة علی هذا التقدیر لاوجه لترجیح القول الثانی فان الوجوه الثلثة التی ذکرها المعترض قد ابطلت باحسن وجه قوله غیر مناسب لانه لما حکی عنهم ذلک امر نبیه بجوابه وتم الکلام معهم تم لما ذکر ان القرآن بصائر وهدی ورحمة للمومنین ناسب ان یامرهم بالسکوت واستماعه لتدبروا ما فیه ویحیطوا بمعانیه فیکون لهم بصیرة وهدایة اقول هذا الکلام باطل قطعا وال علی ان المعترض علی الامام ما دری مطلبه فان المراد بذلک فی قوله فلما حکی عنهم ذلک ناسب قولهم لاتسمعوا لهذا القران والغوا فیه لعلکم تغلبون لا قولهم لولا اجتبیتها وما علم بینه الجواب عنه فی قوله قل قال انما اتبع ما یوحی الی من ربی هو قولهم لولا اجتبیتها لا قولهم لاتسمعوا لهذا القرآن والغوا والمعترض عکس القضیة وقلب الموضوع فانه قال فی تعلیل قوله غیر مناسب لانه لما حکی عنهم ذلک امر نبیه بجوابه وتم الکلام معهم علی ان قوله تعالی هذا بصائر من ربکم وهدی ورحمة لقوم یومنون الخطاب فیه الی الکفار والمومنین والثانی باطل والا کان المناسب علی هذا ان یقال هذا بصائر من ربکم وهدی ورحمة لکم فلابد لوضع المظهر موضع المضمر للالتفات من الخطاب الی الغیبة من بیان فائدة جدیدة فتعین الاول وقد نص علیه المعترض ایضاً حیث قال وانتم ایها الکفار صم بکم عمی لا ترجعون ولا تؤمنون فکیف یکون هدایة ورحمة لکم ویحصل الانتفاع لکم فان آمنتم صار لکم هدایة ورحمة انتهی واذا کان الخطاب فیه الی الکفار ناسب ان یامرهم بالاستماع والسکوت حتی یمکنهم الوقوف علی ما فی القران من الوجوه الکثیرة البالغة الی حد الاعجاز واما المومنون فالبصیرة والهدایة والرحمة حاصلة لهم فامرهم بالاستماع والسکوت تحصیل للحاصل ولا فائدة فیه بل هو محال عقلا فان الحصول هو الوجود والشیء الواحد لایمکن ان یکون موجودا بوجودین او وجودات فهذا القول ادل دلیل علی سوء فهم المعترض وکلام الامام سالم من الخدشة قوله

فعجیب منہ جدا فقد صرح جمع من الثقات ومنہم الفخر ایضاً ان لعل فی کلام اللہ تعالی لایکون للترجی
بل یکون علی سبیل الجزم فلا ینافی ایراد لعلکم ترحمون قولہ ورحمۃ لقوم یومنون اقول ہذا
اعجب وابطل من القول الاول لان مناط المنافاۃ لیس کون لعل للترجی کما فہم المعترض
بل المنافاۃ حاصلۃ علے تقدیر کون لعل للتعلیل ایضا بیانہ ان مفاد قولہ تعالی ہذا بصائر من
ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یومنون ان ہذہ الامور حاصلۃ للمؤمنین فی الحال ومفاد قولہ تعالی
لعلکم ترحمون علی تقدیر الخطاب للمؤمنین ان الرحمۃ تحصل لہم فی الزمان المستقبل بعد الاستماع
والانصات لانہا فی ہذہ الآیۃ معللۃ بہما فتوجد بعدہما ضرورۃ تاخر المعلول عن العلۃ والاستماع
والانصات لم یوجدا وقت نزول الآیۃ والا فای حاجۃ الی الامر بہما فلم توجد الرحمۃ بہما ضرورۃ
استلزام عدم العلۃ عدم المعلول ولاریب ان کلا المفادین متنافیان ثم بعد ہذا القول ذکر
المعترض عبارات الاتقان لبیان معنی لعل ثم قال فیمکن ان یکون لعل الواقع فی الآیۃ التی
نحن فیہا بمعنی کے لا للترجی او للتعلیل او للترجی لا بالنسبۃ الیہ تعالی بل بالنسبۃ الیہم فافہم
فانہ من سوانح الوقت انتہی اقول بحول اللہ تعالی ہذا تطویل لا طائل تحتہا لعبارات المنقولۃ
غیر ضارۃ للامام ولا نافعۃ للمعترض والمعترض قد اخطأ فی ہذا القول خطاء بینا فانہ زعم ان
لعل بمعنی کے ولعل للتعلیل متغائران کما یدل علیہ العطف باو مع انہ شے واحد اما تری ان العبارۃ
التی فیہا ذکر لعل للتعلیل لیس فیہا ذکر لعل بمعنے کے والعبارۃ التی فیہا ذکر لعل بمعنی کے لیس فیہا
ذکر لعل للتعلیل فافہم فانہ غلط واضح یتعجب منہ الطلبہ فضلا عن العلماء الکملہ۔ دوسری دلیل
علماء حنفیہ کی حدیث عمران بن حصین ہے قال صلے بنا رسول اللہ صلعم صلوۃ الظہر او العصر
فقال ایکم قرا خلفی بسبح اسم ربک الاعلی فقال رجل انا ولم ارد بہا الا الخیر قال قد علمت ان
بعضکم خالجنیہا اخرجہ مسلم بثلاث طرق واخرجہ ابوداؤد من طریق شعبۃ وقال قال ابوداود قال
ابو الولید فی حدیثہ قال شعبۃ فقلت لقتادہ الیس قول سعید انصت للقرآن قال ذاک اذا
جہر بہ وقال ابن کثیر فی حدیثہ قال قلت لقتادۃ کانہ کرہہ قال لو کرہہ نہی عنہ انتہے جواب اس کا
یہ ہے کہ اس حدیث میں نہی عن القراءۃ خلف الامام نہیں ہے صرف مخالجت پر انکار ہے
پس ایسی قراءۃ نہ چاہیے جس میں مخالجت ہو اس کا جواب علماء حنفیہ نے دو طرح پر دیا ہے
اول یہ کہ دار قطنی نے اپنے سنن میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اس میں فنہاہم عن القراءۃ
خلف الامام موجود ہے وزیادۃ الثقۃ مقبولۃ پس نہی عن القراءۃ خلف الامام اس حدیث

ثابت ہوئی دوم یہ کہ نہی اس حدیث میں اگرچہ صریحاً نہیں ہے مگر ضرورۃً مفہوم ہے کیونکہ
معلوم ہے کہ مخالجۃ ومخالطت ومنازعۃ قرآن میں منہی عنہ ہے پس جو چیز ان کی طرف مودی
ہے وہ بھی منہی عنہ ہوئی اور وہ قراۃ خلف الامام ہے اول جواب مخدوش ہے بدو وجہ۔
اول یہ کہ اس زیادۃ کے ساتھ حجاج منفرد ہے اور اُس کے ساتھ احتجاج درست نہیں ہے۔
سنن دار قطنی میں ہے ولم یقل ہکذا ص حجاج بن ارطاۃ الفضیۃ لین فی حدیثہ وکان یقول
اہلکنی حب الشرف وکان یرسل عن یحیی بن ابی کثیر فانہ لم یسمع منہ وعیب علیہ التدلیس قال
ابن معین لیس بالقوی وہو صدوق یدلس قال النسائی لیس بالقوی وقال الدار قطنی وغیرہ
لایحتج بہ قال حجاج لاتتم مروۃ الرجل حتی یترک الصلوۃ فی الجماعۃ قلت قبح اللہ ہذہ المروۃ وقال
الاصمعی اول من ارتشی بالبصرۃ من القضاۃ حجاج بن ارطاۃ وقال یوسف بن واقد رایت الحجاج
بن ارطاۃ علیہ سواد مخضوب بسواد وقال احمد کان حجاج یدلس ترکہ ابن المبارک ویحیی القطان
وابن مہدی وابن معین واحمد قال النسائی ذکر المدلسین الحجاج بن ارطاۃ والحسن وقتادۃ و
حمید ویونس بن عبید وسلیمان التیمی ویحیی بن ابی کثیر وابو اسحق والحکم واسمٰعیل بن ابی خالد ومغیرۃ
وابو الزبیر وابن ابی نجیح وابن جریج وسعید بن ابی عروبۃ وہشیم وابن علیۃ قلت والاعمش والولید بن
مسلم وبقیۃ واخرون انتہی ملخصا دوم یہ کہ روایت صحیحہ میں تکذیب اِس روایت کی موجود ہے
زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں قال البیہقی فی المعرفۃ وقد رواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث شعبۃ
عن قتادۃ عن زرارۃ بہ ان النبی صلعم صلے باصحابہ الظہر فقال ایکم قرء بسبح اسم ربک الاعلےٰ
فقال رجل انا فقال علیہ السّلام قد عرفت ان رجلا خالجنیہا قال شعبۃ فقلت لقتادۃ کانہ کرہہ
فقال لو کرہہ لنہی عنہ قال البیہقی معنی سوال شعبۃ وجواب قتادۃ فی ہذہ الروایۃ الصحیحۃ تکذیب
من قلب الحدیث وزاد فیہ فنہی عن القراءۃ خلف الامام انتہی میں کہتا ہوں۔ کہ اس سوال
وجواب کا ذکر روایت صحیح مسلم میں نہیں ہے ہاں سنن ابی داود میں موجود ہے عبارت اُس
کی یہ ہے قال ابو داود قال ابو الولید فی حدیثہ قال شعبۃ فقلت لقتادۃ لیس قول سعید انصت
للقرآن قال ذاک اذا جہر وقال ابن کثیر فی حدیثہ قال قلت لقتادۃ کانہ کرہہ قال لو کرہہ نہی
عنہ انتہی اور رجال اِس کے سب رجال شیخین ہیں۔ مولوی عبد الحی صاحب حنفی مرحوم
نے اس زیادت کو نہیں مانا اور علی تقدیر التسلیم بھی جواب دیا ہے غیث الغمام میں ہے ولا
یخفی ان زیادۃ الثقۃ انما تکون مقبولۃ اذا لم یوجد ما یخالفہا من طریق اوثق وہہنا قد وجد ذلک

عن قتادۃ حیث قال حین قال شعبۃ لہ کانہ کرہہ لو کرہہ لنہی عنہ فہذا صریح فی ان قتادۃ لم یکن
عندہ فی ہذا الحدیث النہی اور امام الکلام میں ہے ولو سلم ثبوت ہذہ الزیادۃ فنقول ہذہ الروایۃ
وکذا الحدیث الثالث یمکن ان یحمل علی قرأۃ السورۃ خلف الامام کما یشہد بہ موردہما لا علی قراءۃ
السورۃ والفاتحۃ کلیہما علی انہ لو سلم اطلاق القرادۃ النہی عنہا فی ہذین الحدیثین فلا یخفی انہ واقعۃ
حال وقد تقرر فی موضعہ انہ لا عموم لہا انتہی۔ اور جواب ثانی مخدوش ہے بدیں وجہ کہ مخالفت
تو جہر بالقرادۃ کے وقت پائی جاوے گی نہ وقت اسرار بالقرادۃ کے پس اس حدیث سے نہی
جہر خلف الامام کی ثابت ہوئی نہ مطلق قرادۃ خلف الامام کی اسی لئے صحیح مسلم میں اس حدیث
کے لئے یہ باب باندھا گیا ہے باب نہی الماموم عن جہرہ بالقرادۃ خلف امامہ اور سنن ابوداؤد
میں اس کے لئے یہ باب عقد کیا گیا ہے باب من رای القرادۃ اذا لم یجہر نووی اس کی شرح
میں لکھتے ہیں ومعنی ہذا الکلام الانکار علیہ والانکار فی جہرہ اور رفع صوتہ بحیث اسمع غیرہ لا
عن اصل القرادۃ بل فیہ انہم کانوا یقرؤن بالسورۃ فی الصلوۃ السریۃ انتہی مولوی عبدالحی
صاحب مرحوم نے اس خدشہ کا یہ جواب دیا ہے امام الکلام میں ہے قلت نعم ولکن قد یؤدی
الاسرار بالقرادۃ ایضاً الی ذلک فنہی عنہ انتہے غیث الغمام میں ہے والی ہذا یشیر کلام عین
اعیان فی رسالۃ تدوین مذہب عمر بن الخطاب المندرجۃ فی کتابہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ
الخلفاء انتہی میں کہتا ہوں کہ ہاں کبھی اسرار بالقرادۃ بھی مودی طرف مخالجت کے ہوتا ہے
ایسا اسرار بالقرادۃ بھی منہی عنہ ہے مگر اس سے نہی عن المطلق قرادۃ سے ثابت نہیں ہوتی
ہے جو مطلوب حنفیہ کا ہے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے حیث قال والجمع ان القبیح فی الاصل ان ینازع الامام فی القرآن وقرادۃ الماموم
قد یفضی الی ذلک ثم ان اشتغال الماموم بمناجاۃ ربہ مطلوب فتعارضت مصلحۃ ومفسدۃ
فمن استطاع ان یاتی بالمصلحۃ بحیث لا تخرشہا مفسدۃ فلیفعل ومن خاف المفسدۃ ترک انتہے
تیسری دلیل علماء حنفیہ کی حدیث منازعۃ ہے اس حدیث کو امام مالک نے اپنی موطا میں اور
ابوداود ونسائی وترمذی وابن ماجہ وغیرہم نے روایت کیا ہے لفظ موطا کا یہ ہے مالک
عن الزہری عن ابن اکیمہ اللیثی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم انصرف من صلوۃ جہر
فیہا بالقراءۃ فقال ہل قرا معی منکم من احد فقال رجل انا یا رسول اللہ فقال انی اقول مالی
انازع القرآن فانتہی الناس عن القرادۃ مع رسول اللہ صلعم فی ما جہر بہ من الصلوۃ حین سمعو

ذلک انتہی اس دلیل میں کلام ہے بچند وجوہ۔ اول یہ کہ اس حدیث کا مدار ابن اکیمہ لیثی پر
ہے اور اُس سے سوائے زہری کے کسی نے روایت نہیں کی اور وہ مشہور بالنقل نہیں ہے
بلکہ وہ مجہول ہے حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں ان ابا بکر البزار قال ابن اکیمۃ
لیس مشہورا بالنقل ولم یحدث عنہ الا الزہری وقال الحمیدی ہو رجل مجہول وکذا قال البیہقی
وقال اختلفوا فی اسمہ فقیل عمارۃ وقیل عمار وقال ابن حبان فی الثقات یشبہ ان یکون المحفوظ
ان اسمہ عمار انتہی ومن ثم قال النووی بعد نقل تحسین الترمذی حدیثہ ہذا انکر الائمۃ علے تحسینہ
واتفقوا علے ضعف ہذا الحدیث لان ابن اکیمۃ مجہول انتہی واخرج الحازمی فی کتاب الناسخ والمنسوخ
بسندہ عن الحمیدی انہ قال ان قال قائل من یری ان لا یقرء خلف الامام فیما یجہر بہ ان الزہری
حدث عن ابن اکیمۃ عن ابی ہریرۃ ان النبی صلعم قال مالی انازع القرآن فانتہے الناس
الحدیث قلنا ہذا حدیث رواہ مجہول لم یرو عنہ غیرہ انتہے ذہبی میزان میں لکھتے عمارۃ بن اکیمہ
اللیثی ثم الجندعی وقیل عمار وقیل عمرو وقیل عامر سمع ابا ہریرۃ ما روی عنہ سوی الزہری وقال
الذہلی المحفوظ عندنا انہ عمارۃ وہو جد شیخ مالک عمرو بن مسلم اللیثی قال ابو حاتم صحیح الاسناد د
قال ابن سعد منہم من لا یحتج بہ یقول شیخ مجہول انتہے تقریب میں ہے ثقۃ من الثالثۃ خلاصہ
میں ہے قال ابو حاتم صالح الحدیث حاشیہ خلاصہ میں ہے لفظ التہذیب صحیح الحدیث انتہے
حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں قال ابن ابی حاتم صالح الحدیث مقبول وقال
ابن خزیمۃ قال لنا محمد بن یحیی الذہلی ابن اکیمہ ہو عمارۃ ویقال عامر والمحفوظ عندنا عمارۃ وہو جد عمرو
بن مسلم الذی روی عنہ مالک بن انس ومحمد بن عمرو بن علقمہ حدیث ام سلمۃ اذا دخل العشر قلت
قال ابن عبد البر فی باب من لم یشتہر عنہ الروایۃ واحتملت روایتہ لروایات الثقات عنہ ابن اکیمۃ
اللیثی المدنی قال یحیی بن معین کفاک قول الزہری سمعت ابن اکیمۃ یحدث سعید بن المسیب
وقد روی عنہ غیر الزہری محمد بن عمرو وروی الزہری عنہ حدیثین احدہما فی القراءۃ خلف الامام
وہو مشہور بہ والآخر فی المغازی انتہی کانہ یشیر الی حدیثہ عن ابن اخی ابی رہم واما قولہ ان
محمد بن عمرو فخطاء وقد وضح من کلام الذہلی کما تقدم وذکرہ مسلم وغیر واحد فی الوحدان وقالوا
لم یرو عنہ غیر الزہری وقال الدوری عن یحیی بن سعید عمرو بن اکیمۃ ثقۃ وقال یعقوب بن سفیان
ہو من مشاہیر التابعین بالمدینۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات انتہے ملخصا اور استذکار میں
ہے قال ابن شہاب کان ابن اکیمۃ یحدث فی مجلس سعید بن المسیب ویصغی الی حدیثہ وحسبک

بہذا الخبر ا ونحوہ انتہی ان عبارات سے چند امور ظاہر ہوئے اوّل یہ کہ عمارہ ابن اکیمہ کے مجہول
العین ہونے میں شک نہیں ہے سوائے زہری کے کسی نے اس سے روایت نہیں کی اور
جس نے یہ کہا کہ محمد بن عمرو نے بھی اس سے روایت کی ہے یہ خطا ہے۔ دوم یہ کہ یہ راوی
مختلف فیہ ہے ابو بکر بزار و حمیدی و بیہقی و حازمی و نووی نے اس کو مجہول کہا ہے اور ابو
حاتم و یحییٰ بن معین و یحییٰ بن سعید و یعقوب بن سفیان و ابن حبان و زہری و حافظ ابن حجر
وغیرہم نے اس کی توثیق کی ہے سیوم یہ کہ اس حدیث کی تحسین و تصحیح بھی مختلف فیہ ہے
ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے اور ان دونوں کا تساہل
تحسین و تصحیح میں مشہور ہے جب تک کوئی دوسرا ان کی موافقت نکرے اس وقت تک
ان کی تحسین و تصحیح قابل اعتبار نہیں ہے اور اس حدیث کی تحسین ان دونوں کے غیر سے
منقول نہیں ہے اور حمیدی و بیہقی وغیرہما نے اس کو ضعیف کہا ہے نووی نے اس کے
ضعف پر اتفاق نقل کیا ہے اس پر ملا علی قاری و مولوی عبد الحی نے کہا ہے کہ قول نووی
غیر صحیح ہے اور دعوی اتفاق مردود ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نووی کا دعوی اتفاق بدیں معنی
ہے کہ صرف ترمذی و ابن حبان نے تحسین و تصحیح کی ہے اور انکا تساہل مشہور ہے اس لئے
ان کی تحسین و تصحیح کا اعتبار نہیں جب تک کوئی دوسرا محدث ان کی موافقت نکرے اور
یہاں موافقت مفقود ہے پس یہ تحسین و تصحیح کان لم یکن ہوئی پس دعوی اتفاق مردود
نہوا اور علی سبیل التنزل یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر تحسین و تصحیح اس حدیث کی تسلیم کر لیجاوے
تو بمقابلہ حدیث علاء عن السائب عن ابی ہریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلعم یقول من صلے
صلاۃ لم یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج ہی خداج ہی خداج الحدیث جس میں قول ابو ہریرہ
اقرء بہا فی نفسک یا فارسی موجود ہے جس کو مسلم اپنے صحیح میں لائے ہیں اور اس حدیث کو حنفیہ
مالکیہ شافعیہ حنابلہ سب نے قبول کیا ہے مرجوح ہے اور حدیث علاء راجح و اقوی و اصح ہے
پس ابو ہریرہ کی ان دو روایتوں میں یا تو جمع و توفیق کی جاوے یا ایک کو ترجیح دیجاوے یا
اگر تقدم و تاخر ثابت ہو تو متاخر کو ناسخ کہا جاوے اور مقدم کو منسوخ اور سب تقدیرات پر
اس حدیث سے رائے حنفیہ کا حاصل نہیں ہوتا ہے اما بر تقدیر جمع پس اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ
مراد فانتہی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلعم فی ما جہر بہ من الصلوۃ حین سمعوا ذلک سے انتہا
عن قراءۃ غیر الفاتحۃ ہوا اور حدیث علاء اس عموم و اطلاق کی مخصص واقع ہوئی ہو اما بر تقدیر

ترجیح پس اِس لئے کہ ابھی ثابت ہوا کہ ارجح واقوی واصح حدیث علاء ہے اور حدیث علاء حنفیہ کے لئے مضر ہے واما بر تقدیر نسخ پس اِس لئے کہ حدیث علاء کو ناسخ کہا جائے گا کیونکہ بعد وفات آنحضرت صلعم کے ابو ہریرہ نے اس کے موافق فتوے دیا ہے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث متاخر ہے پس حدیث ابن اکیمہ اس وقت بوجہ منسوخ ہونے کے کان لم یکن ہوگئی پس استدلال اُس کے ساتھ جایز نہوا اگر کہا جاوے کہ ہم شق جمع اختیار کرتے ہیں اور وہ منحصر اُس میں نہیں ہے جو تم نے کہا بلکہ اور صورتیں بھی جمع کی ہیں جیساکہ مولوی عبدالحی مرحوم امام الکلام میں لکھتے ہیں ومن المعلوم ان الجمع فیما نحن فیہ بین قول ابی ہریرة اقراء بہا فی نفسک یا فارسی وبین انتہی الناس عن القراءة خلف رسول اللہ صلعم فی ما یجہر بہ ممکن بان یقال الانتہاء مقتصر علی الجہریة کما ہو المفہوم من ظاہر التقیید والحکم بالقراءة فی نفسہ مقتصر علی السریة او بان یقال الانتہاء کان بالجہریة عند قراءة الامام مطلقا والامر بالقراءة فی نفسہ فی السریة وفی الجہریة عند سکتات الامام لا مطلقا انتہی تو کہا جاوے گا کہ حنفیہ اس مقام پر مدعی ہیں اور اہلحدیث مانع پس اہل حدیث کے لئے مجرد امنع کافی ہے بخلاف حنفیہ کے کہ اُن کے لئے اس مقام پر مجرد ابداءِ احتمال کافی نہیں بلکہ جو احتمال وہ پیدا کریں اُس کا اثبات اُن کے ذمہ ہے علاوہ اس کے دونوں احتمال جو مولوی عبدالحی صاحب نے ذکر کئے ہیں وہ جمہور حنفیہ کے مخالف ہیں وہ صرف امام محمد کی روایت پر مبنی ہیں علاوہ اِس کے ان دونوں احتمالوں کو رد کرتی ہے روایت بخاری کی جزء القراءة میں جس میں یہ لفظ ہے قلت یا ابا ہریرة کیف اصنع اذا کنت مع الامام وہو یجہر بالقراءة قال ویلک یا فارسی اقرء بہا فی نفسک الحدیث اور نیز بعد تسلیم حسن وصحت حدیث ابن اکیمہ کے کہا جائے گا کہ اس کی معارض وہ حدیث ابو ہریرہ ہے جس کے ظاہر کا مقتضی یہ ہے کہ اقرا فی نفسک قول رسول اللہ صلعم کا ہے اِس حدیث کو ابن حبان وابن خزیمہ اپنے اپنے صحیح میں لائے ہیں کما تقدم اور نیز وہ حدیث ابو ہریرہ ہے جس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے لفظ اُس کا یہ ہے عن ابی ہریرة قال صلے لنا رسول اللہ صلعم ثم اقبل علینا بوجہہ قال اتقرؤن خلف الامام فقلنا ان فینا من یقرء قال فبفاتحة الکتاب اِس حدیث کو ربیع بن بدر نے اِس طرح پر روایت کیا ہے ثنا الربیع بن بدر عن ایوب السختیانی عن الاعرج عن ابی ہریرة اور سلام ابو المنذر نے اِس طرح پر روایت کیا ہے عن ایوب عن ابی قلابة عن ابی ہریرة اور اول کی نسبت دارقطنی نے کہا ضعیف اور دوسری کی نسبت

کہا لا یثبت میں کہتا ہوں کہ دوسری روایت ابن اکیمہ کی روایت سے اضعف نہیں ہے
کیونکہ جیسا کہ ابن اکیمہ کی توثیق ابو حاتم وغیرہ نے کی ہے سلام ابو المنذر کی بھی توثیق ابو حاتم
وغیرہ نے کی ہے میزان میں ہے قال ابن معین لا باس بہ وقال ابو حاتم صدوق صالح الحدیث
انتہے تقریب میں ہے صدوق۔ ہم کاشف میں ہے قال ابو حاتم صالح الحدیث خلاصہ میں ہے
قال ابن معین لا باس بہ اور نیز وہ احادیث عبادہ بن الصامت وعمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ ومحمد بن ابی عائشۃ عمن شہد ذاک وابی قلابہ عن انس وغیرہم جن میں تصریح سورۂ
فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی ہے سب معارض ہیں حدیث ابن اکیمہ کی پس ایک جم غفیر احادیث
صحیحہ کے مقابلہ میں اس حدیث مختلف فیہ کی مثال نہیں ہے مگر جیسا کہ فرمایا نبی صلعم نے واللہ
ما الدنیا فی الآخرہ الا مثل ما یجعل احدکم اصبعہ فی الیم فلینظر بما ترجع اگر کہا جاوے کہ حنفیہ کی
طرف بھی احادیث کثیرہ ہیں پس حدیث ابن اکیمہ کے ساتھ اگر وہ ضم کیجاویں تو ادھر بھی ایک
جم غفیر پیدا ہو جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اکثر اُن میں کی ضعیف ہیں اور جو صحیح ہیں اکثر
اُن کی مطلوب پر دلالت کرنے سے قاصر ہیں اور جو دلالت بھی کرتے ہیں تو عموماً با لخصوص
اُن میں سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے سے نہی نہیں ہے قد اعترف بہ المنصفون من الحنفیۃ
کمولوی عبد الحی لکھنوی وغیرہ وجہ دوم یہ کہ جملہ وانتہی الناس اِس حدیث میں مدرج
ہے وہ کلام زہری کا ہے حافظ تلخیص الحبیر میں لکھتے ہیں وقولہ فانتہی الناس الخ مدرج
فی الخبر من کلام الزہری بینہ الخطیب واتفق علیہ البخاری وابو داود ویعقوب بن ابی
شیبۃ والزہلی والخطابی وغیرہم انتہی اس وجہ کا جواب مولوی عبد الحی صاحب نے اِس
عبارت سے دیا ہے وجوابہ ان ہذا اختلاف لا یقدح فی اصل المرام لان ہذا الکلام سواء
کان من کلام ابی ہریرۃ او من کلام الزہری او غیرہما یدل قطعا علے ان الصحابۃ ترکوا
القراءۃ خلف رسول اللہ صلعم فی ما یجہر فیہ وہذا کاف للاستناد بہ میں کہتا ہوں کہ یہ جواب
سوءِ فہم مجیب پر دلالت کرتا ہے مطلب اِس وجہ کا یہ ہے کہ اگر یہ کلام ابو ہریرہ رض کا ہوتا
تو حدیث میں داخل ہوتا کیونکہ اُنہوں نے مشاہدہ اِس واقعہ کا کیا تھا، ور جبکہ یہ کلام
ابو ہریرہ کا نہیں ہے بلکہ زہری کا ہے اور زہری قطعاً اِس واقعہ کے وقت موجود نہ تھے
تو وہ بغیر اُس کے کسی صحابی سے بواسطہ یا بلا واسطہ روایت کریں جو اُس واقعہ کے وقت
موجود تھا کس طرح یہ بات کہہ سکتے ہیں پس معلوم ہوا کہ یہاں انقطاع ہے پس حدیث

مرسل ہوئی اور یہاں سے ظاہر ہوا بطلان قول مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا حیث قال
فی ہدایۃ المعتدی فی صفحہ ۱۵ بہر حال اگرچہ یہ کلام زہری کی ہو مگر چونکہ زہری عادل صادق ضابط ثقہ
مقبول تمام علماء کا ہے اس کا یہ قول ہرگز ہرگز کاذب نہیں بلکہ صحیح ہے اور صادق مطابق
واقع کے ہے خواہ حضرت ابو ہریرہ سے سنا ہو خواہ کسی دوسرے ثقہ عادل سے انتہے وجہ بطلان
اس قول کی یہ ہے کہ زہری طبقہ رابعہ میں سے ہیں اکثر روایات اُن کی تابعین سے ہے
پس ممکن ہے کہ زہری و صحابی کے درمیان میں کوئی واسطہ غیر ثقہ ہو اسی وجہ سے تو محققین
علماء مرسل کو حجت نہیں کہتے ہیں وجہ سوم یہ ہے کہ یہ حدیث صرف دلالۃ کرتی ہے ترک
قراءۃ بر جہریہ میں اور مدعیٰ حنفیہ کا عام ہے پس تقریب تمام نہوئی اس وجہ کو مولوی عبد الحی
صاحب نے اقوی الوجوہ کہا ہے وجہ چہارم یہ ہے کہ مراد اس روایت میں باز رہنا ہے
اُس قراءۃ سے جو موجب منازعت کا ہو دلیل اس جملہ مرفوع کے انی اقول مالی انازع
القرآن اور وہ جہر ہے یا وہ اسرار جو مفضی الی المنازعۃ ہو مولوی عبد الحی صاحب مرحوم
نے اس وجہ کے جواب میں یہ لکھا ہے فیہ ما ذکرہ القاری انہ خلاف ظاہر قولہ صلعم ہل قرء
معی احد منکم انتہی میں کہتا ہوں مراد قراءۃ سے اس قول میں مطلق قراءۃ نہیں ہے بلکہ وہ
قراءۃ ہے جو مفضی الی المنازعۃ ہو بدلیل مالی انازع القرآن کے وجہ پنجم یہ کہ حدیث محمول
ہے اوپر ترک قراءۃ ما عدا فاتحہ کے بدلیل حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء بام القرآن اور دیگر
احادیث کے کہ دلالت کرتے ہیں اس امر پر کہ نبی صلعم نے جہریہ میں خلف الامام فاتحہ پڑھنے
کا امر کیا ہے اس وجہ کا جواب مولوی عبد الحی صاحب نے امام الکلام میں یہ دیا ہے الجمع
میں ما نحن فیہ و بین تلک الاحادیث لایتعین بہذا الطریق غیث الغمام میں ہے بل یمکن ان
تحمل تلک الاحادیث علی من عدا الموتم بشہادۃ غیرہ من الاحادیث انتہے مگر غیث الغمام
میں اس کا رد بھی کر دیا ہے حیث قال الا ان یقال حدیث عبادۃ صریح فی قراءۃ الموتم
الفاتحہ انتہے الحمد للہ کہ باعتراف مخالف اس وجہ کی قوۃ ظاہر ہوگئی والفضل ما شہدت
بہ الاعداء علاوہ اس کے حنفیہ یہاں مدعی ہیں اور راوی حدیث مانع اور مدعی کے لئے ابداء
احتمال کافی نہیں ہے اور مانع کے لئے کافی ہے حاصل اس وجہ کا یہ ہوا کہ محتمل ہے کہ یہ حدیث
محمول ہو اوپر ترک قراءۃ ما عدائے فاتحہ کے اب اُس کے مقابلہ میں کہنا لیکن ان تحمل
تلک الاحادیث علی من عدا الموتم مقابلۃ المنع بالمنع ہے اور یہ فن مناظرہ کے خلاف ہے

وجہ ششم وہ ہے جو حازمی نے حمیدی سے نقل کی ہے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ حمیدی نے پہلے یہ
حکم کیا کہ حدیث ابن اکیمہ ثابت نہیں ہے اور اگر بالفرض ثابت ہوا ور مراد اُس سے نہی
عن قراءۃ الفاتحہ خلف الامام ہو جیساکہ حنفیہ کہتے ہیں تو حدیث علاء عن ابیہ اُس کی ناسخ
ہو گی کیونکہ حدیث علاء میں وہ خبر موجود ہے جو بیان کرتی ہے اِس امر کو کہ حدیث علاء ناسخ
ہے حدیث ابن اکیمہ کی کیونکہ یہ دونوں حدیثیں ابوہریرہ رضہ سے مروی ہیں اور یہ ظاہر
نہیں ہوا تھا کہ کون متقدم ہے اور کون متاخر یہاں تک کہ علاء نے ظاہر کر دیا جبکہ اُس نے
حدیث میں یہ لفظ روایت کیا قال لی ابو ہریرۃ یا فارسی اقراء بہا فی نفسک اس سے ہم کو
معلوم ہوا کہ ابوہریرہ نے علاء کے باپ کو بعد موت نبی صلعم کے یہ خبر دی ہے اور یہ احتمال
نہیں ہو سکتا ہے کہ حدیث ابن اکیمہ ناسخ ہو اور پھر ابوہریرہ منسوخ پر عمل کریں حالانکہ
دونوں حدیثوں کے وہی راوی ہیں اس کا جواب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے
یہ دیا ہے امام الکلام میں ہے ادعاء النسخ فی ہذا المقام لا یستقیم لا علی مذہب الحنفیہ ولا علی
مذہب المحدثین لان الجمع بین المتعارضین مقدم علی النسخ ولا یصح ادعاءہ مع امکان الجمع
ومن المعلوم ان الجمع فیما نحن فیہ بین قول ابی ہریرۃ اقراء بہا نفسک یا فارسی وبین انتہے
الناس عن القراءۃ خلف رسول اللہ صلعم فیما نحن فیہ ممکن بان یقال الانتہاء مقتصر علی الجہریۃ
کما ہو المفہوم من ظاہر التقیید والحکم بالقراءۃ فی نفسہ مقتصر علی السریۃ او بان یقال الانتہاء
کان بالجہریۃ عند قراءۃ الامام لا مطلقا والامر بالقراءۃ فی نفسہ فی السریۃ وفی الجہریۃ عند
سکتات الامام لا مطلقا واما الحنفیۃ فانہم وان حکموا بتقدم النسخ علی الجمع وقالوا اذا تعارض
الدلیلان فان علم منہما المتاخر فہو ناسخ للمتقدم وان لم یعلم فالترجیح ان امکن والا فالجمع بقدر
الامکان وان لم یمکن تساقطا لکن قیدوہ بعلم المتاخر والمتقدم علی سبیل الظن او الجزم ولم
یقولوا بالنسخ بمجرد الاحتمال بلا استدلال انتہے میں کہتا ہوں کہ کلام حمیدی سالم ہے خدشہ
سے اور جس تقدیر پر اُس نے حدیث علاء کے ناسخ ہونے کا دعوی کیا ہے وہ دعوی موافق
مذہب محدثین و حنفیہ دونوں کے درست ہے اما مذہب محدثین پر بس اس لئے کہ یہاں
تعارض بین المحدثین ہے اس لئے کہ ایک میں بر تقدیر اختیار مذہب حنفی کے نہی ہے
قراءۃ فاتحہ خلف الامام سے اور دوسرے میں امر ہے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا و ہذا ظاہر
اور جمع ممکن نہیں ہے کسی وجہ سے پہلی وجہ اس لئے باطل ہے کہ اس کو روایت جزء القراءۃ

کی رد کرتی ہے کما تقدم اور نیز یہ جمع مخالف ہے مذہب جمہور حنفیہ کے ہاں مذہب امام محمد
پر البتہ درست ہے اور حمیدی کی بحث مذہب جمہور حنفیہ کی بنا پر ہے اور دوسری وجہ بھی باطل
ہے ایک تو اس لئے کہ روایت جزء القراءۃ اُس کا رد کر رہی ہے دوم یہ جمع جمہور حنفیہ و امام
محمد سب کے مخالف ہے، اور ترجیح بھی تقدیر اختیار مذہب حنفی کے درست نہیں ہے کیونکہ ترجیح ہوتی
ہے باعتبار قوہ رواۃ کے اور رواۃ حدیث علاء کے اوثق ہیں اور حدیث علاء مذہب
حنفیہ کو رد کرتی ہے اور دفع تعارض متعارضین کے علے اصول اہلحدیث بھی تین وجوہ ہیں
جمع ترجیح نسخ جمع و ترجیح کا بطلان بر تقدیر اختیار مذہب حنفی کی موافق اصول محدثین کے ظاہر
ہو گیا پس متعین ہوا نسخ اُس کی دو صورتیں ہیں یا تو حدیث اکیمہ کو ناسخ کہئے اور حدیث
علاء کو منسوخ یا بالعکس اول باطل ہے اس لئے کہ یہ احتمال ہو نہیں سکتا کہ حدیث ابن اکیمہ
ناسخ ہو اور پھر ابو ہریرہ حکم کریں منسوخ پر عمل کرنے کا پس متعین ہوا عکس یعنی یہ کہ حدیث
علاء ناسخ ہے اور حدیث ابن اکیمہ منسوخ وهو المطلوب واما مذہب حنفیہ پر پس اس لئے
کہ حنفیہ کے نزدیک دفع تعارض کی پانچ وجوہ ہیں۔ جمع ترجیح نسخ تساقط د و اولین کا بطلان
بر تقدیر اختیار مذہب حنفی ظاہر ہوا اور تساقط اس لئے ساقط ہے کہ اس مقام پر حنفیہ
مدعی ہیں اور اُن کا استدلال حدیث ابن اکیمہ سے ہے اور جب دونوں ساقط ہوئیں تو
استدلال بھی ساقط ہو گیا پس متعین ہوا نسخ الی آخر ما قررنا آنفا اور دوسری تقریر حمیدی
کے قول کے ابطال کی مولوی عبد الحی مرحوم نے اس عبارت سے کی ہے وبوجہ آخر
اذا روی الصحابی حدیثا مفسرا لا یقبل التاویل و ترک العمل بمرویہ بعد الروایۃ تعین کون
ترکہ للعلم بالناسخ فلا یعمل بالحدیث لکونہ منسوخا ہذا عند الحنفیۃ وعند الشافعی لاعبرۃ بعمل الصحابی
خلاف المروی بل یوخذ بالحدیث وہذا ہو مذہب المحدثین اذا عرفت ہذا فنقول ادعاء
النسخ فی ما نحن فیہ لا یستقیم علے مذہب الشافعیۃ ومن وافقہم لان قول الصحابی وعملہ
لیس بمعتبر عندہم اذا کان خلاف الروایۃ بل یجب الاخذ بالروایۃ فہہنا لما افتی ابو ہریرۃ
بالقراءۃ فی نفسہ مع روایتہ ترک القراءۃ خلف النبی صلعم لا یعتبر بفتواہ بل بمارواہ واما
الحنفیۃ فعندہم وان کان عمل الصحابی الراوی وفتواہ علے خلاف روایتہ من امارات النسخ
لکنہم قیدوہ بما اذا علم تاخر فتواہ عن روایتہ بیقین وبکونہ خلاف المروی خلافا بیقین وفیما
نحن فیہ کلاہما فی حیز الاشکال فان ثبت تاخر فتواہ وکونہ خلاف مرویہ یقینا صح ذلک والا

فلا دکونہ خلافا فالہ بحیث لایمکن الجمع بینہ وبینہ ممنوع لما مر من وجہی الجمع انتہے ملخصا میں کہتا ہوں
کہ یہ تقریر بھی فاسد ہے اور کلام حمیدی سالم ہے خدشہ سے اما بر مذہب شافعی ومحدثین پس
اس لئے کہ جب ابو ہریرہ نے قراءۃ فاتحہ فی نفسہ کا فتوی دیا مخالف اپنے مروی کے تو
فتوی کا اعتبار نکیا جائے گا اور مارو ی کا اعتبار کیا جائے گا اور یہاں مارو ی دو
ہیں ایک حدیث ابن اکیمہ اور دوسری حدیث علاء اور دونوں متعارض ہیں اور جمع
وترجیح بر تقدیر اختیار مذہب حنفی کے غیر مستقیم ہے پس نسخ متعین ہوا الی آخر ما قرانا آنفا علاوہ
اس کے مارو ی حدیث علاء بھی ہے ہم اُس کا اعتبار کرینگے فلا یحصل مطلوب الحنفیۃ
واما بر مذہب حنفیہ پس اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک عمل صحابی خلاف اپنے روایت کے
نسخ پر دال ہے اور اس دلالت کو حنفیہ نے مقید کیا ہے دو قیدوں کے ساتھ اول یہ
تاخر فتوی کا روایت سے یقینا معلوم ہو دوم یہ کہ مخالفت فتوی کی مروی کے ساتھ یقینا
ہو اور یہاں دونوں قیدیں متحقق ہیں اول اس لئے کہ تحقق مروی تو آنحضرت صلعم کی
حیات میں تھا اور تحقق فتوی بعد وفات کے ہوا ہے دوم اسلئے کہ جمع ممکن نہیں ہے اور
دونوں وجہیں جمع کی جو معترض نے بیان کی ہیں اُن کا بطلان سابقا ظاہر ہوا پس مخالفت
کے یقینی ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ چوتھی دلیل حنفیہ کی حدیث مخالطت ہے وہ حدیث
ابن مسعود رض ہے قال کانوا یقرؤن خلف رسول اللہ صلعم فقال خلطتم علی القرآن اخرجہ البخاری
فی جزء القراءۃ والطحاوی جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں انکار ہے مخالطت پر پس
وہ قراءۃ نہ چاہیئے جو مقتضی الی المنازعۃ ہو اور اُس کے غیر پر انکار نہیں ہے پس مدعی
حنفیہ کا کہ نہی ہے مطلق قراءۃ خلف الامام سے عند جمہورہم اور نہی ہے قراءۃ خلف الامام
فی الجہریہ سے عند محمد رح حاصل نہوا الحاصل یہ تینوں احادیث ایک حدیث مخالطت دوسری
حدیث منازعۃ تیسری حدیث مخالطت باہم متقارب المعنی ہیں اور ان سب کے اجوبہ بھی متقارب
ہیں پانچویں دلیل حنفیہ کی حدیث اذا کبر الامام فکبروا واذا قرء فانصتوا ہے یہ حدیث روایت
کی گئی ہے حدیث ابو موسی اشعری سے اور حدیث ابو ہریرہ سے اما حدیث ابو موسی پس روایت
کیا امام مسلم نے اپنے صحیح میں اور ابو داؤد وابن ماجہ نے وامام احمد ودار قطنی نے لفظ مسلم کا
یہ ہے حدثنا سعید بن منصور وقتیبہ بن سعید وابو کامل الجحدری ومحمد بن عبد الملک الاموی
واللفظ لابی کامل قال ابو عوانۃ عن قتادۃ عن یونس بن جبیر عن حطان عبد اللہ الرقاشی

قال صلیت مع ابی موسی الاشعری صلاۃ فلما کان عند القعدۃ قال رجل من القوم اقرت الصلوۃ
بالبر والزکوۃ قال فلما قضی ابو موسی الصلوۃ انصرف فقال ایکم القائل کلمۃ کذا وکذا قال فارم القوم
ثم قال ایکم القائل کذا وکذا فارم القوم فقال لعلک یا حطان قلتہا قال ما قلتہا ولقد رہبت
ان تبکعنی بہا فقال رجل من القوم انا قلتہا ولم ارد بہا الا الخیر فقال ابو موسی اما تعلمون کیف تقولون
فی صلوتکم ان رسول اللہ صلعم خطبنا فبین لنا سنتنا وعلمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم
ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا الحدیث وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ قال ثنا ابو اسامۃ قال نا سعید
بن ابی عروبۃ ح وحدثنا ابو غسان المسمعی قال معاذ بن ہشام قال نا ابی ح وحدثنا اسحق
بن ابراہیم قال نا جریر عن سلیمان التیمی کل ہولاء عن قتادہ فی ہذا الاسناد بمثلہ وفی حدیث
جریر عن سلیمان عن قتادۃ من الزیادۃ واذا قرء فانصتوا ولیس فی حدیث احد منہم فان اللہ
عز وجل قال علی لسان نبیہ صلعم سمع اللہ لمن حمدہ الا فی روایۃ ابی کامل وحدہ عن ابی عوانۃ
قال ابو اسحق قال ابو بکر ابن اخت ابی النضر فی ہذا الحدیث فقال مسلم ترید احفظ من سلیمان
فقال لہ ابو بکر فحدیث ابی ہریرۃ فقال ہو صحیح یعنی واذا قرء فانصتو فقال وہو عندی صحیح
فقال لم لم تضعہ ہہنا قال لیس کل شئ عندی صحیح وضعتہ ہہنا انما وضعت ہہنا ما اجمعوا
علیہ انتہی نووی اس کے تحت میں لکھتے ہیں واعلم ان ہذہ الزیادۃ وہی قولہ واذا قرء
فانصتوا اما اختلاف الحفاظ فی صحۃ فروی البیہقی فی السنن الکبیر عن ابی داؤد السجستانی
ان ہذہ اللفظۃ لیست بمحفوظۃ وکذلک رواہ عن یحیی بن معین وابی حاتم الرازی والدار قطنی
والحافظ ابی علی النیساپوری شیخ الحاکم ابی عبد اللہ قال البیہقی قال ابو علی الحافظ ہذہ اللفظۃ
غیر محفوظۃ قد خالف سلیمان التیمی فیہا جمیع اصحاب قتادۃ واجتماع ہولاء الحفاظ علی تضعیفہا
مقدم علی صحیح مسلم لا سیما ولم یروہا مسندۃ فی صحیحہ واللہ اعلم انتہے اور لفظ ابو داؤد کا یہ ہے
حدثنا عاصم بن النضر نا المعتمر قال سمعت ابی نا قتادۃ عن ابی غلاب یحدثہ عن حطان بن
عبد اللہ الرقاشی بہذا الحدیث زاد فاذا قرء فانصتوا وقال فی التشہد بعد اشہد ان لا الہ الا اللہ
زاد وحدہ لا شریک لہ قال ابو داؤد قولہ وانصتوا لیس بمحفوظ لم یجیء بہ الا سلیمان التیمی فی
ہذا الحدیث انتہے اور لفظ دار قطنی کا یہ ہے ثنا علی بن عبد اللہ بن مبشر ثنا ابو الاشعث احمد
بن المقدام ثنا المعتمر بن سلیمان حدثنا ابی عن قتادۃ ح وحدثنا احمد بن علی بن العلاء ثنا
یوسف بن موسی ثنا جریر عن سلیمان التیمی عن قتادۃ عن ابی غلاب یونس بن جبیر عن حطان

بن عبد اللہ قال صلینا مع ابی موسی الاشعری صلاۃ العتمۃ فذکر الحدیث بطولہ وقال فیہ فان رسول اللہ
صلعم خطبنا فکان یعلمنا صلاتنا ویبین لنا سنتنا قال اقیموا الصفوف ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر الامام
فکبروا واذا قرأ فانصتوا وکذلک رواہ سفیان الثوری عن سلیمان التیمی ورواہ ہشام الاستوائی
وسعید وشعبہ وہمام وابو عوانۃ وابان وعدی بن ابی عمارۃ کلہم عن قتادۃ فلم یقل احد منہم واذا قرئ
فانصتوا وہم اصحاب قتادۃ الحفاظ عنہ (انتہی) کہا منذری نے وقد اخرج مسلم فی الصحیح ہذہ الزیادۃ
من حدیث ابی موسی الاشعری من حدیث جریر بن عبد الحمید عن سلیمان التیمی عن قتادۃ وقال
الدارقطنی ہذہ اللفظۃ لم یتابع سلیمان التیمی فیہا عن قتادۃ وخالفہ الحفاظ فلم یذکروہا قال واجماعہم
علی مخالفتہ تدل علی وہمہ ہذا آخر کلامہ ولم یؤثر عند مسلم تفرد سلیمان بذلک لثقتہ وحفظہ وصحح ہذہ
الزیادۃ (انتہی) بخاری جزء القراءۃ میں لکھتے ہیں وروی سلیمان التیمی وعمر بن عامر عن قتادۃ
عن یونس بن جبیر عن حطان عن موسی فی حدیثہ الطویل عن النبی صلعم اذا قرء فانصتوا ولم یذکر سلیمان
فی ہذہ الزیادۃ سماعا من قتادۃ ولا قتادۃ من یونس بن جبیر وروی ہشام وسعید وہمام وابو عوانۃ
وابان بن یزید وعبیدۃ عن قتادۃ ولم یذکروا اذا قرء فانصتوا انتہی۔ مولف آثار السنن تعلیق حسن
میں لکھتے ہیں قلت تابعہ علی ہذہ الزیادۃ عمر بن عامر وسعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عند الدارقطنی
والبیہقی والبزار من حدیث سالم بن نوح وسالم ہذا وان قال الدارقطنی لیس بالقوی فقد اخرج لہ
مسلم وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحاحہم الثلاثۃ وقال ابن حنبل بحدیثہ باس وقال ابو زرعۃ
صدوق ثقۃ قلت فثبت ان حدیث ابی موسی الاشعری صحیح وقد ذکر ابن عبد البر فی التمہید
بسندہ عن احمد بن حنبل انہ صحح ہذا الحدیث وقال الحافظ ابن حجر فی الفتح ہو حدیث صحیح اخرجہ
مسلم من حدیث ابی موسی الاشعری (انتہی) اور تعلیق التعلیق میں ہے قلت ثم ظفرت بصحیح ابی
عوانۃ بحمد اللہ تعالیٰ فوجدت فیہ متابعا آخر سلیمان التیمی قال حدثنا سہل بن بحر الجند نیسابوری
قال حدثنا عبد اللہ بن رشید قال ثنا ابو عبیدۃ عن قتادۃ عن یونس بن جبیر عن حطان بن عبد اللہ
الرقاشی عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم اذا قرء الامام فانصتوا واذا قال
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین (انتہی) زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں واخرجہ البزار
فی مسندہ کذلک وقال لا نعلم احدا قال فیہ واذا قرء فانصتوا الا سلیمن التیمی الا ما حدثناہ محمد بن یحیی
القطیعی ثنا سالم بن نوح عن عمر بن عامر عن قتادہ عن یونس بن جبیر عن حطان بن عبد اللہ عن ابی
موسی عن النبی صلعم بنحو حدیث سلیمان التیمی واذا قرء فانصتوا (انتہی) وبہذا السند رواہ ابن عدی

فی الکامل عن سالم بن نوح العطار عن عمر بن عامر و سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ بہ ولم یعلہ وانما قال ہذا الحدیث لسلیمان التیمی اشہر من عمر بن عامر وابن ابی عروبۃ انتہے میں کہتا ہوں اس حدیث میں کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ یہ حدیث شاذ ہے سلیمان تیمی نے ثقات اثبات کے خلاف اس زیادۃ کی روایت کی ہے جیساکہ کلام دارقطنی و بخاری سے واضح ہوا وہ ثقات اثبات یہ ہیں ہشام[1] دستوائی سعید[2]۔ شعبہ[3]۔ ہمام[4]۔ ابوعوانہ[5]۔ ابان[6]۔ عدی[7] بن ابی عمارہ۔ عبیدہ[8] اور مسند احمد جلد رابع صفحہ ۳۹۳ طبع مصر میں ایک روایت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ معمر[9] نے بھی قتادہ سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اُس میں یہ زیادت نہیں ہے پس شمار ثقات اثبات کی نو ہوئی اگر کہا جائے کہ سلیمان تیمی منفرد نہیں ہے بلکہ اُس کی متابعت تین اشخاص نے کی ہے عمر بن عامر سعید بن ابی عروبہ ابوجلیدہ تو جواب یہ ہے کہ اوّل تو متابعین اولین کا راوی سالم بن نوح ہے وہ ضعیف ہے دارقطنی نے اُس کی نسبت کہا لیس بالقوی میزان میں ہے قال ابن معین لیس بشئے وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابوحاتم لایحتج بہ وقال ابن عدی عنہ غرائب واحادیث مختلفۃ (انتہٰی) تقریب میں ہے صدوق لہ اوہام (انتہے) کاشف میں ہے قال ابوحاتم وغیرہ لایحتج بہ (انتہے) خلاصہ اور اُس کے حاشیہ میں ہے قال ابوحاتم لایحتج بہ وقال ابن معین لیس بشئے وقال النسائی لیس بالقوی انتہے۔ دوم عمر بن عامر متابع اوّل ضعیف ہے میزان میں ہے عمر بن عامر ابوحفص السعدی التمار بصری روی عنہ ابوقلابۃ ومحمد بن مرزوق حدثنا باطلا قال سمعت جعفر بن سلیمان امیر البصرۃ یحدث عن ابیہ عن جدہ عن ابن عباس قال رسول اللہ صلعم من اخذ برکاب رجل لایرجوہ ولایخافہ غفر لہ قلت العجب من الخطیب کیف روی ہذا وعدۃ احادیث من نمطہ ولا یبین سقوطہا فی تصانیفہ انتہے سیوم دوسرا متابع سعید بن ابی عروبہ مدلس ومختلط ہے تقریب میں ہے ثقۃ حافظ لہ تصانیف لکنہ کثیر التدلیس واختلط انتہے مقدمہ فتح الباری میں ہے من کبار الائمۃ وثقۃ الائمۃ کلہم الا انہ رمی بالقدر وکان قد کبر واختلط وقال النسائی حدث سعید عن جماعۃ لم یسمع منہم شیئا وہم ہشام بن عروۃ وعمرو بن دینار ویسمی جماعۃ من ہذا الضرب من اہل الکوفۃ واہل الحجاز انتہے میزان میں ہے وقال احمد لم یسمع سعید من الحکم ولا من حماد ولا من عمرو بن دینار ولا ہشام بن عروۃ ولا من اسمٰعیل بن خالد ولا من عبید اللہ بن عمر ولا من ابی بشر ولا من زید بن اسلم ولا من ابی الزناد وقد حدث عنہم یعنی یقول عن ویدلس انتہے اور ما نحن فیہ میں عن کہا ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں علاوہ اسکے سعید بن ابی عروبۃ کی صحیح روایت

وہ ہے جس میں یہ زیادت نہیں ہے اُس کو ابو اسامہ و اسمٰعیل نے روایت کیا ہے صحیح مسلم میں
ہے وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا ابو اسامۃ قال نا سعید بن ابی عروبۃ الحدیث (انتہی)
مسند احمد جلد رابع صفحہ ۴۲۰ میں ہے حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا اسمٰعیل ثنا سعید عن قتادۃ الحدیث
چہارم تیسرا متابع ابو علیدہ ہے اس کی تعیین و توثیق اور اس کے بعد جتنے راوی روایت ابو عوانہ
میں ہیں اُن کی تعیین و توثیق اُس کے ذمہ ہے جو اس روایت سے استدلال کرے یا دوسری
روایت کی اِس سے تقویت کرے۔ پنجم متابعت سے انجبار اُس ضعف کا ہوتا ہے جو بوجہ سوء
حفظ و اختلاط و تدلیس راوی کے ہو نہ اُس ضعف کا جو بوجہ شذوذ کے ہو کما فی الفیۃ العراقی
و شروحہا۔ ششم اگر یہ سب متابعات تسلیم کرلئے جاویں تو بھی شذوذ باقی رہتا ہے کیونکہ شاذ
کی تعریف یہ ہے کہ اُس میں ثقہ مخالفت کرے اپنے سے اوثق کی الفیہ عراقی میں ہے۔ وذو الشذوذ
ما یخالف الثقۃ۔ فیہ الملاء فالشافعی حققہ فتح المغیث میں ہے وکذا حکاہ ابو یعلی الخلیلی عن جماعۃ
من اہل الحجاز وغیرہ من المحققین لان العدد الکثیر اولی بالحفظ من الواحد وہو مشعر بان مخالفۃ
الواحد الاحفظ کافیۃ فی الشذوذ وفی کلام ابن الصلاح ما یشیر الیہ حیث قال فان کان مخالفا لما رواہ
اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط وکان ما انفرد بہ شاذا مردودا ولذا قال شیخنا فان خولف ای الراوی
بارجح منہ المزید ضبطا او کثرۃ عددا او غیر ذلک من وجوہ الترجیحات فالراجح یقال لہ المحفوظ ومقابلہ
وہو المرجوح یقال لہ الشاذ انتہی۔ شرح نخبۃ میں ہے والشاذ لغۃ الفرد واصطلاحا ما یخالف
فیہ الراوی من ہو ارجح منہ انتہی۔ اور نیز ادسی میں ہے ولا یاتی ذلک علی طریق المحدثین
الذین یشترطون فی الصحیح ان لا یکون شاذا ثم یفسرون الشذوذ بمخالفۃ الثقۃ من ہو اوثق منہ۔ اور
نیز اُس میں ہے والمنقول عن ائمۃ الحدیث المتقدمین کعبد الرحمٰن بن مہدی ویحیی القطان واحمد
بن حنبل ویحیی بن معین وعلی بن المدینی والبخاری وابی زرعۃ الرازی وابی حاتم والنسائی
والدار قطنی وغیرہم اعتبار الترجیح فیما یتعلق بالزیادۃ وغیرہا ولا یعرف عن احد منہم اطلاق قبول الزیادۃ
انتہی اور یہ مخالفت اعم ہے اِس سے کہ منافیہ ہو یا غیر منافیہ اور حافظ ابن حجر وغیرہ متاخرین
نے جو قید منافیہ کی بڑھائی ہے یہ قید متقدمین سے منقول نہیں ہے نموی حنفی مرحوم نے تعلیق
حسن میں اس مقام پر حق کا اقرار کیا ہے حیث قال فی صفحہ ۶۷ قلت کلام الحافظ ایضا لا یاتی
علی طریق المحدثین کالشافعی واحمد بن حنبل وابن معین والبخاری وابی داود وابی حاتم وابی
علی النیسابوری والحاکم والدار قطنی والبیہقی وابن القطان وغیرہم لان ما انفرد بہ الثقۃ من الزیادۃ

التی تقید حکما ان تقبل عندہم اذا ترکہا من ہو لیس باتقن منہ حفظا او اکثر عددا وا ما اذا لم یرو ہا من
ہو اوثق منہ و احفظ فغیر مقبولۃ و کذلک لاتقبل اذا لم یذکرہا جماعۃ من الثقات فانہ ظن غالب
لترجیح روایتہم علی روایتہ فانہا لو کانت محفوظۃ لما غفل عنہ سائر رواتہ و ہذا یفہم من صنیعہم فی زیادۃ
ثم لا یعود فی حدیث ابن مسعود و تصاعدا فی حدیث عبادۃ و اذا قرأ فانصتوا فی حدیث ابی ہریرۃ
و ابی موسی الاشعری و کذلک فی کثیر من المواضع من الاخبار حیث جعلوا الزیادات شاذۃ بزعمہم
ان راویہا قد تفرد بہا مع ان ہذہ الزیادات غیر منافیۃ لاصل الحدیث بحیث لا یلزم من قبولہا...
رد الروایۃ الاخری فالصواب ان الشاذ ما رواہ الثقۃ مخالفا فی نوع من الصفات لما رواہ
جماعۃ من الثقات او من ہو اوثق منہ و احفظ اعم من ان تکون المخالفۃ منافیۃ للروایۃ الاخری
ام لا و بذلک ظہر ان القسم الثالث الذی قسمہ ابن الصلاح و لم یفصح حکمہ الصحیح ان حکمہ الرد علی
مشرب جماعۃ من آئمۃ الحدیث و ہذا و ان کان مخالفا لما زعمہ غیر واحد من اہل العلم من المتاخرین
لکن الحق احق بالاتباع انتہی۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ متقدمین محدثین کے نزدیک شذوذ میں
صرف مخالفت معتبر ہے نہ منافاۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ متقدمین کے نزدیک اعتبار ترجیح کا ہے
اور مقتضائے دلیل بھی یہی ہے اور ما نحن فیہ میں ترجیح زیادۃ کو نہیں ہے کیونکہ عدد اُن لوگوں کا
جو روایت زیادۃ کی نہیں کرتے ہیں نو[9] ہے کما تقدم اور عدد اُن اشخاص کا جو روایت اس
زیادۃ کی کرتے ہیں چار ہیں۔ سلیمان[1] عمر[2] بن عامر۔ سعید[3] بن ابی عروبہ[4] ابو عبیدہ ان دونوں
عددوں کے ملاحظہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس زیادۃ کے روایت نکرنے والے وثوق اور
عدد میں زیادہ ہیں پس اس زیادۃ کے شاذ ہونے میں کوئی شک باقی نرہا یہاں تعجب ہے
نیموی سے کہ باوجود اعتراف حق کے دربارہ شذوذ کے زیادۃ و اذا قرأ فانصتوا کو صحیح کہتا
ہے حیث قال فی آثار السنن و ہو حدیث صحیح اگر کہا جاوے کہ بوجہ تحقق تین متابعات کے صحیح
کہتا ہے اور قاعدہ مذکورہ جب ہے کہ متابع نہو تو جواب اس کا بدو وجہ ہے اول یہ کہ وجود
متابعت سے انجبار اُس ضعف کا نہیں ہوتا ہے جو شذوذ سے پیدا ہوتا ہے کما فی الفیۃ و
شرحہا دوم یہ کہ متقدمین کے نزدیک اعتبار ترجیح کا ہے اور باوجود تسلیم متابعات کے
ترجیح اُسی جماعت کو ہے جس نے ذکر زیادت کا نہیں کیا ہے اور یہاں سے ظاہر ہوا جواب
اُس تقریر کا جو مولوی عبد الحی مرحوم نے امام الکلام میں کی ہے عبارت اُس کی یہ ہے
فان کان مستندہم فی ذلک ضعف سلیمان فلیس بصحیح فقد وثقہ احمد و ابن معین و الدارمی

وابن سعد وابن حبان وغیرہم وان کان تفردہ کما ہو المشہور عندہم فلیس بصحیح ایضاً لما تقدم من ذکر متابعاتہ وان کان غیر ذلک فلیبینہ حتے ینظر فیہ انتہے۔ میں کہتا ہوں کہ مستند ہمارا نہ ضعف سلیمان ہے نہ تفرد بلکہ شذوذ ہے۔ اور شذوذ متابعت سے رفع نہیں ہوتا ہے جب تک ترجیح نہ پائی جاوے والی ذلک مولوی عبدالحی صاحب سے باوجود اس فضل کمال کے سخت تعجب ہے کہ ایسی بیّن بات اُن کے سمجھ میں نہ ائی سہ ان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم + اور ایسا ہی ظاہر ہوا فساد اُس کا جو مولوی رشید احمد مرحوم نے ہدایۃ المعتدی میں لکھا ہے عبارت اس کی یہ ہے اور اُن کی زیادت حدیث ابوموسی اشعری میں ایسی ہے کہ مزید علیہ سے ہرگز کسی لفظ وجملہ کے مخالف نہیں ہے (انتہے) کیونکہ مخالفت ظاہر ہے اس لئے کہ سلیمان نے ذکر اس زیادت کا کیا ہے اور ثقات نے نہیں کیا اور مخالفت کو بمعنی منافات کے لینا جیسا کہ متاخرین نے کیا ہے غلط ہے کما تقدم تحقیقہ آنفاً دوم یہ کہ اس زیادت کی تضعیف ایک جماعت نقاد نے کی ہے اُن کے یہ ہیں۔ امام بخاری[1] ابوداؤد[2] یحیی بن معین[3] ابوحاتم الرازی[4]۔ دارقطنی[5]۔ حافظ ابوعلی النیسابوری[6]۔ علی بن عمر الحافظ[7] ابوعبداللہ الحافظ[8]۔ بیہقی[9]۔ نووی[10]۔ جیسا کہ عبارات سابقہ سے واضح ہوا اور مصحح صرف چار اشخاص ہیں۔ امام مسلم[1]۔ امام احمد[2]۔ ابن خزیمہ[3]۔ حافظ ابن حجر[4]۔ پس بنظر کثرت عدد مضعفین کے تضعیف کو ترجیح ہے تصحیح پر سیوم اس کا ایک راوی قتادہ بن دعامہ ہے وہ مدلس ہے اور یہاں عن کے ساتھ اُس نے روایت کی ہے مقدمہ فتح میں ہے احد الاثبات الا انہ کان ربما دلس وقال ابن معین رمی بالقدر وذکر ذلک عنہ جماعۃ انتہے۔ میزان میں ہے حافظ ثقۃ ثبت لکنہ مدلس رمی بالقدر خلاصہ میں ہے حافظ مدلس انتہے چہارم ایک راوی اس میں سلیمان تیمی ہے اُس کی نسبت میزان میں ہے قیل انہ کان یدلس عن الحسن وغیرہ مالم یسمعہ انتہے میزان میں ترجمہ حجاج بن ارطاۃ میں قول نسائی مذکور ہے جسمیں سلیمان تیمی کو مدلسین میں معدود کیا ہے وعبارتہ نقلت فیما سلف اور یہاں سلیمان نے عن کہا ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں یہاں سے ظاہر ہوا بطلان قول مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا ہدایۃ المعتدی صہ ۳۳ میں لکھا ہے کہ سلیمان تیمی کی نسبت کسی نے کوئی حرف وہم وتدلیس وغیرہ کا نہیں لکھا یہ سلب کلی قلۃ نظر پر دال ہے اور غلط محض واما حدیث ابوہریرہ پس اس کو روایت کیا ہے ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ نے تخریج زیلعی میں موجود ہے واما حدیث ابی ہریرۃ فرواہ ابوداؤد والنسائی

وابن ماجۃ من حدیث ابی خالد الاحمر عن محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا
قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد انتہے ذکرہ ابوداؤد فی باب الامام یصلے من قعود وقال
وہذہ الزیادۃ واذا قرأ فانصتوا لیست بمحفوظۃ والوہم عندنا من ابی خالد انتہے وتعقبہ المنذری
فی مختصرہ فقال وہذا فیہ نظر فان ابا خالد الاحمر ہذا ہو سلیمان بن حیان وہو من الثقات الذین
احتج بہم البخاری ومسلم ومع ہذا فلم ینفرد بہذہ الزیادۃ بل تابعہ علیہا ابوسعید محمد بن سعد الانصاری
الاشہلی المدنی نزیل بغداد وقد سمع من ابن عجلان وہو ثقۃ وثقہ النسائی وابن معین وغیرہما
وقد اخرج مسلم ہذہ الزیادۃ فی صحیحہ من حدیث ابی موسی الاشعری من حدیث سلیمان التیمی
عن قتادۃ وضعفہا ابوداؤد والدارقطنی والبیہقی وغیرہم لتفرد سلیمان التیمی بہا قال الدارقطنی
وقد رواہ اصحاب قتادۃ الحفاظ عنہ منہم ہشام الدستوائی وسعید وشعبۃ وہمام وابوعوانۃ وابان
وعدی ابن ابی عمارۃ فلم یقل احد منہم واذا قرء فانصتوا قال واجماعہم یدل علی وہم انتہے ولم
یوثر عند مسلم تفردہ بہ لثقتہ وحفظہ وصححہا من حدیث ابوموسی وابی ہریرۃ انتہے کلامہ ومتابعۃ
محمد بن سعد سلیمان التی اشار الیہا المنذری اخرجہا النسائی فی سننہ اخبرنا محمد بن عبد اللہ
بن المبارک ثنا محمد بن سعد الانصاری حدثنی محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلعم انما الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا انتہے
واخرجہ الدارقطنی فی سننہ وقال قال ابوعبد الرحمن کان محمد بن عبد اللہ المخرمی یقول محمد بن سعد
ہذا ثقۃ انتہے ولسلیمان متابعان اخران غیر محمد بن سعد اخرج الدارقطنی فی سننہ حدیثہما وضعفہما
احدہما اسمٰعیل بن ابان الغنوی ثنا محمد بن عجلان بہ والآخر محمد بن میسر ابی سعد الصغانی ثنا
ابن عجلان بہ قال واسمٰعیل بن ابان ومحمد بن میسر ضعیفان انتہے وقال البیہقی فی المعرفۃ بعد
ان روی حدیث ابی ہریرۃ وابی موسیٰ وقد اجمع الحفاظ علے خطاء ہذہ اللفظۃ فی الحدیث
ابوداؤد وابوحاتم وابن معین والحاکم والدارقطنی وقالوا انہا لیست بمحفوظۃ او یحمل الانصات
فیہ علی ترک الجہر کما فی الحدیث الصحیح عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلعم
اذا کبر فی الصلوۃ سکت ہنیۃ قبل ان یقرأ فقیل لہ یا رسول اللہ تقول فی سکوتک بین التکبیر
والقراءۃ فقال اقول اللہم باعد بینی وبین خطایای الحدیث انتہے بخاری جزء القرأۃ میں لکھتے
ہیں وروی ابوخالد الاحمر عن ابن عجلان عن زید بن اسلم او غیرہ عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ

عن النبی صلعم انما جعل الامام لیؤتم بہ زاد فیہ واذا قرء فانصتوا اور روی عبداللہ عن اللیث عن ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ وعن ابن عجلان عن مصعب بن محمد والقعقاع وزید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم ولم یذکروا فانصتوا ولا یعرف ہذا من صحیح حدیث ابی خالد الاحمر قال احمد اراہ کان یدلس قال ابو السائب عن ابی ہریرۃ اقرأبہا فی نفسک وقال عاصم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ اقرأفیما یجہر وقال ابو ہریرۃ کان النبی یسکت بین التکبیر والقراءۃ واذا قرأ فی سکتۃ الامام لم یکن مخالفا لحدیث ابی خالد الاحمر لانہ یقرء فی سکتات الامام فاذا قرأ انصت وروی سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم ولم یقل مازاد ابو خالد وکذلک روی ابو سلمۃ وہمام وابو یونس وغیر واحد عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم ولم یتابع ابو خالد فی زیادتہ انتہے میں کہتا ہوں یہ حدیث ضعیف ہے بچند وجوہ اوّل یہ حدیث شاذ ہے سلیمان بن حیان ابو خالد احمر نے غیر واحد ثقات اثبات کے خلاف اس زیادۃ کی روایت کی ہے وہ ثقات یہ ہیں۔ لیث [1] ۔ بکیر [2] ۔ سہیل [3] ۔ ابو سلمہ [4] ۔ ہمام [5] ۔ ابو یونس [6] وغیرہم کما ظہر من عبارۃ جزء القراءہ اگر کہا جاوے کہ ابو خالد احمر اس زیادت کے ساتھ منفرد نہیں ہے بلکہ تین اشخاص نے اُس کی متابعت کی ہے ایک محمد بن سعد انصاری دوسرا اسمعیل بن ابان تیسرے محمد بن میسر تو کہا جائے گا کہ ان میں سے دو یعنی اسمعیل بن ابان ومحمد بن میسر ضعیف ہیں کما قال الدارقطنی ۔ تقریب میں اسمٰعیل بن ابان کے ترجمہ میں ہے متروک رمی بالوضع میزان میں ہے کذبہ یحیی بن معین وقال احمد کتبنا عنہ عن ہشام بن عروۃ ثم روی احادیث موضوعۃ عن فطر وغیرہ فترکناہ قال البخاری ترک احمد والناس حدیثہ وقال ابن حبان کان یضع الحدیث علے عن ابن معین قال وضع احادیث علی سفیان وقال مسلم والنسائی متروک الحدیث وقال النسائی مرۃ لیس بثقۃ انتہے ۔ خلاصہ میں ہے ترکہ احمد ورمی بالوضع انتہے اور محمد بن میسر کے ترجمہ میں تقریب میں ہے ضعیف رمی بالارجاء میزان میں ہے قال یحیی بن معین کان جہمیا شیطانا لیس بشیٔ وقال النسائی متروک وقال الدارقطنی ضعیف وقال البخاری فیہ اضطراب انتہے کاشف میں ہے ضعفوہ انتہے ۔ خلاصہ میں ہے قال النسائی متروک انتہے ہاں محمد بن سعد البتہ ثقہ ہے مگر یہاں ضعف بوجہ شذوذ کے آیا ہے اور جو ضعف بوجہ شذوذ کے ہوتا ہے وہ متابعت سے رفع نہیں ہوتا ہے اور اگر کہا جاوے کہ جب متابع ثقہ موجود ہے تو شذوذ نہ رہا تو جواب یہ ہے کہ اُوپر محقق ہوا کہ شذوذ میں محققین کے نزدیک اعتبار ترجیح کا ہے اور ظاہر ہے کہ عدد

ص حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عثمان قال ثنا بکر عن ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم

اُن کا جنہوں نے اِس زیادۃ کی روایت نہیں کی کثیر ہے۔ دوم اِس زیادۃ کے مضعفین زیادہ ہیں مصححین سے جزء القراءۃ و سنن ابی داؤد سے معلوم ہوا کہ امام بخاری و امام ابو داؤد نے اِس کی تضعیف کی ہے اور بیہقی کی کتاب المعرفۃ سے ثابت ہوا کہ حفاظ حدیث نے اِس لفظ کی خطا پر اجماع کیا ہے اور تعداد مضعفین میں بیہقی نے اِس کتاب میں یحییٰ بن معین و ابو حاتم رازی و ابو علی حافظ و علی بن عمر حافظ و ابو عبد اللہ حافظ کو شمار کیا ہے اور سنن کبریٰ میں دار قطنی کو بھی اور منذری نے بیہقی کو اور نودی کا اِس جماعت میں ہونا عبارت شرح مسلم سے ظاہر ہے پس تعداد ان کی دس ہوئی اور مصححین کی تعداد یہ ہے۔ مسلم۔ امام احمد ابن خزیمہ منذری۔ سیوم سلیمان بن حبان سیئ الحفظ ہے مقدمہ فتح میں ہے قال ابن معین صدوق ولیس بحجۃ وقال ابن عدی انما اتی من سوء حفظہ فیغلط ویخطئ وقال ابو بکر البزار اتفق اہل العلم بالنقل انہ لم یکن حافظا وانہ روی عن الاعمش وغیرہ احادیث لم یتابع علیہا قلت لہ عند البخاری نحو ثلاثۃ احادیث من روایتہ عن حمید وہشام بن عروۃ وعبید اللہ بن عمر کلہا مما توبع علیہ انتہی میزان میں ہے عن ابن معین صدوق لیس بحجۃ وقال ابن عدی فی کاملہ بعد ان ساق لہ احادیث خولف فیہا کما قال یحییٰ صدوق لیس بحجۃ وانما اتی من سوء حفظہ انتہی کاشف میں ہے قال ابن معین لیس بحجۃ تقریب میں ہے صدوق یخطئ چہارم محمد بن عجلان اس کا راوی بھی سیئ الحفظ ہے تقریب میں ہے محمد بن عجلان المدنی صدوق الا انہ اختلطت علیہ احادیث ابی ہریرۃ انتہی سیوطی مصباح الزجاجہ میں لکھتے ہیں۔ فی سنن البیہقی قال ابو حاتم ہذہ الکلمۃ ای واذا قرء فانصتوا من تخالیط ابن عجلان انتہی خلاصہ میں ہے وذکرہ البخاری فی الضعفاء میزان میں ہے محمد بن عجلان قال الحاکم اخرج لہ مسلم فی کتابہ ثلثۃ عشر حدیثا کلہا شواہد وقد تکلم المتاخرون من ائمتنا فی سوء حفظہ قلت والثلثۃ المسمون ای مالک وشعبۃ ویحیی القطان قد رووا عنہ قال یحیی القطان کان مضطربا فی حدیث نافع وقال عبد الرحمن بن القاسم قیل لمالک ان ناسا من اہل العلم یحدثون قال من ہم فقیل لہ ابن عجلان فقال لم یکن ابن عجلان یعرف ہذہ الاشیاء ولم یکن عالما انتہی مقدمہ فتح میں ہے محمد عجلان المدنی صدوق مشہور فیہ فقال ابن قبل حفظہ لہ مواضع معلقۃ انتہی۔ کاشف میں ہے وثقہ احمد وابن معین وقال غیرہما سیئ الحفظ وقال الحاکم ابو عبد اللہ خرج لہ م ثلثۃ عشر حدیثا کلہا فی الشواہد انتہی پنجم محمد بن عجلان اِس زیادۃ کی روایت کے ساتھ متفرد ہے

اگر کہا جاوے کہ روایت بیہقی میں خارجہ بن مصعب ویحیی بن العلا نے اس کی متابعت کی ہے
تو جواب یہ ہے کہ یہ دونوں راوی بہت ضعیف بلکہ متہم بالکذب ہیں صلاحیت متابعت کی
نہیں رکھتے ہیں اما خارجہ بن مصعب پس تقریب میں ہے متروک وکان یدلس عن الکذابین
ویقال ان ابن معین کذبہ میزان میں ہے وہاہ احمد وقال ابن معین کذاب وقال خ
ترکہ ابن المبارک ووکیع وقال الدارقطنی وغیرہ ضعیف خلاصہ میں ہے ضعفہ غیر واحد وہاہ
احمد وترکہ ابن المبارک ووکیع وقال الدارقطنی وغیرہ ضعیف اما یحیی بن العلاء پس تقریب
میں ہے رمی بالوضع کاشف میں ہے ترکوہ خلاصہ میں ہے کذبہ وکیع واحمد میزان میں ہے۔
قال الدارقطنی متروک وقال احمد بن حنبل کذاب یضع الحدیث وروی عباس عن یحیی لیس بثقۃ
انتہے میزان میں اس کی چند احادیث موضوعہ ذکر کی ہیں ششم حدیث صحیح علاء میں ہے کہ
حضرت ابوہریرہ رض نے امر کیا ساتھ پڑھنے سورہ فاتحہ کے خلف الامام اور صحت حدیث علاء
کا مقتضٰی ہے خطاء حدیث ابوہریرہ اذا قرأ فانصتوا پس معلوم ہوا کہ یہ زیادۃ حدیث ابوہریرہؓ
میں ثابت نہیں ہے اگر کہا جاوے کہ حدیث علاء محمول ہے صلوۃ سریہ پر اور زیادۃ مذکورہ
محمول ہے جہریہ پر تو جواب یہ ہے کہ جزء القراءۃ میں حدیث علاء میں یہ لفظ وارد ہے قلت
یا ابا ہریرۃ کیف اصنع اذا کنت مع الامام وہو یجہر بالقراءۃ قال ویلک یا فارسی اقرء بہا فی نفسک
اگر کہا جاوے کہ اس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے اور وہ ضعیف ہے تو جواب یہ ہے کہ
محققین کے نزدیک اس کی سب جروح غیر مقبول ہیں سوائے تدلیس کے کما تقدم اور یہاں
اس نے حدثنا کہا ہے۔ پس تدلیس کا مظنہ باقی نرہا اور مؤید ہے اس کی روایت عاصم کی
جزء القراءۃ میں ہے وقال عاصم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ اقرأ فیما یجہر۔ ہفتم ابو خالد مدلس ہے جزء القراءۃ
میں ہے قال احمد اراہ کان یدلس انتہے اور یہاں اس نے عن کہا ہے اور عنعنہ مدلس کا غیر
مقبول ہے۔ ہشتم بعد تسلیم صحت حدیث ابوموسی الاشعری وحدیث ابوہریرہؓ جس میں یہ زیادت
ہے کہا جائیگا کہ اس سے مدعی حنفیہ کا کہ منع قراءۃ فاتحہ خلف الامام ہے جہریہ وسریہ میں ثابت
نہیں ہوتا ہے بلکہ منع قراءۃ خلف الامام جہریہ میں ثابت ہوتا ہے فلایتم التقریب ہاں یہ دلیل
مالکیہ کی البتہ ہوسکتی ہے اسی لئے حافظ نے فتح ...... میں کہا واستدل من اسقطہا عنہ فی الجہریۃ
کالمالکیۃ بحدیث واذا قرء فانصتوا وہو حدیث صحیح اخرجہ مسلم من حدیث ابی موسی الاشعری
انتہے پھر اس استدلال کا جواب بھی دیا ہے وہ جو وجہ نہم میں ابھی انشاء تعالے آتا ہے اور

سندی حنفی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں قولہ واذا قرء فانصتوا کم ای اسکتوا للاستماع
وہٰذا لایکون الا حالۃ الجہر ثم جمع بین الحدیثین یعنے حدیث عبادۃ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
وحدیث واذا قرء فانصتوا ممکن ہے بدیں وجہ کہ انصات کیا جاوے ماعدا سے فاتحہ میں اگر
کہا جاوے کہ جمع منحصر اس صورت میں نہیں ہے بلکہ یوں بھی ہو سکتی ہے کہ حدیث عبادۃ غیر
ماموم پر محمول کیجاوے کیونکہ دونوں حدیثیں من وجہ عام ہیں حدیث عبادہ تو ماموم وغیر ماموم
کے لئے عام ہے اور حدیث واذا قرء فانصتوا فاتحہ وغیر فاتحہ کے لئے عام ہے فلا وجہ لجعل
احدہما مخصصا دون الآخر من دون مرجح تو جواب یہ ہے کہ یہاں حنفیہ مدعی ہیں واہل حدیث
مانع اور مانع کو ابداء احتمال کافی ہے نہ مدعی کو کما تقدم والالزم مقابلۃ المنع بالمنع علاوہ اسکے
جب دونوں حدیثیں من وجہ عام ہیں اور کوئی وجہ ترجیح کی نہیں ہے تو مرجح تلاش کیا
گیا پس وہ حدیث مرجح پائی گئی جس میں فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء
بہا ہے اور یہ حدیث بہت طرق سے وارد ہوئی ہے اور نقاد نے اس کی تحسین و تصحیح کی
ہے۔ کما تقدم۔ دہٰشتم یہ کہ حمل کیا جاوے انصات ترک جہر پر جیسا کہ بیہقی نے معرفۃ میں کہا
او یحمل الانصات فیہ علی ترک الجہر کما فی الحدیث الصحیح عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ قال کان
رسول اللہ صلعم اذا کبر فی الصلوٰۃ سکت ہنیئۃ قبل ان یقرء فقیل لہ یا رسول اللہ ما تقول
فی سکوتک بین التکبیر والقراءۃ فقال اقول اللہم باعد بینی وبین خطایای الحدیث انتہے۔ کذا
ذکرہ الزیلعی۔ دلیل ششم حنفیہ کی حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ یہ حدیث
اشہر ادلہ حنفیہ سے ہے اور چند طرق سے وارد ہے اور سب طرق ضعیف ہیں یہ حدیث جابر
بن عبد اللہ و ابن عمر و خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی
ہے اما حدیث جابر پس اخراج کیا اس کو ابن ماجہ نے اپنے سنن میں عن جابر الجعفی عن
ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ یہ حدیث
ضعیف ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اس کی سند میں جابر جعفی ہے وہ بہت ضعیف ہے یہانتک
کہ اس کو بعض نے کذاب کہا ہے زیلعی میں ہے وجابر الجعفی مجروح روی عن ابی حنیفۃ انہ
قال ما رایت اکذب من جابر الجعفی تقریب میں ہے جابر بن یزید الحارث الجعفی ابو عبد اللہ الکوفی
ضعیف رافضی انتہے کاشف میں ہے من اکبر علماء الشیعۃ وثقہ شعبۃ وترکہ جماعۃ قال ابو داؤد
لیس فی کتابی لہ سوے حدیث فی السہو خلاصہ میں ہے وثقہ الثوری وغیرہما وقال النسائی متروک

فی (د) فرد حدیث انتہے مقدمہ صحیح مسلم میں ہے حدثنا ابو غسان محمد بن عمرو الرازی قال سمعت جریرا یقول لقیت جابر بن یزید الجعفی فلم اکتب عنہ لانہ کان یؤمن بالرجعۃ حدثنا حسن الحلوانی قال نا یحیی بن آدم قال نا مسعر قال نا جابر بن یزید قبل ان یحدث ما احدث وحدثنی سلمۃ بن شبیب قال نا الحمیدی قال نا سفیان قال کان الناس یحملون عن جابر قبل ان یظہر ما اظہر فلما اظہر ما اظہر اتہمہ الناس فی حدیثہ وترکہ بعض الناس فقیل لہ وما اظہر قال الایمان بالرجعۃ وحدثنی سلمۃ بن شبیب قال نا سفیان قال سمعت رجلا سال جابرا عن قولہ تعالیٰ فلن ابرح الارض حتے یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی وہو خیر الحاکمین قال فقال جابر لم یجئ تاویل ہذہ قال سفیان وکذب فقلنا وما اراد بہذا فقال ان الرافضۃ تقول ان علیا فی السحاب فلا نخرج مع من خرج من ولدہ حتی ینادی مناد من السماء یرید علیا انہ ینادی اخرجوا مع فلان یقول جابر فذا تاویل ہذہ الآیۃ وکذب کانت فی اخوۃ یوسف وحدثنا سلمۃ قال نا الحمیدی قال نا سفیان قال سمعت جابرا یحدث بنحو من ثلاثین الف حدیث ما استحل ان اذکر منہا شیئا وان لی کذا وکذا انتہے۔ سندی حنفی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں وفی مجمع الزوائد فی اسنادہ جابر الجعفی کذاب انتہے میزان میں ہے وقال سلام بن ابی مطیع قال لی جابر الجعفی عندی خمسون الف باب من العلم ما حدثت بہم احدا فاتیت ایوب فذکرت ہذا لہ فقال اما آلان فہو کذاب وروی اسمٰعیل بن ابی خالد عن الشعبی انہ قال یا جابر لا تموت حتے تکذب علے رسول اللہ صلعم قال اسمٰعیل فما مضت الایام واللیالی حتی اتہم بالکذب عبد اللہ بن احمد عن ابیہ قال ترک یحیے القطان جابر الجعفی وثنا عنہ عبد الرحمٰن قدیما ثم ترکہ بآخرہ وترک یحیے حدیث جابر بآخرہ ابو یحییٰ الحمانی سمعت ابا حنیفۃ یقول ما رائیت فیمن رائیت افضل من عطاء ولا اکذب من جابر الجعفی ما اتیتہ بشیء الا جاءنی فیہ بحدیث وزعم ان عندہ کذا وکذا الف حدیث لم یظہرہا جریر بن عبد الحمید عن ثعلبۃ قال اردت جابر الجعفی فقال لی لیث بن ابی سلیم لا تاتہ فانہ کذاب وقال النسائی وغیرہ متروک وقال یحیے لا یکتب حدیثہ ولا کرامۃ وقال ابو داؤد لیس عندی بالقوی فی حدیثہ وقال عبد الرحمٰن بن مہدی الا تعجبون من سفیان بن عیینۃ لقد ترکت جابر الجعفی لقولہ لما حکی عنہ اکثر من الف حدیث ثم ہو یحدث عنہ وقال ابو معاویۃ سمعت الاعمش یقول الیس اشعث بن سوار یسالنی عن حدیث فقلت لا ولا نصف حدیث الیس انت الذی تحدث عن جابر الجعفی وقال جریر بن حمید لا استحل ان یحدث عن جابر الجعفی کان یؤمن بالرجعۃ وقال یحیی بن یعلی المحاربی طرح زائدۃ حدیث جابر الجعفی وقال ہو

کذاب یؤمن بالرجعۃ وقال عباس الدوری عن یحیٰی لم یدع جابرا من راہ الا زائدۃ کان جابر
کذابا لیس بشیٔ وقال شہاب بن عباد سمعت ابا الاحوص یقول کنت اذا مررت بجابر الجعفی سالت
ابی العافیۃ وذکر شہاب انہ سمع ابن عیینۃ یقول ترکت جابر الجعفی وما سمعت منہ قال دعا
رسول اللہ صلعم علیا فعلمہ مما تعلم ثم دعا علی الحسن فعلمہ مما تعلم ثم دعا الحسن الحسین فعلمہ مما تعلم ثم الحسین
دعا ولدہ حتٰی بلغ جعفر بن محمد قال سفیان فترکتہ لذلک الشافعی سمعت سفیان سمعت من جابر
الجعفی کلاما بادرت خفت ان یقع علینا السقف قال سفیان کان یؤمن بالرجعۃ وقال الجوزجانی
کذاب سالت احمد عنہ فقال ترکہ عبد الرحمٰن فاستراح العقیلی ثنا حبان بن اسحٰق المروزی ثنا
اسحٰق بن ماجویہ الترمذی ثنا یحیٰی بن یعلی سمعت زائدۃ یقول جابر الجعفی رافضی یشتم اصحاب
النبی صلعم انتہٰی ملخصا حافظ عبد العظیم منذری ترغیب الترہیب میں لکھتے ہیں جابر بن زید الجعفی
الکوفی عالم الشیعۃ ترک یحیی القطان حدیثہ وقال النسائی وغیرہ متروک و وثقہ شعبۃ وسفیان
الثوری وقال وکیع ما شککتم فی شیٔ فلا تشکوا ان جابر الجعفی ثقۃ انتہٰی۔ دوم یہ کہ جابر جعفی مدلس ہے
میزان میں ہے وقال یحیٰی بن ابی بکیر عن شعبۃ کان جابر اذا قال انا وثنا وسمعت فہو من اوثق
الناس انتہٰی جزء القراءۃ میں ہے قال البخاری وروی الحسن بن صلح عن جابر عن ابی الزبیر
عن جابر عن النبی صلعم ولا یدری اسمع جابر من ابی الزبیر ام لا انتہٰی اور عنعنہ مدلس کا مقبول
نہیں اگر کہا جاوے کہ جابر جعفی کی متابعت لیث بن ابی سلیم نے کی ہے زیلعی میں ہے واخرجہ
ابن عدی والدارقطنی عن الحسن بن صالح عن لیث بن ابی سلیم و جابر عن ابی الزبیر مرفوعا
نحوہ قال ابن عدی وہذا معروف بجابر الجعفی ولکن الحسن بن صالح قرنہ باللیث واللیث ضعفہ
احمد والنسائی وابن معین والسعدی ولکنہ مع ضعفہ یکتب حدیثہ فان الثقات رووا عنہ کشعبۃ
والثوری وغیرہما انتہٰی تو جواب یہ ہے کہ لیث بن ابی سلیم قوی الضعف ہے میزان میں ہے
لیث بن ابی سلیم اللیث الکوفی احد العلماء قال احمد مضطرب الحدیث ولکن حدث عنہ الناس
وقال یحیی والنسائی ضعیف وقال ابن حبان اختلط فی آخر عمرہ وقال عبد اللہ بن احمد ثنا
ابی قال ما رایت یحیی بن سعید اسوء رایا فی احد منہ فی لیث ومحمد بن اسحٰق وہمام لا یستطیع
احد ان یراجعہ فیہم وقال ابن معین لیث اضعف من عطاء بن السائب وقال محمد بن الفضیل
سالت عیسٰی بن یونس عن لیث بن ابی سلیم فقال قد رآیتہ وکان قد اختلط وکنت ربما مررت
بہ ارتفاع النہار وہو علی المنارۃ یؤذن انتہٰی تقریب میں ہے صدوق اختلط اخیرا ولم یتمیز

حدیثہ فترک انتہے خلاصہ میں ہے قال احمد مضطرب الحدیث ترغیب وترہیب میں ہے لیث بن ابی سلیم فیہ خلاف وقد حدث عنہ الناس وضعفہ یحییٰ والنسائی وقال ابن حبان اختلط فی آخر عمرہ وقال مؤمل بن الفضل سالت عیسے بن یونس عن لیث فقال قد رایتہ وکان قد اختلط وکنت ربما مررت ارتفاع النہار وہو علی المنارۃ یوذن انتہے ان عبارات سے ظاہر ہوا کہ اختلاط لیث کا اسقدر بڑہا ہوا تھا کہ ارتفاع نہار کے وقت منارہ پر اذان دیتا تھا اور حدیث اُس کی متمیز نہوئی کہ قبل الاختلاط کون لیگئی ہے اور بعد الاختلاط کون اسلیے اُس کی حدیث چھوڑ دی گئی پس اِس کے قوی .. الضعف ہونے میں کیا شک ہے اور جابر جعفی بھی قوی الضعف ہے بعض نے اُسکو کذاب کہا ہے اور بعض نے متروک الحدیث پس حدیث جابر کے ضعف کا انجبار حدیث لیث سے نہیں ہوسکتا ہے اور نہ حدیث لیث کا انجبار حدیث جابر سے - الفیہ عراقی میں ہے - وان یکن الکذب او شذا ٭ او قوی الضعف فلم یجبر ذا ٭ فتح الباقی وغیرہ میں ہے کہ حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثا من امر دینہا بعثہ اللہ یوم القیامۃ فی زمرۃ الفقہاء والعلماء فقد اتفق الحفاظ علے ضعفہ مع کثرۃ طرقہ لقوۃ ضعفہ وقصورہا عن جبرہ بخلاف ما مر مما خف ضعفہ ولم یقصر الجابر عن جبرہ انجبر واعتضد وکحدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم قال البیہقی ہذا حدیث مشہور بین الناس واسنادہ ضعیف قد روی من اوجہ کثیرۃ کلہا ضعیف انتہے تیسرا راوی اِس کا محمد بن مسلم ابو الزبیر مکی مدلس ہے تقریب میں ہے صدوق الا انہ یدلس مقدمہ فتح میں ہے محمد بن مسلم بن تدرس ابو الزبیر المکی احد التابعین مشہور وثقہ الجمہور وضعفہ بعضہم لکثرۃ التدلیس وغیرہ انتہے اور یہاں اُس نے عن کہا ہے دوسرا طریق حدیث جابر کا وہ ہے جسکو دار قطنی لائے ہیں عبارت اُن کی یہ ہے حدثنا علی بن عبد اللہ بن مبشر ثنا محمد بن حرب الواسطی ثنا اسحق الازرق عن ابی حنیفۃ عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ لم یسندہ عن موسی بن ابی عائشۃ غیر ابی حنیفۃ والحسن بن عمارۃ وہما ضعیفان انتہے اور نیز سنن دار قطنی میں ہے حدثنا بہ احمد بن محمد بن سعید نا یوسف بن یعقوب بن ابی الازہر الیتمی ثنا عبید بن یعیش ثنا یونس بن بکیر ثنا ابو حنیفۃ والحسن بن عمارۃ بہذا الحسن بن عمارۃ متروک الحدیث وروی ہذا الحدیث سفیان الثوری وشعبۃ واسرائیل بن یونس وشریک وابو خالد الدالانی وابو الاحوص وسفیان بن عیینۃ وجریر بن عبد الحمید وغیرہم عن موسی بن ابی عائشۃ

عن عبداللہ بن شداد مرسلا عن النبی صلعم وہو الصواب انتہے اس حدیث میں کلام ہے بچند
وجوہ اول یہ کہ اس کی سند میں امام ابوحنیفہ واقع ہیں نسائی و دارقطنی و ابن عدی و ابن
الجوزی وغیرہم نے ان کی تضعیف کی ہے تحقیق المقام یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ مختلف فیہ ہیں۔
تاریخ ابن خلکان میں ہے وقد ذکر الخطیب فی تاریخہ منہا اے مناقب الامام ابی حنیفۃ شیئا
کثیرا ثم اعقب ذلک بذکر ما کان الالیق ترکہ والاضراب عنہ فمثل ہذا الامام لایشک فی دینہ ولا
فی ورعہ وتحفظہ انتہے اور خیرات حسان میں ہے اعلم ان الخطیب لم یقصد بذلک الا جمع ما قیل فی
فی الرجل علی عادۃ المورخین ولم یقصد بذلک حطہ عن مرتبتہ وانتقاصہ بدلیل انہ قدم کلام
المادحین واکثر منہ ومن نقل ماسرہ السابقۃ اذ اکثرہا مما اعتمد اہل المناقب فیہ علے تاریخ بغداد
للخطیب ثم عقبہ بذکر کلام القادحین فیہ انتہے۔ اور خیرات حسان میں ہے قال ابوعمر یوسف بن
عبدالبر الذین رووا عن ابی حنیفۃ ووثقوہ واثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ والذین تکلموا فیہ
من اہل الحدیث اکثر ما عابوا علیہ الاغراق فی الرائے والقیاس انتہے۔ میزان میں ہے
وترجم لہ الخطیب فی فصلین من تاریخہ واستوفی کلام الفریقین معدلیہ ومضعفیہ انتہے تذکرۃ الحفاظ
میں ہے ابوحنیفۃ الامام الاعظم فقیہ العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التیمی مولاہم الکوفی
مولدہ سنۃ ثمانین راے انس بن مالک غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ رواہ ابن سعد عن سیف
بن جابر انہ سمع ابا حنیفۃ یقول وحدث عن عطاء ونافع وعبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج وعدی
بن ثابت وسلمۃ بن کہیل وابی جعفر محمد بن علی وقتادۃ وعمرو بن دینار وابی اسحٰق وخلق کثیر وحدث
عنہ وکیع ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت وابوعاصم وعبدالرزاق وعبیداللہ بن موسیٰ وابو
نعیم وابوعبدالرحمٰن المقرئ وبشر کثیر وکان اماما ورعا عالما متعبدا کبیر الشان لایقبل جوائز السلطان
بل یتجر ویتکسب قال ضرار بن صرد سئل یزید بن ہرون ایما افقہ الثوری وابوحنیفۃ فقال ابوحنیفۃ
افقہ وسفیان احفظ للحدیث وقال یزید ما رایت احدا اورع ولا اعقل من ابی حنیفۃ وروی احمد
بن محمد بن القسم بن محرز عن یحییٰ بن معین قال لاباس بہ لم یکن یتہم ولقد ضربہ یزید بن عمر بن ہبیرۃ
علے القضاء فابی ان یکون قاضیا وقال ابوداؤد رحمہ اللہ ان ابا حنیفۃ کان اماما انتہے مختصرا
حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب ۔ ۔ ۔ میں لکھتے ہیں قال محمد بن سعد سمعت یحییٰ بن
معین یقول کان ابوحنیفۃ ثقۃ لایحدث بالحدیث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لایحفظہ وقال صالح
بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث انتہے ابن الاثیر جزری نے

جامع الاصول میں لکھا ہے ولو ذہبنا الی شرح مناقبہ و فضائلہ لاطلنا الخطب ولم نصل الی الغرض
منہا فانہ کان عالما زاہدا عابدا ورعا تقیا اماما فی علوم الشریعۃ مرضیا انتہے اور خیرات حسان میں
ہے قال ابو عمر یوسف بن عبد البر وقد قال ابن المدینی ہو ثقۃ لا باس بہ وکان شعبۃ حسن الرأے
فیہ وقال یحیی بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ فقیل لہ وکان یکذب قال لا انتہے
اور نیز خیرات حسان میں ہے وسئل سفیان عنہ قال نعم کان ثقۃ صدوقا فی الفقہ والحدیث
مامونا علی دین اللہ وسئل ابن معین عنہ اثقۃ ہو فقال نعم ما سمعت احدا یضعفہ ہذا شعبۃ یکتب لہ
ان یحدث انتہے مزی تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحیی بن معین
یقول کان ابو حنیفۃ ثقۃ لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظ وقال صالح بن محمد
الاسدی سمعت یحیی بن معین یقول ابو حنیفۃ ثقۃ فی الحدیث وقال احمد بن محمد بن القسم بن محرز
عن یحیی بن معین کان ابو حنیفۃ لا باس بہ وقال مرۃ کان ابو حنیفۃ عندنا من اہل الصدق
ولم یتہم بالکذب انتہے ذہبی نے تذہیب میں کہا قال صالح بن محمد جزرۃ وغیرہ سمعت یحیی بن معین
یقول ابو حنیفۃ ثقۃ فی الحدیث وروی احمد بن محمد بن محرز عن ابن معین لا باس بہ انتہے تقریب
میں ہے النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام یقال اصلہ من فارس ویقال مولی بنی تیم فقیہ
مشہور من السادسۃ انتہے خلاصہ میں ہے النعمان بن ثابت الفارسی ابو حنیفۃ امام العراق
وفقیہ الامۃ عن عطاء ونافع والاعرج وطائفۃ وعنہ ابنہ حماد وزفر وابو یوسف ومحمد وجماعۃ وثقہ
ابن معین وقال ابن المبارک ما رأیت فی الفقہ مثل ابی حنیفۃ وقال مکی ابو حنیفۃ اعلم اہل زمانہ
وقال القطان لا نکذب اللہ ما سمعنا احسن من رائے ابی حنیفۃ قال ابن المبارک ما رایت
اورع منہ انتہے کاشف میں ہے النعمان بن ثابت بن زوطا الامام ابو حنیفۃ فقیہ اہل العراق
مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبۃ رائے انسا وسمع عطاء والاعرج ونافعا وعکرمۃ وعنہ ابو یوسف ومحمد و
ابو نعیم افردت سیرتہ فی جزء انتہے نسائی کتاب الضعفاء والمتروکین میں لکھتے ہیں نعمان بن ثابت
ابو حنیفۃ لیس بالقوی فی الحدیث وہو کثیر الغلط والخطاء علی قلۃ روایتہ انتہے میزان میں ہے
النعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفۃ الکوفی امام الرائے ضعفہ النسائی من جہۃ حفظہ وابن عدی
وآخرون وترجم لہ الخطیب فی فصلین من تاریخہ واستوفی کلام الفریقین معدلیہ ومضعفیہ انتہے
اگر کہا جاوے کہ یہ عبارت بعض نسخ میزان میں ہے اور بعض میں نہیں جیسا کہ کاتب نے عذر
کیا ہے بدیں عبارت لما لم تکن ہذہ الترجمۃ فی نسخۃ وکانت فی الاخری اوردتہا علی الحاشیۃ

اس لئے یہ عبارت قابل اعتماد نہیں تو جواب یہ ہے کہ بعض نسخوں میں ہونا اور بعض میں نہ ہونا
موجب عدم اعتماد نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آتا ہے کہ وہ نسخہ جو متن میں لکھا گیا ہے وہ بھی قابل اعتماد
نہ ہو علاوہ اس کے بخاری و ابوداؤد کی کتنی روایتیں ایسی ہیں کہ بعض نسخے میں ہیں بعض میں
نہیں اور اُن کو بھی حاشیہ میں لکھا جاتا ہے چاہئے کہ وہ روایتیں بھی قابل اعتماد نہ سمجھی
جاویں نیموی نے تعلیق حسن میں لکھا ہے قلت ومما یدل علی انہا الحاقیۃ ان الذہبی لم یورد
کنیۃ الامام فی باب الکنی من المیزان علے حسب عادتہ والدلیل الواضح علی کونہا الحاقیتہ
ان الذہبی اقر بنفسہ انہ لم یذکر ترجمۃ فی المیزان حیث قال فی دیباجتہ وکذا لا اذکر فی کتابی
من الائمۃ المتبوعین فی الفروع احدا لجلالتہم فی الاسلام وعظمتہم فی النفوس مثل ابی حنیفۃ والشافعی
والبخاری انتہے وقال العلامۃ العراقی فی شرح الالفیۃ والسیوطی فی تدریب الراوی الا انہ
لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین انتہے کلامہما فہذہ العبارات تنادی باعلے
صوت ان ترجمۃ الامام علے ما فی بعض النسخ الحاقیۃ جدا انتہے قلت وفیہ کلام من وجوہ الاول
ان الذہبی لیس من عادتہ ایراد کنیۃ صاحب الترجمۃ فی باب الکنی بل قد یورد وقد لا یورد ولہ
امثلۃ کثیرۃ منہا ابان بن جبلۃ الکوفی ابو عبد الرحمن لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابان بن ابی
عیاش فیروز ابو اسمٰعیل البصری لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی۔ ومنہا ابان بن یزید العطار الحافظ
ابو یزید البصری لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا اباء بن جعفر ابو سعید لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا
ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابی حبیبۃ الاشہلی ابو اسمٰعیل لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم
بن خالد ابو ثور الکلبی لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم بن زکریا ابو اسحق العجلی البصری
المعلم لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف ابو اسحق
الزہری المدنی لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم سعید الجوہری الحافظ ابو اسحق البغدادی
لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم بن عبد الصمد بن موسی بن محمد ابو اسحق الہاشمی العباسی
امیر الحاج لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا محمد بن اسحق بن یسار ابو بکر المخزومی لیس لکنیۃ ذکر
فی الکنی ومنہا اسحق بن ابراہیم بن مخلد الحافظ ابو یعقوب الحنظلی ابن راہویہ لیس لکنیۃ
ذکر فی الکنی ومنہا الحسن بن صالح ابن حی الفقیہ ابو عبد اللہ الہمدانی لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی
ومنہا کامل بن العلاء ابو العلاء السعدی الکوفی لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا موسی بن اسمٰعیل
ابو سلمۃ المقری التبوذکی البصری الحافظ الحجۃ۔ لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی وغیر ذلک من غیر واحد

من الامثلہ۔ والثانی ان الذہبی قال بعد قولہ وکذا لا اذکر فی کتابی من الائمۃ المتبوعین الی قولہ والبخاری فان ذکرت احدا منهم فاذکرہ علی الانصاف ومایضرہ ذلک عند اللہ ولا عند الناس اذ انما یضر الانسان الکذب والاصرار علی کثرۃ الخطاء والتجری علی تدلیس الباطل فانہ خیانۃ وجنایۃ والمرء المسلم یطبع علی کل شے الا الخیانۃ والکذب انتہے فہذا اصرح دلیل علی ان الذہبی لا ینفی ذکر احد من الائمۃ المتبوعین مطلقا فی کتابہ وانما ینفی ذکر احد منهم علے غیر الانصاف والثالث ان قول العراقی والسیوطی الا انہ لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین مبنی علے عدم عثورہما علے النسخۃ التی فیہا ذکر ترجمۃ الامام ابحنیفۃ رح وہذا لا یقتضی کونہا الحاقیۃ ویعضدہ ما فی فتح الباقی فی مبحث الجرح المفسر من انہ یکون قادحا کما فسر الذہبی وابن عبد البر وابن عدی والنسائی والدارقطنی فی ابحنیفۃ انہ ضعیف من قبل حفظہ انتہے فہذا التفسیر من الذہبی انکان فی المیزان فقد ثبت صحۃ النسخۃ التی فیہا ذکر ترجمۃ الامام وان کان فی غیرہ فقد ثبت التائید وقال النیموی ایضا فی التعلیق الحسن فحاصل الکلام ان الجرح المفسر لم یثبت فی حق الامام ابی حنیفۃ عن احد من ائمۃ الفن قولا یقدح فی عدالتہ الجرح المبہم الذی صدر عن الدارقطنی واضرابہ انتہے اقول قد ثبت من فتح الباقی کون الجرح مفسرا والجرح المبہم وان لم یقدح فی العدالۃ الا انہ یوجب التوقف عن الاحتجاج بما رواہ کما قال ابن الصلاح فی مقدمتہ وقال النیموی ایضا علے ان الجرح المفسر ایضا لا یقبل بعض الاحیان فی حق الاعیان الخ اقول الجرح المفسر اذا صدر من الائمۃ الغیر المتشددین کالذہبی وابن عبد البر وغیرہما ولم یوجد ہناک قرینۃ تحمل علے الوقیعۃ فیہ من تعصب مذہبی او منافستہ دنیویۃ فای وجہ لعدم قبولہ ومن ہہنا عرفت بطلان ما قالہ المولوی عبد الحی المرحوم فی غیث الغمام حیث قال وخلاصۃ المرام فی ہذا المقام انہ لا شبہۃ فی کون ابحنیفۃ ثقۃ وکون روایتہ معتبرۃ مصححۃ والجروح الواقعۃ علیہا بعضہا مبہمۃ وبعضہا صادرۃ من اقرانہ وبعضہا من المتعصبین المخالفین لہ وبعضہا من المشددین المتساہلین فکلہا غیر مقبولۃ انتہے وجہ البطلان ان بعض الجروح مفسر صادر من غیر الاقران ومن غیر المتعصبین ومن غیر المشددین بوح الذہبی وابن عبد البر وعلی بن المدینی وغیرہم فلا وجہ لعدم قبولہ میزان میں ترجمۂ اسمٰعیل بن حماد میں ہے اسمٰعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت الکوفی عن ابیہ عن جدہ قال ابن عدی ثلثہم ضعفاء انتہے یہاں ذہبی نے ابن عدی کا قول نقل کرکے اُسپر رد نہیں کیا یہ پکی دلیل ہے اسپر کہ امام ابوحنیفہ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہیں ورنہ ذہبی موافق اپنی عادت کے ضرور ابن عدی پر رد کرتا اس عادت کے اثبات میں چند عبارات

پیش کیجاتی ہیں - میزان میں ترجمہ ابان بن اسحق المدنی میں ہے قال ابو الفتح الازدی متروک
قلت لا یترک فقد وثقہ احمد العجلی اور ترجمہ ابان بن یزید العطار میں ہے ثم قال ابن عدی ہو...
حسن الحدیث فیما سکت یکتب حدیثہ وعامتہا مستقیمۃ وارجوانہ من اہل الصدق قلت بل ہو
حجۃ ثقۃ وقد اوردہ ایضاً العلامۃ ابو الفرج ابن الجوزی فی الضعفاء ولم یذکر فیہ اقوال من وثقہ
وہذا من عیوب کتابہ یسیر د الجرح ویسکت عن التوثیق ولولا ان ابن عدی وابن الجوزی ذکرا
ابان بن یزید لما اوردتہ اصلا انتہے اور ترجمہ ابراہیم بن ایوب الفرسانی الاصبانی میں ہے قال
ابو حاتم مجہول قالہ عنہ ابن الجوزی وما رایتہ انا فی کتاب ابن ابی حاتم بل فیہ انہ روی عنہ النضر
بن ہشام وعبد الرزاق بن بکر الاصبہانیان انتہے اور ترجمہ ابراہیم بن البراء بن النضر بن انس
بن مالک الانصاری میں ہے قال ابن حبان ہو الذی روی عن الشاذکونی عن البراء اوردی
عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ مرفوعا من ابی صبیا حتے یتشہد وجبت لہ الجنۃ وہذا باطل قلت
احسب ان ابراہیم بن البراء ہذا الراوی عن الشاذکونی آخر صغیر انتہے حافظ ابن عبد البر تمہید
شرح موطا بحث قراءۃ خلف الامام میں لکھتے ہیں لم یسندہ ای حدیث من کان لہ امام فقراءۃ
الامام لہ قراءۃ غیر ابی حنیفۃ رح وہو سیئ الحفظ عند اہل الحدیث انتہے امام محمد بن نصر مروزی
قیام اللیل میں لکھتے ہیں سمعت اسحق بن ابراہیم یقول قال ابن المبارک کان ابو حنیفۃ یتیما
فی الحدیث انتہے ابن الجوزی منتظم میں لکھتے ہیں عن عبد اللہ بن علی بن المدینی قال سالت
ابی عن ابی حنیفۃ یضعفہ جدا وقال خمسون حدیثا اخطاء فیہا انتہے - اور نیز منتظم میں ہے عن
ابی حفص عمر بن علی قال ابو حنیفۃ رح لیس بحافظ مضطرب الحدیث واہب الحدیث انتہے
اور نیز اُسی میں ہے قال ابو بکر بن داؤد جمیع ما روی ابو حنیفۃ الحدیث مائۃ وخمسون اخطار
او قال غلط فی نصفہا انتہے ان عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ رح بوجہ سوء
حفظ کے ضعیف ہیں اور اگر ثقہ ہونا اُن کا تسلیم کر لیا جاوے تو بھی حدیث جابر ضعیف ہے
بسبب شذوذ کے کیونکہ امام صاحب نے ثقات اثبات کے خلاف اِس حدیث کو مسند
کیا ہے اور ثقات اثبات نے اُس کو مرسلا روایت کیا ہے وہ ثقات اثبات یہ ہیں سفیان
ثوری وشعبہ واسرائیل بن یونس وشریک وابو خالد والالانی وابو الاحوص وسفیان بن عیینۃ
وجریر بن عبد الحمید وابو عوانۃ وزائدہ وزہیر وابن ابی لیلی وقیس کما یظہر من سنن الدارقطنی
وکتاب المعرفۃ للبیہقی والکامل لابن عدی اگر کہا جاوے کہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں

وقولہم ان الحفاظ الذین عدوہم لم یرفعوہ غیر صحیح قال احمد بن منیع فی مسندہ اخبرنا اسحق الازرق ثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رضہ قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہٗ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ قال وحدثنا جریر عن موسی بن ابی عائشہ عن عبید اللہ بن شداد عن النبی صلعم فذکرہ ولم یذکر عن جابر ورواہ عبد بن حمید ثنا ابو نعیم ثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلعم فذکرہ واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط الشیخین والثانی علی شرط مسلم فہولاء سفیان وشریک وجریر وابو الزبیر رفعوہ بالطریق الصحیحۃ فبطل عدہم فیمن لم یرفعہ انتہے تو جواب یہ ہے کہ اس کلام میں نظر ہے بچند وجوہ۔ اوّل یہ کہ مسند احمد بن منیع کتب متداولہ درسیہ میں سے نہیں ہے اسلئے اُسکے نسخون میں زیادۃ ونقصان وسہو کاتب کا احتمال قوی ہے پس مدعی صحت کو چاہئے کہ کسی نسخہ صحیحہ مسند احمد بن منیع میں یہ روایت دکھلادی اور دلیل واضح سہو کاتب پر یہ ہے کہ دارقطنی وبیہقی وابن عدی وغیرہم نے رواۃ سفیان وشریک کو مرسل ٹھیرایا ہے فتح القدیر میں ہے واعترف المضعفون رفعہ مثل الدارقطنی والبیہقی وابن عدی بان الصحیح انہ مرسل انتہے تخریج زیلعی میں ہے قال الدارقطنی وہذا الحدیث لم یسندہ عن جابر بن عبد اللہ غیر ابی حنیفۃ والحسن بن عمارۃ وہما ضعیفان وقد رواہ سفیان الثوری وابو الاحوص وشعبۃ واسرائیل وشریک وابو خالد الدالانی وسفیان بن عیینۃ وجریر بن عبد الحمید وغیرہم عن موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلعم مرسلا وہو الصواب انتہے وقال البیہقی فی المعرفۃ وقد روی السفیانان ہذا الحدیث وابو عوانۃ وشعبۃ وجماعۃ من الحفاظ عن موسیٰ بن ابی عائشہ فلم یسندوہ عن جابر قال ابن عدی وہذا الحدیث زاد فیہ ابو حنیفۃ جابر بن عبد اللہ وقد رواہ جریر والسفیانان وابو الاحوص وشعبۃ وزائدۃ وزہیر وابو عوانۃ وابن ابی لیلی وقیس وشریک وغیرہم فارسلوہ ورواہ الحسن بن عمارۃ کما رواہ ابو حنیفۃ وہو اضعف انتہے حافظ ابن حجر تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں قال الدارقطنی وابن عدی لم یسندہ غیر ابی حنیفۃ وتابع الحسن بن عمارۃ وہما ضعیفان ورواہ الثوری وشعبۃ وتمام العشرۃ عن موسیٰ عن عبد اللہ بن شداد مرسلا انتہے پس تعجب ہے کہ یہ روایت دارقطنی وبیہقی وابن عدی وزیلعی وحافظ ابن حجر کو تو نہ ملی اور ابن الہمام کو ملگئی الحاصل حدیث جابر کا مسند احمد بن منیع کے نسخہ صحیحہ میں پایا جانا ممنوع ہے اور سند اس منع کی یہی ہے کہ یہ روایت دارقطنی وبیہقی وابن عدی وزیلعی وحافظ ابن حجر اور آئمہ ستہ وغیرہم کسی کو نہ ملی اور نہ مالکیہ وشافعیہ وحنابلہ میں سے کسی

اِس روایت کو پایا اور نہ کسی نے متقدمین حنفیہ میں سے مانند امام ابو یوسف و امام محمد و طحاوی وغیرہم کے صرف ایک ابن الہمام اسپر مطلع ہوئے پس اس سے احتمال قوی ہوتا ہے کہ یا تو وہ نسخہ مسند احمد بن منیع کا غلط تھا یا ابن الہمام کو کچھ وہم ہو گیا دوم علے تقدیر تسلیم اس روایت کے کہا جائے گا کہ احمد بن منیع یا اون کے استاد یعنی اسحق ازرق کے ثقات اثبات کے خلاف یہ روایت کی ہے اس لئے یہ شاذ ہوئی سیوم سفیان و شریک کی روایت جب مختلف ہے تو موافق قاعدہ اذا تعارضا تساقطا کے ساقط ہو جائینگے - اب تعداد مرسلا روایت کرنیوالوں کی یہ ہوئی شعبہ[۱] اسرائیل بن یونس[۲] - ابو خالد دالانی[۳] - ابو الاحوص[۴] - سفیان بن عیینہ[۵] جریر بن عبد الحمید[۶] - ابو عوانہ[۷] زائدہ[۸] - زہیر[۹] - ابن ابی لیلی[۱۰] - قیس[۱۱] اور مسندا روایت کرنیوالوں کی تعداد یہ ہوئی امام ابو حنیفہ[۱] و حسن بن عمارہ[۲] اور چونکہ امام ابو حنیفہ کی روایت بھی مختلف ہے زیلعی میں ورواہ عبد اللہ بن المبارک ایضاً عن ابی حنیفۃ مرسلا انتہے پس وہ بھی ساقط ہو گئی بسبب تعارض کے پس اب مسندا روایت کرنے والے ایک حسن بن عمارہ باقی رہے اور وہ قوی الضعف ہیں پس بمقابلہ گیارہ ثقات اثبات کے اُن کی کیا مقدار ہے پس یہ حدیث شاذ ہوئی بلکہ منکر کیونکہ حسن بن عمارہ قوی الضعف ہیں چہارم جریر کو رافعین یعنی مسندین میں سے گنا یہ ابن الہمام کی خطا فاحش ہے کیونکہ خود مسند احمد بن منیع میں ہے ولم یذکر عن جابر پنجم ابو الزبیر کو مسندین میں سے ابن الہمام نے گنا ہے یہ حدیث اصل میں وہی حدیث ہے جسکی سند میں جابر و لیث واقع ہیں اُس کی بحث کچھ گذر گئی اور کچھ آئندہ انشاء اللہ تعالی آئے گی مولوی عبد الحی صاحب مرحوم غیث الغمام میں لکھتے ہیں وقد تابع اباحنیفۃ فی روایتہ عن موسی سفیان الثوری کمافی روایۃ الطحاوی وہو ثقۃ فلو لم یکن للحدیث المذکور الا ہذا الطریق لکفی للاحتجاج فکیف وقد عاضدتہ طرق منتشرۃ وح لو ادعی ان سند ہذا الحدیث اقوی من سند حدیث عبادۃ الآتی ذکرہ او مثلہ لم یبعد فانصف اقول قد اخطاء ہذا الشیخ فی ہذا المقام خطاء بینا ونسی ما قدمتہ یداہ من نقل روایۃ الطحاوی حیث قال فی صفحہ ۱۳۴ من امام الکلام وعن ابی بکرۃ ثنا ابو احمد ثنا سفیان الثوری عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلعم نحوہ ولم یذکر جابرا انتہے فانی تابع سفیان اباحنیفۃ فی روایۃ الطحاوی وانی قد راجعت الطحاوی فوجدتہ کما نقل ہذا الشیخ اگر کہا جاوے کہ امام ابو حنیفہ کی متابعت حسن بن عمارہ نے کی ہے تو جواب یہ ہے کہ حسن بن عمارہ امام صاحب سے بھی زیادہ ضعیف ہے تقریب میں ہے الحسن ف ت ق بن عمارۃ البجلی مولاہم ابو محمد الکوفی قاضی بغداد متروک

انتہے کاشف میں ہے ضعفوہ خلاصہ میں ہے قال الدارقطنی متروک ورماہ ابن المدینی بالوضع انتہے
وروی ابوداؤد عن شعبۃ قال یکذب وقال احمد متروک وقال ابن معین لیس حدیثہ بشئ وقال
ابن المدینی ما احتاج شعبۃ فیہ امرہ ابین من ذلک قیل اکان یغلط قال ایش یغلط وذہب الی
انہ کان یضع الحدیث وقال الجوزجانی ساقط وقال ابوحاتم ومسلم والدارقطنی وجماعۃ متروک وقال
احمد بن سعید الدارمی نا النظر بن شمیل ثنا شعبۃ قال افادنی الحسن بن عمارۃ عن الحکم سبعین حدیثا
فلم یکن لہا اصل وقال ابوداؤد الطیالسی قال شعبۃ الا تعجبون من جریر بن حازم ہذا المجنون
وعن حماد بن زید اتانی یسئلانی ان اکف عن ذکر الحسن بن عمارۃ لا واللہ لا اکف علی بن الحسن بن
شقیق قلت لابن المبارک لم ترکت حدیث الحسن بن عمارۃ قال جرحہ عندی سفیان الثوری وشعبۃ
وروی ابن المبارک عن ابن عیینۃ قال کنت اذا سمعت الحسن بن عمارۃ یروی عن الزہری
جعلت اصبعی فی اذنی وقال احمد بن حنبل کان وکیع اذا اتی علی حدیث الحسن بن عمارۃ قال اجرح
علیہ یعنی اضرب علیہ انتہے ملخصا یہاں سے معلوم ہوا کہ حسن بن عمارۃ متابعت کی صلاحیت نہیں
رکھتا ہے علاوہ اس کے وہ ضعف جو شذوذ سے ناشی ہو اُس کا انجبار متابعت سے نہیں ہوسکتا
کما تقدم حدیث جابر کا ایک طریق اور ہے زیلعی میں ہے طریق آخر اخرجہ الدارقطنی فی سننہ
والطبرانی فی معجمہ الوسط عن سہل بن العباس المروزی الترمذی ثنا اسمٰعیل بن علیۃ عن ایوب
عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ انتہے
قال الدارقطنی ہذا حدیث منکر وسہل بن العباس متروک ولیس بثقۃ وقال الطبرانی لم یرفعہ
احد عن ابن علیۃ الا سہل بن العباس ورواہ غیرہ موقوفا انتہے میزان میں ہے سہل بن العباس
الترمذی عن اسمعیل بن علیۃ ترکہ الدارقطنی وقال لیس بثقۃ انتہے اور اُس کی سند میں ابوالزبیر
مدلس ہے اور اُس نے یہاں ساتھ عنہ کے روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں اِس
حدیث کا ایک اور طریق بھی ہے زیلعی میں طریق آخر اخرجہ الدارقطنی فی غرائب مالک من طریق
مالک عن وہب بن کیسان عن جابر بن عبداللہ مرفوعا نحوہ سواء قال الدارقطنی ہذا باطل لا یصح
عن مالک ولا عن وہب بن کیسان وفیہ عاصم بن عصام لا یعرف انتہے اس حدیث کا ایک
ایک اور طریق بھی ہے زیلعی میں ہے طریق آخر رواہ الامام احمد فی مسندہ عن جابر بن عبداللہ
عن النبی صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ولکن فی اسنادہ ضعف ورواہ مالک
عن وہب بن کیسان عن جابر من کلامہ ذکرہ ابن کثیر فی تفسیرہ انتہے لفظ مسند احمد کا یہ ہے

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا اسود بن عامر انا حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلعم
قال من کان لہ امام فقراءتہ لہ قراءۃ انتہے یہ وہی حدیث ہے جسکی نسبت فتح القدیر میں ہے ورواہ
عبد بن حمید ثنا ابو نعیم ثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر فذکرہ انتہے اور عقود الجواہر المنیفہ
فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ میں ہے وقول البیہقی بعدان اوردہ من طریق الحسن بن صالح
عن جابر ولیث بن ابی سلیم عن ابی الزبیر عن جابر وجابر ولیث لایحتج بہما سلم لہ ذلک لکن فی
مصنف ابن ابی شیبۃ ثنا مالک بن اسمٰعیل عن الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر رفعہ قال الماردینی
فی الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی ہذا اسناد صحیح وکذا رواہ ابو نعیم عن الحسن بن صالح عن ابی الزبیر
ولم یذکر الجعفی کذا فی اطراف المزی وسماع الحسن بن صالح عن الزبیر ممکن انتہے کذا فی غیث الغمام
اس حدیث کی اُس روایت کی نسبت جو مسند احمد میں ہے زیلعی لکھتے ہیں ولکن فی اسنادہ
ضعف میں کہتا ہوں یہ امر تنقیح طلب ہے کہ ضعف کی کیا وجہ ہے اسکا پہلا راوی عبداللہ
بن احمد بن محمد بن حنبل ہیں وہ ثقہ ہیں تقریب میں ہے عبداللہ س بن احمد بن محمد بن حنبل
الشیبانی ابو عبدالرحمن ولد الامام ثقۃ انتہے تذکرۃ الحفاظ میں ہے عبداللہ بن احمد بن محمد بن
حنبل الامام الحافظ الحجۃ ابو عبدالرحمن محدث العراق ولد امام العلماء ابی عبداللہ الشیبانی
المروزی الاصل البغدادی قال الخطیب کان ثقۃ ثبتا فہما ومازلنا نری اکابر شیوخنا یشہدون
لعبداللہ بمعرفۃ الرجال ومعرفۃ علل الحدیث والاسماء والمواظبۃ علی الطلب حتے افرط بعضہم وقدمہ
علی ابیہ فی الکثرۃ والمعرفۃ انتہے مختصرا دوسرا راوی ع اسود بن عامر ہے وہ بھی ثقہ ہے تقریب
میں ہے الاسود بن عامر الشامی نزیل بغداد یکنی اباعبدالرحمن ویلقب شاذان ثقۃ انتہے خلاصہ
خلاصہ میں ہے وثقہ ابن المدینی تہذیب میں ہے وقال ابو حاتم صدوق انتہے تیسرا راوی حسن
بن صالح وہ بھی ثقہ ہے تقریب میں ہے ع م ۴ الحسن بن صالح بن صالح بن حی ثقۃ فقیہ عابد رمی
بالتشیع انتہے میزان میں ہے قال ابن معین وغیرہ ثقۃ وقال عبداللہ بن احمد عن ابیہ ہو اثبت
من شریک وقال ابو حاتم ثقۃ حافظ متقن وقال ابو زرعۃ اجتمع فیہ اتقان وفقہ وعبادۃ وزہد و
قال النسائی ثقۃ انتہے ملخصا چوتھا راوی ع محمد بن مسلم بن تدریس ابو الزبیر ہے اُس کی نسبت تقریب
میں ہے صدوق الا انہ یدلس خلاصہ میں ہے احد الائمۃ ثقۃ یدلس انتہے کاشف میں ہے حافظ
ثقۃ میزان میں ہے واما ابن المدینی فسالہ عنہ محمد بن عثمان العبسی فقال ثقۃ ثبت واما ابو محمد ابن
حزم فانہ یرد من حدیثہ مایقول فیہ عن جابر ونحوہ لانہ عندہم ممن یدلس واذا قال سمعت واخبرنا

احتج به او یحتج به ابن حزم فانه اذا قال عن مما رواه عنه اللیث بن سعد خاصة وقال ابن معین النسائی
وغیرہما ثقة ـ وفی صحیح مسلم عدة احادیث مما لم یوضح فیها ابو الزبیر السماع عن جابر ولا ہی من طریق اللیث
عنه ففی القلب منها انتہے مختصرا مقدمہ فتح میں ہے محمد بن مسلم بن تدرس ابو الزبیر المکی احد التابعین
مشہور وثقه الجمہور وضعفه بعضہم لکثرة التدلیس وغیرہ واحتج به مسلم والباقون انتہے تذکرة الحفاظ
میں ہے وقال غیر واحد ہو مدلس فاذا صرح بالسماع فہو حجة مختصرا یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس
حدیث کے رواة میں کچھ جرح معتد بہ نہیں ہے سوائے تدلیس ابو الزبیر کے مگر اس حدیث میں
ایک علت شذوذ کی ہے کیونکہ اسود بن عامر نے خلاف ثقات اثبات کے حسن بن صالح
وابو الزبیر کے فیمابین ایک راوی جابر جعفی چھوڑ دیا ہے وہ ثقات اثبات یہ ہیں ـ ایک عبید اللہ
بن موسیٰ جنکی روایت سنن ابن ماجہ میں موجود ہے دوسری وتیسری اسحٰق بن منصور ویحییٰ
بن ابی بکر چوتھی وپانچویں ابن اذان وابو غسان جنکی روایات سنن دار قطنی میں موجود ہیں
چھٹے احمد بن عبد اللہ بن یونس جنکی روایات طحاوی شرح معانی الاثار میں لائے ہیں اور جابر
جعفی کے چھوڑنے والے صرف تین رواة ہیں ایک اسود بن عامر دوسرے ابو نعیم تیسرے
مالک ابن اسمٰعیل ان میں سے روایت ابو نعیم کی ساقط ہے کیونکہ ابو نعیم کی روایت مختلف ہے
دو روایتیں ابو نعیم کی سنن دار قطنی میں ایسی ہیں جن میں جابر جعفی موجود ہیں پس روایت
ابو نعیم بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا ساقط ہوگئی باقی رہے دو راوی ایک اسود بن عامر دوسرے
مالک بن اسمٰعیل انکی بمقابلہ چھ رواة ثقات کے کیا مقدار ہے اسلئے یہ حدیث شاذ ہوئی صحیح
وہ روایت ہے جسمیں جابر جعفی واسطہ ہے اور جابر جعفی قوی الضعف ہے کما تقدم اور دوسری
علت اضطراب کی ہے کیونکہ حسن بن صالح پر اختلاف ہوا ہے بعض کہتے ہیں عن الحسن بن صالح عن
لیث بن ابی سلیم وجابر عن ابی الزبیر عن جابر بعض کہتے ہیں ثنا الحسن بن صالح عن جابر عن ابی الزبیر
عن جابر بعض کہتے ہیں عن الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر بعض کہتے ہیں ثنا ابن حی عن
جابر عن نافع عن ابن عمر قاله احمد شرح معانی الاثار میں طحاوی لکھتے ہیں وحدثنا قال ثنا احمد
قال ثنا ابن حی عن جابر عن نافع عن ابن عمر مثله اور اسی طرح حدیث عبد اللہ بن شداد
جسکا اوپر ذکر ہوا مضطرب ہے کیونکہ اکثر رواة کہتے ہیں عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلعم
ولم یذکروا جابرا بعض کہتے ہیں عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلعم بعض
کہتے ہیں عن عبد اللہ بن شداد عن رجل من اہل البصرة عن رسول اللہ صلعم بعض کہتے ہیں

وقال عبد اللہ بن شداد عن ابی الولید عن جابر بن عبد اللہ ان رجلا قرء خلف النبی صلعم الحدیث
اور یہ روایات سنن دار قطنی و شرح معانی الآثار للطحاوی میں موجود ہیں علاوہ اسکے موسیٰ
بن ابی عائشہ الہمدانی ابو الحسن الکوفی مرسل ہیں تقریب میں ہے وکان یرسل انتہے ایک اور
حدیث جابر کی سنن دار قطنی وغیرہ میں ہے لفظ دار قطنی کا یہ ہے حدثنا ابو بکر النیسابوری ثنا
بحر بن نصر ثنا یحییٰ بن سلام نا مالک بن انس ثنا وہب بن کیسان عن جابر بن عبد اللہ ان النبی
صلعم قال کل صلاۃ لا یقراء فیہا بام الکتاب فہے خداج الا ان یکون وراء الامام یحییٰ بن سلام ضعیف
والصواب موقوف حدثنا ابو بکر النیسابوری نا یونس نا ابن وہب ان مالکا اخبرہ عن وہب
بن کیسان عن جابر نحوہ موقوفا انتہے میزان میں ہے یحیی بن سلام البصری حدث بالمغرب
عن سعید بن ابی عروبۃ و مالک وجماعۃ ضعفہ الدار قطنی وقال ابن معین عدی یکتب حدیثہ
مع ضعفہ روی عنہ بحر بن نصر وغیرہ انتہے اور ذہبی نے میزان میں دو حدیثیں منکر اُس کے
مناکیر سے نقل کی ہیں تنبیہ مخفی نہ ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ہے حدثنا محمد بن یحیے ثنا سعید
بن عامر ثنا شعبۃ عن مسعر عن یزید الفقیر عن جابر بن عبد اللہ قال کنا نقرء فی الظہر والعصر
خلف الامام فی الرکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وفی الآخرین بفاتحۃ الکتاب
انتہے ابو الحسن سندی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں ہذا اسناد صحیح رجالہ ثقات یعنی انہ یعارض
حدیث جابر من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ویقدم علیہ لضعف ذلک ولا اقل ان ہذا اقوی
من ذلک قطعا انتہے ملخصا میں کہتا ہوں کہ اِس حدیث کی سند کو کتب رجال سے تحقیق کیا
گیا تو ایسا ہی پایا جیسا کہ فاضل سندی نے فرمایا ہے اور جزء القراۃ میں ہے وروی سفیان بن
حسین عن الزہری عن مولی جابر بن عبد اللہ قال لی جابر بن عبد اللہ رضہ اقرأ فی الظہر والعصر
خلف الامام انتہے ابن عبد البر استذکار میں لکھتے ہیں وما اعلم فی ہذا الباب من الصحابۃ
من صح عنہ ما ذہب الیہ الکوفیون من غیر اختلاف عنہ الا جابر بن عبد اللہ وحدہ انتہے مولوی
عبد الحی صاحب مرحوم امام الکلام میں لکھتے ہیں وقد یقال علیہ ان کون جابر ممن صح عنہ
ما ذہب الیہ الکوفیون من غیر اختلاف عنہ مما ینکرہ روایۃ ابن ماجۃ عنہ الدالۃ علی القراءۃ
السریۃ کما مر ذکرہا انتہے میں کہتا ہوں کہ جابر رضہ کا اُن صحابہ میں سے ہونا جنسے صحیح طور سے ثابت
ہو وہ خبر جسطرف کوفیین گئے ہیں بغیر اختلاف کے اِس کا انکار کرتی ہے روایت سنن دار قطنی
بھی لفظ دار قطنی کا یہ ہے ثنا محمد بن خالد ثنا ابو حاتم الرازی ثنا الحمیدی ثنا موسی بن شبیب

عن محمد بن کلیب عن ابن جابر بن عبد اللہ عن جابر وہو ابن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم الامام
ضامن فما صنع فاصنعوا قال ابو حاتم ہذا تصحیح لمن قال بالقراءۃ خلف الامام انتہے دوسری حدیث
عبد اللہ بن عمر رضہ کی ہے زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں واما حدیث ابن عمر فاخرجہ الدارقطنی
فی سننہ عن محمد بن الفضل بن عطیۃ عن ابیہ عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عبد اللہ بن عمر
عن النبی صلعم قال من کان لہ امام فقراءتہ لہ قراءۃ انتہے قال الدارقطنی محمد بن الفضل متروک
ثم اخرجہ عن خارجۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مرفوعا ثم قال رفعہ وہم ثم اخرجہ عن احمد بن
حنبل ثنا اسمٰعیل بن علیۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر انہ قال فی القراءۃ خلف الامام یکفیک
قراءۃ الامام انتہے قال وہو الصواب انتہے قلت وکذلک رواہ مالک فی الموطا عن نافع عن
ابن عمر قال اذا صلے احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلے وحدہ فلیقرء قال وکان عبد اللہ
لا یقرء خلف الامام انتہے میں کہتا ہوں کہ حدیث محمد بن فضل سنن الدارقطنی کے باب ذکر قولہ صلعم
من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ میں ہے اور حدیث خارجہ و اسمٰعیل بن علیہ باب ذکر بیانہ قراءۃ الامام
عن المامومین میں ہے محمد بن فضل کے ترجمہ میں میزان میں ہے قال احمد حدیثہ حدیث اہل الکذب
وقال یحیے لا یکتب حدیثہ وقال غیر واحد متروک وقال البخاری سکتوا عنہ رماہ ابن ابی شیبۃ
بالکذب وقال الفلاس کذاب وقال احمد بن زہیر سمعت ابن معین یقول الفضل بن عطیۃ
الخراسانی ثقۃ وابنہ محمد لم یکن بثقۃ کذاب قلت ومناکیر ہذا الرجل کثیر لانہ صاحب حدیث انتہے
ملخصا اور خارجہ بن مصعب کے ترجمہ میں میزان میں ہے وہاہ احمد وقال ابن معین لیس بثقۃ
وقال ایضا کذاب وقال خ ترکہ ابن المبارک ووکیع وقال الدارقطنی وغیرہ ضعیف انتہے تقریب
میں ہے متروک وکان یدلس عن الکذابین ویقال ان ابن معین کذبہ انتہے خلاصہ میں ہے ضعفہ
غیر واحد ووہاہ احمد وترکہ ابن المبارک فیما قالہ محمد بن اسمٰعیل انتہے کاشف میں ہے وہو ضعیف
جدا انتہے مولوی عبد الحی صاحب امام الکلام میں لکھتے ہیں واما علۃ حدیث ابن عمر فاجاب
عنہا العینی بقولہ نحن نحتج بالموقوف لان الصحابۃ عدول انتہے وقال ابن الہمام اذا صح ذلک
عن ابن عمر فالظاہر انہ بسماعہ من النبی صلعم فیکون رفعہ صحیحا وان کان راویہ ضعیفا انتہے میں کہتا
ہوں کہ عینی کے جواب میں یہ نظر ہے کہ عدالت صحابہ مستلزم اس کو نہیں ہے کہ ان کی رائے
میں خطا نہ واقع ہو ہاں عدالت کا مقتضی یہ ہے کہ روایت ان کی مقبول ہے اور ابن الہمام
کے جواب میں یہ خدشہ ہے کہ موقوفا صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ

قول بسبب سُننے اُن کے کے ہے نبی صلعم سے محتمل ہے کہ یہ قول اجتہادا ہو۔ غیث الغمام
میں ہے اعلم ان الموقوف علی الصحابۃ حجۃ عند جمع من الحنفیۃ مطلقا سواء کان فیما لا یدرک بالرائے
او یدرک وعند جمع منہم حجۃ فیما لا یدرک لا فی ما یدرک وہو المشہور من مذہب المحدثین بل یکاد
ان تکون حجۃ الآثار فی ما لا یدرک مجمعا علیہا عندہم بل قد نقل الاجماع علیہ بعضہم کما ہو مبسوط
فی کتب اصول الحدیث فما عرض لبعض افاضل عصرنا فی رسالتہ اتمام الحجۃ علی من اوجب الزیارۃ
مثل الحجۃ ان الموقوف لیس بحجۃ مطلقا عند المحدثین ناش عن الغفلۃ انتہے میں کہتا ہوں یہ اعتراض
ناشی سوء فہم سے ہے کیونکہ عبارت اتمام الحجۃ کی یہ ہے۔ اور حدیث موقوف موافق مذہب
صحیح کے حجت نہیں ہے اور یہ قول ما لا یدرک بالرائے میں اثر کے حجت ہونے منافی نہیں ہے
کیونکہ اثر کا ما لا یدرک بالرائے میں حجت ہونا نہ بحیثیت موقوفیت کے ہے بلکہ بحیثیت مرفوعیت
کے ہے جیسا کہ اتمام الحجۃ کے صـ۲۷۳ میں ہے لیکن ما لا یدرک بالقیاس حکم مرفوع میں ہے
پس اُس کا حجت مستقلہ ہونا بحیثیت اثر صحابی کے نہیں ہے بلکہ بحیثیت مرفوع ہونیکے ہے
انتہے علاوہ اسکے اثر ابن عمر رضہ ما نحن فیہ میں بالاتفاق قابل احتجاج نہیں ہے کیونکہ کتب اصول
فقہ میں مانند توضیح وغیرہ کے مرقوم ہے فصل فی تقلید الصحابی رضہ یجب اجماعا فیما شاع فسکتوا مسلمین
ولا یجب اجماعا فیما ثبت الخلاف بینہم انتہے اور مسئلہ قراءۃ خلف الامام صحابہ میں مختلف فیہ تھا
تیسری حدیث ابو سعید خدری رضہ کی ہے زیلعی تخریج میں لکھتے ہیں واما حدیث الخدری فرواہ
الطبرانی فی معجم الوسط حدثنا محمد بن ابراہیم ابن عامر بن ابراہیم الاصبہانی حدثنی ابی عن جدی عن النضر
بن عبد اللہ ثنا الحسن بن صالح عن ابی ہرون العبدی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ انتہے واخرجہ ابن عدی فی الکامل عن اسمٰعیل بن
عمرو بن نجیح ابی اسحق البجلی عن الحسن بن صالح بہ سندا ومتنا قال ابن عدی ہذا لا یتابع علیہ
اسمعیل وہو ضعیف قلت قد تابعہ النضر بن عبد اللہ کما تقدم عند الطبرانی انتہے امام الکلام
میں ہے واما علۃ حدیث ابی سعید التی ذکرہا ابن عدی فردہا الزیلعی فی نصب الرایۃ بانہ
قد تابع اسمٰعیل النضر بن عبد اللہ کما اخرجہ الطبرانی وذکر العینی ان ضعف اسمعیل بن عمرو بن نجیح بطریق
الطبرانی مع ان اسمٰعیل بن عمرو ہو اسمٰعیل بن عمرو بن نجیح البجلی الاصبہانی الکوفی الاصل وان ضعف
ابو حاتم والدار قطنی وابن عقدہ والعقیلی والازدی وقال الخطیب صاحب غرائب ومناکیر
عن الثوری وغیرہ ولکن ذکرہ ابن حبان فی الثقات وذکرہ ابراہیم بن ارامتہ فاثنی علیہ وقال

شیخ مثل اسمٰعیل صنعوہ وقال ابونعیم الاصبہانی کان عبدان بن احمد یوازی اسمٰعیل بن عمرو ہذا باسمٰعیل بن ابان وقال وقع باصبہان فلم یعرف قدرہ کذا ذکرہ ابن حجر فی تہذیب التہذیب انتہے میں کہتا ہوں کہ یہ کلام مخدوش ہے بچند وجوہ اوّل یہ کہ اگر اسمٰعیل بن عمرو کی بعض نے توثیق بھی کی ہے مگر جمہور آئمہ جرح وتعدیل تضعیف کی طرف گئے ہیں کما یظہر من المیزان وتہذیب التہذیب دوم تساہل ابن حبان کا توثیق میں معروف ہے۔ سیوم ثنا اُسپر مقتضی توثیق کی نہیں ہے بہت رواۃ ایسے ہیں کہ بالاجماع یا باتفاق الاکثر ضعیف ہیں اور اُن پر بسبب زہد وعبادت وغیرہ کے ثنا کی گئی ہے۔ چہارم اسکا متابع نضر بن عبداللہ الازدی مجہول ہے کذا فی التقریب والمیزان والخلاصہ۔ پنجم اس حدیث کا ایک راوی ابوہرون عبدی ہے وہ متروک ہے بعض نے اُسکو کذاب کہا ہے تقریب میں ہے عمارہ بن جوین بجیم مصغر ابوہارون العبدی مشہور بکنیتہ متروک ومتہم من کذبہ شیعی انتہے میزان میں ہے تابعی لین بمرۃ کذبہ حماد بن زید وقال شعبۃ لان اقدم فتضرب عنقی احب الی من ان احدث عن ابی ہارون وقال احمد لیس بشئ وقال ابن معین ضعیف لا یصدق فی حدیثہ وقال س متروک الحدیث وقال الدارقطنی تیلون خارجی وشیعی فیعتبر بما روی عنہ الثوری وقال ابن حبان کان یروی عن ابی سعید مالیس من حدیثہ وروی نحوقیۃ بن صالح عن یحیٰی ضعیف یحیی القطان قال قال شعبۃ کنت اتلقی الرکبان اسال عن ابی ہارون العبدی فقدم فرایت عندہ کتابا فیہ اشیاء منکرۃ فی علی رض فقلت ما ہذا الکتاب قال ہذا الکتاب حق قال القطان لم یزل ابن عون یروی عن ابی ہارون حتے مات قال الجوزجانی ابوہارون کذاب مفتر ابن عدی ثنا الحسن بن سفیان حدثنی عبدالعزیز بن سلام حدثنی علی بن مہران سمعت بہز بن اسد سمعت شعبۃ یقول اتیت ابا ہارون فقلت اخرج الی ما سمعتہ من ابی سعید فاخرج الی کتابا فاذا فیہ ثنا ابوسعید ان عثمان ادخل حفرتہ وانہ لکافر باللہ فدفعت الکتاب فی یدہ وقمت الاثرم ثنا احمد ثنا یحیٰی بن آدم ثنا معلی بن خالد قال لی شعبۃ لو شئت ان یحدثنی ابوہارون العبدی عن ابی سعید بکل شئ اری اہل واسط یصنعونہ باللیل لفعلت وقال ابن معین کان عند ابی ہارون صحیفۃ یقول ہذہ صحیفۃ الوصی قال السلیمانی سمعت ابا بکر بن حامد یقول سمعت صالح بن محمد انا علی وسئل عن ابی ہارون العبدی فقال اکذب من فرعون انتہے عجب ہے اس مقام پر زیلعی وعینی ومولوی عبدالحی مرحوم وغیرہم سے کہ اس حدیث میں جرح اسمٰعیل بن عمرو کا ذکر کرکے اُس کا جواب دیتے ہیں۔

اور ابو ہارون عبدی کی جرح کا مطلقاً ذکر ہی نہیں کرتے حال آنکہ اس کا ضعف اشد ہے یہاں تک کہ اسکے حق میں اکذب من فرعون کہا گیا ہے پس اگر ان علماء حنفیہ کو اسکی جرح کا علم نہیں ہے تو یہ بڑی جہالت ہے اور اگر علم ہے اور تعصب مذہب ہی سے اُسکو چھپاتے ہیں تو خلاف دیانت ہے ؂ فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم +
چوتھی حدیث ابو ہریرہ رضہ کی ہے زیلعی میں ہے واما حدیث ابو ہریرۃ فاخرجہ الدار قطنی فی سننہ عن محمد بن عباد الرازی ثنا اسمٰعیل بن ابراہیم التیمی عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ مرفوعا نحوہ سواء قال الدار قطنی لایصح ہذا عن سہیل تفرد بہ محمد بن عباد الرازی وہو ضعیف انتہے میں کہتا ہوں کہ دار قطنی نے حدیث ابو ہریرہ کا ذکر سنن میں دو جگہ کیا ہے ایک باب ذکر نیابتہ قراءۃ الامام عن الماموین میں لفظ اسکا یہ ہے ثنا محمد بن مخلد ثنا محمد بن اسمٰعیل الترمذی ثنا محمد بن عباد الرازی ثنا اسمٰعیل بن ابراہیم التیمی عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ لایصح ہذا عن سہیل تفرد بہ محمد بن عباد الرازی عن اسمٰعیل وہو ضعیف انتہے دوسرے باب ذکر قولہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ میں لفظ اس کا یہ ہے حدثنا محمد بن مخلد ثنا الفضل بن العباس الرازی حدثنا محمد بن عباد الرازی ثنا ابو یحیی التیمی عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءتہ لہ قراءۃ ابو یحیی التیمی و محمد بن عباد ضعیفان انتہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اس کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں ایک اسمٰعیل بن ابراہیم ابو یحیی التیمی دوسرا محمد بن عباد میزان ترجمہ محمد بن عباد میں ہے محمد بن عباد عن ابی یحیی التیمی ضعفہ الدار قطنی انتہے اور ترجمہ اسمٰعیل بن ابراہیم میں ہے قال محمد بن عبد اللہ بن نمیر ضعیف جدا وقال ابن المدینی ضعیف وکذا ضعفہ غیر واحد وما علمت احدا اصلحہ الا ابن عدی فانہ قال لیس فیما یرویہ حدیث منکر المتن وقال ابن معین یکتب حدیثہ انتہے تقریب میں ہے اسمٰعیل بن ابراہیم الاحول ابو یحیی التیمی الکوفی ضعیف انتہے خلاصہ میں ہے ضعفہ ابو حاتم انتہے حاشیہ خلاصہ میں ہے والبخاری وغیرہما وقال ابن عدی لہ احادیث حسان ولیس فیما یرویہ حدیث منکر المتن ویکتب حدیثہ الخ تہذیب کاشف میں ہے ضعیف پانچویں [۵] حدیث ابن عباس رضہ کی ہے زیلعی میں ہے واما حدیث ابن عباس فرواہ الدار قطنی فی سننہ من حدیث عاصم بن عبد العزیز المدنی عن ابی سہیل عن عون بن عبد اللہ بن عتبۃ عن ابن عباس

عن النبی صلعم قال یکفیک قراءۃ الامام خافت او جہر انتہے قال الدارقطنی قال ابو موسی قلت لاحمد
بن حنبل فی حدیث ابن عباس ہذا فقال حدیث منکر ثم اعادہ الدارقطنی فی موضع آخر قریب منہ و
قال عاصم بن عبد العزیز لیس بالقوی ورفعہ وہم انتہے میں کہتا ہوں عاصم بن عبد العزیز کے
ترجمہ میزان میں ہے عاصم بن عبد العزیز الاشجعی عن ہشام بن عروۃ وغیرہ قال النسائی والدارقطنی
لیس بالقوی وقال البخاری فیہ نظر قلت روی عنہ علی بن المدینی ووثقہ معن القزاز انتہے تقریب
میں ہے صدوق یہم انتہے کاشف میں ہے قال النسائی لیس بالقوی خلاصہ میں ہے وثقہ
معن بن عیسے قال النسائی لیس بالقوی انتہے چھٹی حدیث انس رض کی ہے زیلعی میں ہے
واما حدیث انس فرواہ ابن حبان فی کتاب الضعفاء عن غنیم بن سالم عن انس بن مالک
قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ انتہے واعلہ بغنیم وقال انہ
یخالف الثقات فی الروایات لایعجبنی الروایۃ عنہ فکیف الاحتجاج بہ روی عنہ المجاہیل والضعفاء
ولا یوجد من روایتہ احد من الاثبات انتہے میزان میں ہے غنیم بن سالم عن انس بن مالک
قال ابن حبان روی العجائب والموضوعات لایعجبنی الروایۃ عنہ فکیف الاحتجاج بہ ومن بلایاہ
عن انس مرفوعا من شک فی ایمانہ فقد حبط عملہ وبہ انہ نظر فی المراۃ فقال الحمد للہ الذی زان
منی ماشان من غیری وہدانی للاسلام وفضلنی علے کثیر ممن خلق تفضیلا انتہے یہاں سے ثابت
ہوا کہ اس حدیث کے سب طرق ایسے ضعیف ہیں کہ اُن کا ضعف منجبر نہیں ہو سکتا ہے ساتھ
کثرت طرق کے اور ایک بھی طریق صحیح یا حسن نہیں ہے اما حدیث جابر پس اُس کا وہ طریق
جس میں جابر جعفی واقع ہے اس لئے منجبر نہیں ہو سکتا ہے کہ ایوب واسمٰعیل بن ابی خالد
ولیث بن ابی سلیم وزائدہ وجوزجانی وغیرہم نے اسکو کذاب کہا ہے علی الخصوص علماء
حنفیہ کے نزدیک کیونکہ اُن کے امام نے اسکے حق میں ما رایت اکذب منہ فرمایا ہے اور غیر واحد
ائمہ نے اسکو متروک کہا ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا شک ہے اس لئے اسکی
حدیث منجبر نہیں ہو سکتی ہے اور وہ طریق جس میں امام ابو حنیفہ رح واقع ہیں اور روایت
اُس کی امام محمد بن حسن نے کی ہے اگرچہ صرف ان امامین کا ضعف ایسا نہیں ہے کہ وہ
طریق منجبر بکثرت طرق نہو سکے مگر اُس میں ایک بڑی علت شذوذ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے ثقات
اثبات کے خلاف اُسکو مسند کیا ہے اور حدیث شاذ ساتھ کثرت طرق کے منجبر نہیں ہو سکتی ہے
کما تقرر فی اصول الحدیث یہاں سے ظاہر ہوا بطلان قول عینی کا حیث قال وحدیث ابی حنیفہ

حدیث صحیح وبطلان قول مولوی عبدالحی مرحوم حیث قال فی غیث الغمام ہذا حکم صحیح لکون رواتہ
ثقات انتہے کیونکہ ان بزرگوں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر ثقات ہونا رواۃ کا بالفرض تسلیم کرلیا
جاوے تو بھی صحت حدیث ثابت نہیں ہوتی ہے کیونکہ صحت سند مستلزم صحت حدیث کو نہیں
ہے لجواز ان یکون فیہ شذوذ او علۃ خفیۃ غامضۃ اخری کما تقرر فی الاصول آور وہ طریق جسمیں
حسن بن عمارہ واقع ہے وہ بھی منجبر بکثرت طرق نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ حسن بن عمارہ متروک
الحدیث ہے اور نیز اس میں شذوذ ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا شک ہے اور
وہ طریق جس میں لیث بن ابی سلیم ہے اگر تسلیم کرلیا جاوے کہ ضعف لیث کا ایسا نہیں ہے کہ
اس کی حدیث منجبر بکثرت طرق نہو سکے مگر اس کا عاصد و جابر کسکو قرار دیا جائے گا یا حدیث
جابر جعفی کو یا حدیث امام ابوحنیفہ کو اوّل قوی الضعف ہے دوسری شاذ اور دونوں عاصد
وجابر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں کما تقرر فی الاصول آور وہ طریق جسمین سہل بن عباس
واقع ہے وہ بھی منجبر نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ سہل بن عباس متروک ہے پس اسکے قوی الضعف
ہونے میں کیا ریب ہے آور وہ طریق جس میں عاصم بن عصام واقع ہے وہ بھی منجبر نہیں ہوسکتا
ہے کیونکہ اُسکو دارقطنی نے باطل کیا ہے اور نیز اُس میں شذوذ ہے پس اسکے قوی الضعف
ہونے میں کیا مرتبہ ہے اور وہ طریق جو مسند احمد بن منیع میں ہے جس کا ذکر ابن الہمام نے
فتح القدیر میں کرکے کہا ہے واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط الشیخین اُسکا صحیح علی شرط
الشیخین ہونا چہ معنی دارد ایسا ضعیف ہے کہ اُسکا انجبار کثرت طرق سے نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ
اسحق ازرق نے ثقات اثبات کے خلاف سفیان سے اس حدیث کو مسنداً روایت کیا ہے
پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا کلام ہے آور وہ طریق جس میں الحسن بن صالح عن
ابی الزبیر عن جابر ہے جسکو بروایت ابونعیم ابن الہمام نے ذکر کرکے یہ کہا ہے واسناد حدیث جابر
الثانی علی شرط مسلم اور ابن ابی شیبۃ اپنے مصنف میں اور امام احمد اپنی مسند میں اُس کو
لائے ہیں اور ماردینی نے کہا ہذا سند صحیح اسکا صحیح ہونا تو چہ معنے دارد ایسی ضعیف ہے کہ انجبار
اس کا کثرت طرق سے نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اسکے رواۃ نے ثقات اثبات کے خلاف حسن
بن صالح اور ابوالزبیر کے درمیان میں سے ایک راوی جابر جعفی حذف کردیا ہے پس یہ
طریق شاذ ہوا پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا تامل ہے یہ سب طرق ہوئے حدیث
جابر کے اور یہ سب ایسے ضعیف ہیں کہ ان کا انجبار کثرت طرق سے نہیں ہوسکتا ہے۔ پس

باطل ہوا قول مولوی عبدالحی مرحوم کا حیث قال فی امام الکلام صفحہ ۱۳۶ وجوابہ ان الضمیر فی قولہ
اسے الحافظ ابن حجر کلہا راجع الی الطرق الی جماعۃ من الصحابۃ غیر جابر فلا یفسد معلولیۃ طرق
جابر انتہے وجہ بطلان کی یہ ہے کہ ان سب کا معلول وضعیف ہونا ثابت ہوا علاوہ اس کے
یہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ ہے کیونکہ حافظ ابن حجر خود فتح الباری میں لکھتے ہیں لکنہ حدیث
ضعیف عند الحفاظ وقد استوعب طرقہ وعللہ الدارقطنی وغیرہ انتہے اما حدیث ابن عمر پس
اُس کا وہ طریق جس میں محمد بن الفضل واقع ہے وہ ایسا ضعیف ہے کہ اُس کا انجبار کثرت
طرق سے نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ محمد بن فضل متروک ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں
کیا تامل ہے اور وہ طریق جس میں خارجہ ہے اُسکا بھی انجبار نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ خارجہ
کو کذاب ومتروک لکھا ہے پس اُسکے قوی الضعف ہونے میں کیا کلام ہے علاوہ اسکے اپنے
اسمٰعیل بن علیہ جو ثقہ حافظ ہے اُسکے خلاف اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور صواب موقوف
پس یہ حدیث شاذ ہوئی واما حدیث ابو سعید خدری پس اُسکی سند میں ابو ہرون عبدی
واقع ہے وہ متروک ہے اور بعض نے اُسکو کذاب کہا ہے اون میں سے ہیں حماد بن زید
وجوزجانی وشعبہ وعلی پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا کلام ہے واما حدیث ابو ہریرہ
پس اسکی سند میں اسمٰعیل بن ابراہیم ابو یحیی التیمی ہے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے اُس کو
ضعیف جدا کہا ہے کذا فی المیزان پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا شک رہا اور اُسکی
سند میں محمد بن عباد ہے وہ بھی ضعیف ہے پس اور زیادہ قوت ضعف کو ہوگئی واما
حدیث ابن عباس پس اسکی سند میں عاصم بن عبدالعزیز ہے بخاری نے اس کی نسبت
کہا ہے فیہ نظر کذا فی المیزان اور یہ کلمہ قوی الضعف کے حق میں بولا جاتا ہے علاوہ اسکے امام
امام احمد نے اسکی حدیث کو منکر کہا ہے اور منکر کا مانند شاذ کے انجبار کثرت طرق سے نہیں ہوسکتا
ہے کما تقرر فی الاصول واما حدیث انس پس اسکی سند میں غنیم بن سالم ہے وہ کذاب ہے
اور مخالفت ثقات کی کرتا ہے روایات میں میزان میں ہے قال ابن حبان روی العجائب
والموضوعات لا یعجبنی الروایۃ عنہ فکیف الاحتجاج بہ الظاہر ان ہذا ہو غنیم بن سالم احد المشہورین
بالکذب قلت وعثمان ای الراوی عنہ متہم بالوضع ایضاً انتہے زیلعی میں ہے رواہ ابن حبان
فی کتاب الضعفاء واعلہ بغنیم وقال انہ یخالف الثقات فی الروایات روی عنہ المجاہیل والضعفاء
ولا یوجد من روایتہ احد من الاثبات انتہے پس اسکے اقوی الضعف ہونے میں کیا شک ہے

اب ثابت ہوا کہ اس حدیث کے سب طرق ایسے شدید الضعف ہیں کہ اُن کا انجبار کثرت طرق سے نہیں ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حفاظ حدیث میں سے کسی نے اس حدیث کے کسی طریق کی تصحیح یا تحسین نہیں کی بلکہ مطلقا اسکی تضعیف کی ہے اور کسی غیر حافظ متعصب حنفی کا اسکی تقویت یا تصحیح یا تحسین کرنا مانند عینی وابن الہام و مولوی عبد الحی وغیرہم کے قابل اعتبار نہیں ہے دیکھو حنفیہ میں سے ایک بڑا حافظ ابو موسی رازی بھی اس حدیث کی تضعیف کرتا ہے زیلعی نقلا عن البیہقی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں ثم قال اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال سمعت سلمۃ بن محمد الفقیہ یقول سالت اباموسی الرازی الحافظ عن حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ فقال لم یصح عن النبی صلعم فیہ شئ انما اعتمد مشائخنا فیہ علے الروایات عن علی وابن مسعود وغیرہما من الصحابۃ قال ابو عبد اللہ الحافظ اعجبنی ہذا لما سمعتہ فان اباموسی احفظ من راینا من اصحاب الراے علے ادیم الارض انتہے پس یہانسے ظاہر ہوا بطلان مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کے اس قول کا جو امام الکلام کے صہ ۱۳۸ میں ہے فاما علۃ حدیث انس وابی ہریرۃ وابن عباس فغیر مضرۃ لان الضعیف قد یتقوی بالصحیح ویقوی بعضہا بعضا کذا قال العینی فی البنایۃ اور نیز ظاہر ہوا فساد ان اقوال کا جو غیث الغمام کے صہ ۱۳۳ میں ہیں واما قول ابن الجوزی فی العلل المتناہیۃ بعد ما روی ہذا الحدیث من طریق الدار قطنی عن جابر ہذا حدیث لایصح والترمذی ای سہل بن عباس الترمذی احد رواتہ متروک ولہذا الحدیث طرق عن جابر وعلی وابن عمر وابن عباس وعمران بن حصین لیس فیہا ما یثبت وقد ذکرتہا فی کتاب التحقیق انتہے فالکلیۃ فیہ غیر صحیحۃ فان فیہا ما یثبت علے الراے المنقح وکذا لاینبغی ان یصغی الی اطلاق قول الحافظ ابن حجر فی فتح الباری فی قولہ استدل من اسقطہا عن الماموم مطلقا کالحنفیۃ بحدیث من صلے خلف الامام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ لکنہ حدیث ضعیف عند الحفاظ وقد استوعب طرقہ وعللہ الدار قطنی وغیرہ انتہے وکذا لا تصغ الی اطلاق قول البخاری فی جزء القراءۃ خلف الامام ان ہذا خبر لم یثبت عند اہل العلم من اہل الحجاز واہل العراق وغیرہم انتہے وجہ فساد وبطلان کی یہ ہے کہ اوپر ابھی ثابت ہوا کہ اس حدیث کے سب طرق ایسے ضعیف ہیں کہ انجبار اُن کا کثرت طرق سے نہیں ہو سکتا ہے تکمیل مخفی نہ رہے کہ اسمقام پر علماء حنفیہ کی دو دلیلیں اور ہیں اول حدیث صحیح البخاری کی عن ابی بکرۃ انہ انتہے الی النبی صلعم وہو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذلک للنبی صلعم فقال زادک اللہ حرصا ولا تعد تقریر

استدلال کی یہ ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہی اور
حال آنکہ اُس کی سورۃ فاتحہ فوت ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ رکن نہین ہی خصوصاً
مقتدی کے لئے جواب اس کا یہ ہی کہ یہان دو مذہب ہین ایک یہ کہ مدرک رکوع مدرک
رکعت ہے اور دوسرا یہ کہ مدرک رکوع ...... مدرک رکعت نہین ہی پہلے مذہب کی بناپر جواب
یہ ہے کہ حدیث ابو بکرہ حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب کی مخصص واقع ہوئی ہی
یعنی عموم صلوۃ سے یہ صورت مستثنیٰ ہے جیساکہ قیام رکن ہے اور ضرورت کیوقت
ساقط ہوجاتا ہے ایساہی سورہ فاتحہ رکن ہے اور مدرک رکوع سے ساقط ہوجاتی ہے اور
دوسرے مذہب کی بناپر جواب ظاہر ہے اب رہی یہ بات کہ ان دونون مذہبون مین سے اقوی
بنظر دلیل کے کون ہے تو جواب اسکا یہ ہی کہ اقوی بنظر دلیل کے مذہب دوم ہے بیان اس کا یہ
ہے کہ مرفوع اس باب مین دو حدیثین ہین ایک حدیث ابو بکرہ دوسری حدیث ابو ہریرہ اول
ثابت صحیح ہے مگر دلالت اس کی مطلوب پر غیر مسلم ہے دوسری مطلوب پر دلالت تو کرتی
ہے مگر غیر ثابت ہے باقی سب آثار ہین اور اثر من حیث انہ اثر حجت نہین ہے اما حدیث ابو بکرہ
کی دلالت علی المطلوب کا غیر مسلم ہونا پس اس لئے ہے کہ تقریر استدلال اون لوگون کی جو کہتے
ہین کہ حدیث ابو بکرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے یہ ہی کہ جب ابو بکرہ
نے اعادہ اُس رکعت کا نہین کیا اور آنحضرت صلعم نے حکم باعادہ نہین فرمایا اس سے ثابت
ہوا کہ آنحضرت صلعم نے اس کے ساتھہ اعتداد کیا بیان ملازمہ کا یہ ہی کہ عدم الامر بالاعادہ
یہان سکوت ہے فی معرض الضرورۃ اور سکوت فی معرض الضرورۃ بیان ہے رسالہ اشغال العج
مین اُس پر اونتیس وجوہ سے اعتراض کیا گیا ہے ان کا جواب مولوی عبد الحی صاحب نے
غیث الغمام مین لکہا ہے اس مقام پر اِن سب وجوہ کو بیان کیا جاتا ہے اور ان کا جواب
الجواب بہی انشاء اللہ تعالیٰ لکہا جاتا ہے فاقول بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ وجہہ اول یہ ہی کہ حدیث
مین یہ نہین ہے کہ ابو بکرہ نے اس رکعت کو قضا نہین کیا پس محتمل ہی کہ اسکو بعد انصراف نبی صلعم
کی قضا کر لیا ہو اسکا جواب غیث الغمام مین یہ ہی لا یخفی علی الفطن ما فیہ فانہ قد ورد ان ابا بکرۃ
دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰۃ فانطلق یسعی وفی روایۃ وقد حضرہ النفس وثبت انہ رکع دون الصف
ثم مشی فی الصلوٰۃ الی الصف وکل عاقل یفہم من ہذا الصنیع انہ لم یقض تلک الرکعۃ وانہ کان
یظن باعتداد تلک الرکعۃ بالشرکۃ فی الرکوع وان فاتہ ام القرآن والا لما کان ہذا الاہتمام

معنی مع ان مجرد احتمال انه قضے تلک الركعة بدون ورود ما يدل عليه لا يعتبر لا يقال قد استشهر اذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال لانا نقول اطلاق هذه الجملة لا يذعن به الا اهل الضلال
واما اهل الكمال فيعلمون ان المراد بالاحتمال في هذه القضية هو الاحتمال الناشي عن الدليل فان
قلت عدم النقل لا يثبت منه العدم قلت كثير من الفقهاء والمحدثين استدلوا بعدم نقل فعل على كراهته
وعدم ثبوته انتهے ملخصا اقول فيه نظر من وجوه الاول ان قوله الا لما كان لهذا الاهتمام معنی جوابه ان هذا الاهتمام
له معنى وهو ان الكون مع الامام مامور به سواء كان الشي الذي يدركه المؤتم معتدا به ام لا كما في حديث اذا
جئتم الى الصلوٰة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئا اخرجه ابوداود وغيره ويعضده حديث
اذا اتى احدكم الصلوة والامام على حال فليصنع كما يصنع الامام الترمذی من حديث علي و معاذ بن جبل
قال الحافظ في التلخيص وذكر عن بعضهم انه قال لعله لا يرفع راسه من تلك السجدة حتے يغفر له انتهے وروى احمد
وابوداود ومن حديث ابن ابي ليلى عن معاذ قال احيلت الصلوٰة ثلاثة احوال فذكر الحديث وفيه
فجاء معاذ فقال لا اجده على حال ابدا الا كنت عليها ثم قضيت ما سبقني قال فجاء وقد سبقه النبي صلعم
ببعضها قال فقمت معه فلما قضے النبي صلعم صلاته قام يقضي فقال رسول الله صلعم قد سن لكم معاذ فهكذا
فاصنعوا وعبد الرحمن لم يسمع من معاذ لكن رواه ابوداود من وجه اخر عن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال
ثنا اصحابنا ان رسول الله صلعم فذكر الحديث وفيه فقال معاذ لا اراه على حال الا كنت عليها الحديث
انتهے ما في التلخيص فان قلت روى البخاري في جزء القراءة في حديث ابي بكرة هذا اللفظ قال نعم جعلني
الله فداك خشيت ان تفوتني ركعة معك فاسرعت المشي فقال رسول الله صلعم زادك الله
حرصا ولا تعد صل ما ادركت واقض ما سبق انتهے وهذا اصرح دليل على ان ابا بكرة كان يظن
باعتداد تلك الركعة بالشركة في الركوع قلت ليس فيه دليل على هذا لجواز
ان يكون المراد بالركعة في هذا الحديث هو الركوع فكثيرا ما يا تى لفظ الركعة بمعنے الركوع فالمراد
خشيت ان يفوتني الركوع معك والكون مع الامام مامور به سواء كان الشي الذي يدركه
المؤتم معتدا به ام لا كما قد عرفت آنفا والثاني ان قوله مجرد احتمال انه قضے تلك الركعة بدون ورود
ما يدل عليه ولو بسند ضعيف يعتبر ولا يقدح في الاستدلال فيه انه ابداء الاحتمال ههنا هو المنع
وهو طلب الدليل فاذا طلب المستدل دليلا يدل على ذلك الاحتمال فقد قابل المنع
بالمنع وهو غير جائز فبقي ابداء الاحتمال من المعترض على حاله الاصلي وهو الجواز بمعنے الصحة
فكيف لا يعتبر وكيف لا يقدح في الاستدلال والثالث ان قوله ان المراد بالاحتمال في هذه القضية

هو الاحتمال الناشی عن دلیل فیه نظر من وجهین احدهما انه ادعاء صرف لا دلیل علیه بل هو محض مخترعه لم یقل بها احد من اهل العلم من الاصولیین واصحاب المناظرة وثانیهما ما عرفت آنفا من انه لو کان الاحتمال الغیر الناشی غیر قادح فی الاستدلال لجاز للمستدل طلب الدلیل علی ذلک الاحتمال فیلزم مقابلة المنع بالمنع فان قال قائل الدلیل ما ذکره اهل اصول الفقه فی بحث قطعیة العام والاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لا یعتبر فاحتمال الخصوص ههنا کاحتمال المجاز فی الخاص فالتاکید یجعله محکما جواب عما قال الواقفیة انه یوکد بکل واجمع وایضا عما قال الشافعی رح انه یحتمل التخصیص فنقول نحن لا ندعی ان العام لا احتمال فیه اصلا فاحتمال التخصیص فیه کاحتمال المجاز فی الخاص فاذا اکد یصیر محکما ای لا یبقی احتمال اصلا ناش عن دلیل ولا غیر ناش کذا فی التوضیح وقال التفتازانی فی التلویح وتقریره انه ان ارید باحتمال العام التخصیص مطلق الاحتمال فهو لا ینافی القطع بالمعنی المراد وهو عدم الاحتمال الناشی عن الدلیل فیجوز ان یکون قطعیا مع انه یحتمل الخصوص احتمالا غیر ناش عن الدلیل کما ان الخاص قطعی مع احتماله المجاز کذلک فیوکد العام بکل واجمعین لیصیر محکما ولا یبقی فیه احتمال الخصوص اصلا کما یوکد الخاص فی مثل جاءنی زید نفسه او عینه لدفع احتمال المجاز بان یجیئ رسوله او کتابه وان ارید انه یحتمل التخصیص احتمالا ناشیا عن الدلیل فهو ممنوع قوله لان التخصیص شائع فیه وهو دلیل الاحتمال قلنا لا نم ان التخصیص الذی یورث الشبهة والاحتمال شائع بل هو فی غایة القلة لانه انما یکون بکلام مستقل موصول بالعام علی ما سیاتی انتهی یقال لو ان الاستدلال بما ذکره الاصولیون فی هذا المبحث اول دلیل علی سوء فهم المستدل فان کل من له ادنی حظ من العلم والعقل یعلم ان مقصودهم ان الاحتمال الغیر الناشی عن الدلیل لا یقدح فی قطعیة العام بالمعنی المراد وهو عدم الاحتمال الناشی عن الدلیل لا انه لا یقدح فی الاستدلال ولانه لا یقدح فی قطعیة العام بالمعنی الآخر وهو عدم الاحتمال مطلقا مع ان هذا قول مشائخ العراق وعامة المتاخرین واما جمهور الفقهاء والمتکلمین والشافعی بل الائمة الاربعة ومشائخ سمرقند الذین یقولون ان العام ظنی فلا یقولون ان الاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لا یعتبر علی انه حق علی المستدل ان یثبت جمیع مقدمات دلیله ومنها ان ابا بکرة لم ینقض الرکعة التی ادرک النبی صلعم فیها راکعا ولیس فی الحدیث ما یدل علیه واما ما قال هذا الفاضل لم یرو فی روایة احدهم ما یدل علی القضاء فلو وقع منه لنقل ففیه خدشتان الاولی المعارضة بانه لم یرو فی روایة احدهم ما یدل علی عدم القضاء فلو لم یقع منه لنقل فهذا اول دلیل علی بطلان احتمال عدم القضاء واذا بطل احتمال عدم القضاء فلم

ثبت المقارنة الممنوعة لایقال ان عدم نقل فعل من الافعال یدل علی عدم وقوعه لان الفعل امر
وجودی بخلاف عدم نقل عدم الفعل فانه لایدل علی عدم وقوع عدم الفعل لان عدم الفعل امر
عدمی لانا نقول العدم عدمان عدم بسیط لاحظ له من التحقق والوجود و عدم ثبوتی له قسط
من الثبوت والعدم الذی لایدل عدم نقله علی عدم وقوع ذلک العدم البسیط وکما ان الافعال
تنقل فی الاخبار والآثار کذلک اعدامها الثابتة ولنذکر ههنا عدة امثلتها منها ما فی حدیث
میمونة المتفق علیه فی صفته الغسل فناولته ثوبا فلم یاخذه ومنها ما فی حدیث ابن عمر المتفق
علیه فی صفته الصلوة کان لایفعل ذلک فی السجود ومنها ما فی حدیث ابن عباس المتفق
علیه فی باب صلوة العیدین لم یصل قبلهما ولا بعدهما ومنها ما فی حدیث جابر بن سمرة الذی
رواه مسلم قال صلیت مع رسول الله صلعم العیدین غیر مرة ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامة
ومنها ما فی حدیث ابن مسعود فی صفته الصلوة ولم یرفع یدیه الا مرة واحدة والثانیة ما ذکره
هذا الفاضل من ان عدم النقل لایثبت منه العدم وقوله کثیر من الفقهاء والمحدثین استدلوا
بعدم نقل فعل علی کراهته وعدم ثبوته فیه ان المعترض یقول عدم النقل لایثبت منه العدم
والمجیب یقول کثیر من الفقهاء والمحدثین استدلوا بعدم نقل فعل علی عدم ثبوته ولا منافاة
بینهما لجواز ان لایثبت من عدم النقل عدم الفعل وان ثبت منه عدم ثبوت الفعل اذ الفرق
ظاهر بین عدم الفعل وبین عدم ثبوته ومن لم یجعل الله له نورا فما له من نور علی ان مشروعیة
فعل من الافعال متوقفة علی ثبوت ذلک الفعل من الشارع وثبوت الفعل متوقف علی النقل
فاذا لم ینقل کان الفعل غیر مشروع فیکون مکروها وبدعة بخلاف ما نحن فیه فان تمامیة الدلیل
متوقفة علی ثبوت عدم قضاء الرکعة التی ادرک النبی صلعم فیها الرکعات وعدم النقل لایدل علیه
والذی یدل علیه عدم النقل هو عدم ثبوت القضاء وهو اعم من ان یکون عدم القضاء ثابتا
ام لا وثبوت العام لایقتضی ثبوت الخاص لان العام له افراد غیر هذا الخاص فیجوز ان یتحقق
فی ضمن خاص آخر فلم یوجد ما یتوقف علیه الدلیل فلم یتم وهو المطلوب **قوله** فان هذا
الجواب انما یفید اذا ثبت من روایة ما وجود القضاء **اقول** افادة الجواب غیر متوقفة علی
ثبوت القضاء من روایة ما نعم تمامیة الدلیل متوقفة علی ثبوت عدم القضاء بروایة صحیحة
او حسنة ودونه خرط القتاد اعتراض دوم صاحب شفاء العی کا اس دلیل پر یہ ہے
کہ اگر یہ بات تسلیم کر لی جاوے و

کہ ابوبکرہ نے اس رکعت کو قضا نہیں کیا تو اثبات مطلوب متوقف ہی اس پر کہ نبی صلعم
کو ان کے قضا نہ کرنے کا علم ہوا ہو کیونکہ سکوت حجت نہیں ہے مگر اس لئے کہ وہ تقریر ہے اور
تقریر کسی امر پر بغیر علم کے نہیں ہو سکتی اور علم کا ہونا ممنوع ہے اس اعتراض کا جواب غیث
الغمام میں یہ دیا گیا ہے وغیر خفی علی کل ذکی ان ہذا المنع لیس الا مکابرۃ واضحۃ ومغالطۃ ظاہرۃ
فانہ قد ثبت فی الصحیحین والسنن والمسانید ان النبی صلعم کان اذا سلم مکث قلیلا کیما تنفذ النساء
قبل الرجال وثبت ایضا انہ کان اذا سلم انصرف من جھۃ یمینہ ویسارہ وثبت ایضاً فی سنن
ابی داؤد وغیرہ انہ انفتل فی بعض صلوٰۃ فقام رجل ممن صلے معہ یتطوع فی مکانہ فقال لہ
عمر اجلس فانہ لم یہلک اہل الکتاب الا انہم لم یکن بین صلاتہم فصل فقال لہ النبی صلعم اصاب
اللہ بک یا ابن الخطاب وثبت انہ رأے رجلا یصلے خلف الصف وحدہ فامرہ ان یعید و
امثال ہذہ الوقائع کثیرۃ فی کتب الحدیث شہیرۃ فمع ہذا کلہ احتمال ان ابابکرۃ لم یقض تلک
الرکعۃ وہو فی الصفوف بل سلم مع النبی صلعم ولم یطلع النبی صلعم علی عدم قضائہ لا یقول
بہ الا خفیف العقل العاری عن المہارۃ فی النقل انتہی اقول بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ لیس
فی حدیث ابی بکرۃ ولا فی غیرہ ما یدل علی ان ابابکرۃ لم یقض تلک الرکعۃ وان النبی صلعم
اطلع علیہ وہذہ مقدمۃ من مقدمات الدلیل یتوقف علی ثبوتہا تمامیۃ الدلیل فبقی الدلیل
غیر تام وکون المکث والانصراف بعد السلام عادۃ للنبی صلعم واطلاعہ علی بعض الوقائع
لا یدل علی اطلاعہ علی کل واقعۃ لجواز توجہہ صلعم والتفاتہ الی امر آخر من الاستغراق فی
صفاتہ تعالیٰ ومناجاۃ الرب والنظر فی امور امتہ ومصالحہم والامر بالمعروف والنہی عن
المنکر ومحاربۃ اعداء اللہ وتجہیز الجیوش وقطع البعوث والمناظرۃ بالکفار والمشرکین و
ذکر اللہ تعالیٰ لا سیما بعد الصلوٰۃ من التسبیح والتکبیر والتحمید والتہلیل والاستغفار والتعوذ و
سائر الادعیۃ والاذکار الماثورۃ وغیرہا من امور الدین والدنیا والآخرۃ قال اللہ تعالیٰ
ان لک فی النہار سبحا طویلا فمع وجود ہذہ الاشغال الکثیرۃ احتمال عدم اطلاعہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی عدم قضائہ ممکن قطعا فالقول بان ہذا المنع لیس الا مکابرۃ واضحۃ ومغالطۃ
ظاہرۃ وانہ لا یقول بہ الا خفیف العقل العاری عن المہارۃ فی النقل وان ہذا تمحل من لا یستحی
شیئا من الکذب لا قادح اصلا اعتراض سیوم یہ ہے کہ ہم نے مانا کہ آنحضرت صلعم کو عدم قضا کا علم ہو گیا تھا لیکن
استم
اثبات مدعی کیلئے کافی نہیں ہے بلکہ اثبات مدعی متوقف ہے اسپر کہ نبی صلعم نے امر بالاعادہ نہیں کیا اور یہ ممنوع

کرام کیا ہو لیکن ہم تک نقل نہ کیا گیا ہو۔ غیث الغمام میں اسکا یہ جواب دیا ہے وضعفہ
ظاہر علی کل ماہر فلان مجرد جواز وقوع شئ وامکانہ امکانا ذاتیا عقلیا لا یفید فی امثال ہذہ
المباحث النقلیۃ ولا یضر المستدل امثال ہذا الاحتمال ومثل ہذا المنع ہو الذی عدہ اہل المناظرۃ مکابرۃ
او مجادلۃ فان اہتمام الرواۃ بقصتہ ابی بکرۃ حیث رووا کل ما شاہدوا وما سمعوا شاہد عادل علی انہ لا
اثر ہناک لقضاء تلک الرکعۃ ولا للامر النبوی بالاعادۃ والا لنقلوہ انتہی اقول مقصودہ ما
قال فی جواب الاعتراض الاول من ان مجرد احتمال وقوع شئ من غیر دلیل لا یضر الاستدلال
انما یضر الاحتمال الناشی عن الدلیل وفیہ ما مر من ان ہذا القول بدعۃ لم یقل بہ احد من اہل
الاصول والمناظرۃ فلا یعتد بہ وانہ علی تقدیر صحۃ ہذا القول یلزم مقابلۃ المنع بالمنع وان لنا
ان نعارض بانہ لو کان لعدم الامر النبوی بالاعادۃ اثر لنقلوہ اذ کما تنقل فی الاخبار والآثار
الافعال کذلک تنقل الاعدام ایضا علی ان قضاء ما فات فیہ الرکن کان معلوما مشہورا
فی الصحابۃ وکذلک الامر باعادۃ ما فات فیہ الرکن کان معروفا من النبی صلعم فای حاجۃ
الی نقلہ وہذا یعرفہ کل من لہ ادنی معرفۃ بفن الخبر والاثر فکثیرا لا ینقل فی الاخبار ما ہو المشہور وامثلتہ
کثیرۃ لا نطول الکلام بذکرہا اعتراض چہارم ہمنے تسلیم کیا کہ نبی صلعم نے اسوقت حکم اعادہ
کا نہیں کیا لیکن اسوقت حکم نہ کرنے سے رکعت کا معتد بہا ہونا لازم نہیں آتا ہے اگر کہا
جاوے کہ عدم الامر بالاعادۃ اگر مستلزم اعتداد بالرکعۃ کو نہو تو تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ
لازم آئے گی اور وہ اجماعا غیر جائز ہے تو کہا جائے گا کہ محتمل ہے کہ یہ حکم قبل اس واقعہ
کے بیان کر دیا گیا ہو اور ایسا مشہور ہو گیا ہو کہ پھر بیان کی حاجت نہو یا اس واقعہ سے
ایک زمانہ کے بعد امر بالاعادہ کر دیا ہو ایسے وقت میں کہ نماز کا وقت اتنا باقی ہو کہ اس میں
صلوۃ ادا ہو سکتی ہے پس تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ لازم نہ آئے گی ہاں اسوقت میں
تاخیر البیان الی وقت الحاجۃ البتہ لازم آئے گی سو وہ محققین کے نزدیک جایز ہے۔
اس پر غیث الغمام میں تین چار خدشہ کئے گئے ہیں پہلا خدشہ یہ ہے ان تاخیر البیان الی وقت الحاجۃ وان کان
جائزا فی الواجبات الموسعۃ ولکن المعلوم من عادات النبی صلعم خلافہ والجواب عنہا انہ لو سلم ان المعلوم من
النبی صلعم خلافہ فکذلک المعلوم من عادات النبی صلعم اتیان فعل مخالف للعادۃ اذا کان جائزا کما ان
من عادۃ النبی صلعم شرب الماء قاعدا ولکنہ قد ثبت منہ صلعم شرب الماء قائما فی بعض الاحیان وکما ان من
عادۃ النبی صلعم البول قاعدا وقد ثبت منہ صلعم فی بعض الازمنۃ البول قائما وکما ان من عادۃ النبی صلعم

الثلاث فی غسل اعضاء الوضوء ولکنہ قد توضا مرۃ مرۃ ایضا وکما ان من عادۃ النبی اداء کل صلوٰۃ فی وقتہا فی الحضر وقد ثبت منہ صلعم الجمع بین الصلاتین فی الحضر وکما ان من عادۃ النبی صلعم اداء کل صلوٰۃ لاول وقتہا وقد ثبت منہ صلعم اداء الصلوٰۃ فی آخر الوقت وکما ان من عادۃ النبی صلعم الوضوء لکل صلوٰۃ وقد فعل خلافہ ایضا فلو فعل النبی صلعم فعلا جائزا مخالفا للعادۃ لمصلحۃ فای استبعاد فیہ دوسرا خدشہ یہ ہے انہ قد ثبت فی روایات قصۃ ابی بکرۃ انہ صلعم استفسر بعد السلام من صلاتہ عمن رکع دون الصف ومشی راکعا وانہ قال لابی بکرۃ زادک اللہ حرصا ولا تعد فمع ہذا کلہ ہل یجوز عاقل ان یکون قد ترک امر الاعادۃ مع وجوبہا وامرہ بہا فی وقت آخر مع المشافہۃ والتکلم بما یتعلق بصنیعہ فی ذلک کلا واللہ لا یجوزہ الا من لم یبلغ مبلغ الکمال ح التزم بحل ایات الاحتمال اقول لا یخفاک ان حاصل الاعتراض الرابع منع الملازمۃ بین عدم الامر بالاعادۃ وبین الاعتداد بالرکعۃ وابطال ما یتوہم ان یکون دلیلا علیہا والمجیب کان حقا علیہ ان یثبت الملازمۃ بدلیل آخر ویجیب عما بین المانع فی وجہ ابطال ما یتوہم کونہ دلیلا ولما لم یفعل المجیب شیئا من الامرین ما قضی نحبہ وما ادی الدین الذی کان واجبا علیہ فلیس منہ من الجواب فی شیء والاستبعاد المحض لا یفید اصلا فہذا ادل دلیل علی عجزہ عن الجواب ولیعلم ان لیس فی حدیث ابی بکرۃ ولا فی غیرہ من الاحادیث ان ابا بکرۃ قضی تلک الرکعۃ ولا انہ لم یقض تلک الرکعۃ فالاحتمالان سیان لا ترجیح لواحد علی الآخر وکذلک لیس فیہ ولا فی غیرہ من الاحادیث انہ صلعم امرہ بالاعادۃ ولا انہ لم یامرہ بالاعادۃ ولا ترجیح لواحد علی الآخر والترجیح بعدم النقل جار فی القضاء وعدم القضاء وکذلک فی الامر بالاعادۃ وعدم الامر بہا والواجب علی المستدل اقامۃ الدلیل علی الاحتمال الذی یفید بحیث یقطع دابر سائر الاحتمالات المخالفۃ للدعوی والمانع یکفیہ ابداء الاحتمال المخالف للدعوی ولیس علیہ اقامۃ دلیل علی ذلک الاحتمال فالتشنیع علی المانع بابداء احتمال غیر ناش عن الدلیل والطلب الدلیل علیہ وقبول الاحتمال الذی یفید المستدل من غیر اقامۃ دلیل علیہ بل ہو الا قلب الموضوع وعکس القضیۃ ولا یجوزہ الا من لا خلاق لہ من العقل والعلم۔ تیسرا خدشہ یہ ہے انا قد ذکرنا غیر مرۃ ان مجرد الجواز والاحتمال امر آخر وثبوت الشیء امر آخر فمجرد احتمال ان یکون امرہ بالاعادۃ فی الوقت الآخر مع عدم ورود ما یدل علیہ ولو بسند ضعیف غیر محتج بہ ہل یفید شیئا وہل یضر امرا نعم لو ثبت فی روایۃ انہ امرہ بالاعادۃ فی وقت آخر لقلنا انہ اخر البیان الی وقت الحاجۃ انتہی۔ اقول انا

ہے واسطے جواز اس امر کے قد رددنا علیہ غیر مرۃ ان القول بان مجرد الاحتمال غیر معتبر بل لابد من الاحتمال
الناشی عن الدلیل امر محدث و بدعۃ سیئۃ لم یقل بہ احد من اہل العلم انما ہو من مخترعات ہذا الفاضل
اما تعلم ان حمل الاثبات علی المدعی لا علی المانع فابداء الاحتمال مع عدم ورود ما یدل علیہ یفید المانع
و یضر المستدل اعلیٰ مرتبۃ واما المدعی فلا یکفیہ ابداء الاحتمال بل لابد لہ من اقامۃ دلیل یبطل سائر الا
الاحتمالات المضرۃ - چوتھا خدشہ یہ ہے ان ما ذکرہ من ترجی الاشتہار باطل عند الکل الا عند
من لا یبصر فی ضوء النہار لانہ لو کان ہذا الامر مشتہرا او معلوما لابی بکرۃ لما ارتکب بتلک الحرکات
السخیفۃ من العدو الی الصلوٰۃ بان یحفز النفس و لما رکع دون الصف و لما مشی فی الصلوٰۃ
للاتصال بالصف انتہی اقول قد مر سالقا ان تلک الحرکات کانت للکون مع الامام ہو ما سوی
سواء کان الشی الذی یدرکہ الموتم معتدا بہ ام لا علی ان ہذا الحکم کان مشہورا فی حدیث عبادۃ
بن الصامت وغیرہ حتی بلغ مبلغ التواتر قال البخاری فی جزء القراءۃ وتواتر الخبر عن رسول
اللہ صلعم لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القرآن انتہی والکملہ حدیث ابی قتادۃ وانس و ابی ہریرۃ رض
عن النبی صلعم اذا اتیتم الصلوٰۃ فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا قال البخاری فی جزء القراءۃ
بعد ذکر ہذا الحدیث فمن فاتہ فرض القراءۃ والقیام فعلیہ اتمامہ کما امر النبی صلعم وقد ورد ہذا
فی قصۃ ابی بکرۃ خاصۃ ایضا ذکر البخاری فی جزء القراءۃ فی حدیث ابی بکرۃ صل ما ادرکت واقض
ما سبق انتہی - پانچواں اعتراض یہ ہے کہ متحقق ما نحن فیہ میں عدم ثبوت الامر بالاعادۃ ہے نہ ثبوت
عدم الامر بالاعادہ کیونکہ وہ متوقف ہے عدم الامر بالاعادۃ کی نقل پر اور نقل یہاں متحقق
نہیں اور عدم ثبوت الامر بالاعادۃ مفید مدعی نہیں ہے اور جو مفید مدعی ہے یعنی ثبوت عدم
الامر بالاعادۃ وہ متحقق نہیں اس پر غیث الغمام میں بدین عبارت تکلم کیا گیا ہے وانت
تعلم ما فیہ فان الاصل فی مثل ہذا الاشیاء بل فی جمیع الاشیاء العدم فیحکم بہ ما لم یثبت الوجود
بدلیل عقلی او نقلی فما لم یثبت الامر بالاعادۃ بروایۃ یحکم بعدم الاعادۃ وعدم الامر بالاعادۃ
فان الاحکام تبتنی علی الظواہر واللہ یعلم السرائر بل نقول لو کان ہناک الامر بالاعادۃ
لنقلتہ رواۃ القصۃ کما نقلوا غیرہ من الامور الجزئیۃ فلما لم یذکر الامر بالاعادۃ احد منہم مع
ذکرہا ہو ادون منہ منزلۃ ثبت انہ لم یامر بالاعادۃ واذا ثبت انہ لم یامر بالاعادۃ ثبت انہ
اعتد بہا ولعلی لو اعتمد علی مثل ہذا الاحتمال الذی ذکرہ ہذا القائل فی باب الاعادۃ
والامر بالاعادۃ . . . . لفسد انتظام الشریعۃ وبطلت اکثر ادلۃ

الملة السوية انتهى ملخصا اقول فيه بحث من وجوه الاول ان قوله الاصل في مثل هذه الاشياء
بل في جميع الاشياء العدم دعوى فلابد من اقامة الدليل عليها وليس في كلام صاحب النفحة
شيء يصلح الدليل الا قوله فان الاحكام تبتني على الظواهر والله يعلم السرائر منتظر في ان هذا القول
هل يثبت الدعوى المذكورة ام لا فنقول لا يعلم لهذا القول تعلق وربط بالدعوى فكيف
يكون مثبتا لها ومن يدعي فعليه البيان الثاني ان المراد بالاحكام ماذا هل هو مطلق الاحكام
سواء كانت شرعية او عقلية او الاحكام الشرعية على الاول ابتناؤها على الظواهر غير مسلم
لابد من اقامة الدليل عليها وعلى الثاني لا يتم التقريب فان الدعوى عامة بدليل لفظ في
جميع الاشياء ولفظ بدليل عقلي او نقلي والدليل خاص الثالث ان الدليل يقتضي ان تختص
ذلك الحكم بالاحكام الشرعية مثل الفرضية والوجوب السنية والاستحباب الاباحة والحرمة
والكراهة والبطلان والفساد والصحة والشرطية وغيرها فما لم يثبت فرضية فعل بدليل لم يحكم
بالفرضية بل يحكم بعدم الفرضية وهكذا الحال في غيرها من الاحكام الشرعية وكل من يدعي
امرا من امور الدين فدعواه حكم من الاحكام الشرعية وفيما نحن فيه من يقول ان مدرك الركوع
مدرك الركعة مدع وهذا القول هي دعواه فالاصل فيه هو العدم ما لم يثبت الوجود بدليل
وههنا لم يثبت الوجود اذ ثبوته متوقف على مقدمتين الاولى ان ابا بكرة رض لم يقض تلك
الركعة والثانية ان النبي صلعم لم يامر بالاعادة كما ان المدعي مدع لاصل الدعوى وحمل اشباهها
عليه كذلك المدعي مدع للمقدمات التي يتوقف عليها الدعوى وحمل اشباهها عليه وقد ثبت باعتراف
المورد ان الاصل في كل الدعاوى في الاحكام العدم فالاصل في تلك المقدمتين ايضا العدم
فالاصل على هذا في المقدمة الاولى القضاء لان عدم عدم القضاء هو القضاء وفي المقدمة الثانية
الامر بالاعادة لان عدم عدم الامر هو الامر فقد ثبت باقرار المورد وعدم ثبوت المقدمتين
فلم يثبت اصل الدعوى التي هي متوقفة عليهما والمانع ليس من الدعوى في شيء حتى يقال في
مقابلة الاصل في مثل هذه الاشياء العدم ويطالب الدليل انما هو يطلب الدليل على تلك المقدمتين
فلو طولب بالدليل لزم مقابلة المنع بالمنع وهو غير جائز وبالجملة كل ما تفوه به هذا الفاضل في هذا
المقام ليس من شان اهل العلم والعقل الرابع ان هذا الفاضل استدل عدم الامر بالاعادة
بقوله لو كان هناك الامر بالاعادة لنقلته رواة القصة وفيه ان لنا ان نقول لو كان هناك
عدم الامر بالاعادة لنقلته رواة القصة فلما لم يذكر عدم الامر بالاعادة احد منهم ثبت انه ام بالاعادة

واذا ثبت انه امر بالاعادة ثبت انه لم یعتد بہا وہو نقیض ما ادعی المدعی چھٹا اعتراض یہ
ہے کہ جیسا امر بالاعادہ منقول نہین ہوا ایسا ہی عدم الامر بالاعادہ بھی منقول نہین
ہوا پس اگر عدم نقل امر بالاعادہ مثبت ہو عدم الامر بالاعادہ کے لئے تو لازم آئے گا کہ عدم
نقل عدم الامر بالاعادہ ثبت ہو عدم عدم الامر بالاعادہ کو اور وجہ ہمین ہے امر بالاعادة
کا یا مستلزم اُسکے ہے پس جب ثابت ہوا امر بالاعادہ تو ثابت ہوا کہ نبی صلعم نے نہین
اعتداد کیا ساتھ اُسکے اور وہ نقیض ہے دعوی مدعی کی اسپر غیث الغمام مین امام
الفاضلین نے یہ فضول بکا ہے وہذا مما یضحک علیہ الاطفال فضلا عن الرجال ولا
یصدر مثل ہذا التقریر الا عمن فہمہ وعقلہ انقص بالنسبۃ الی علمہ کالشوکانی ومقلدیہ وانصار
او ما دری ان عدم نقل عدم الامر بالاعادۃ کیف یکون مثبتا لعدم عدم الامر بالاعادۃ فان
العدم اصل فی الاشیاء والنقل انما یتعلق بالوجودات دون اعدام الاشیاء اقول فیہ
نظر من وجہین الاول انہ قد ثبت بمقتضی ولیلک فیما تقدم ان الاحکام والدعاوی کلہا العدم
اصل فیہا ومنہا ہذہ المقدمۃ فلا قرینۃ فی ان عدم نقل الامر بالاعادۃ یکون مثبتا لعدم عدم الامر
بالاعادۃ والثانی انک قد عرفت فیما سلف ان النقل کما یتعلق بالوجودات یتعلق بالاعدام
ایضا وقد عرفت السر فیہ ایضا فتذکر وکن من الشاکرین۔ ساتوان اعتراض یہ ہے کہ
جیسا کہ امر بالاعادہ مستلزم عدم اعتداد کو نہین ہے واسطے جواز اس کے کہ یہ
امر بسبب ترک افضل کے ہو ایسا ہی جائز ہے کہ نہ مستلزم ہو عدم الامر بالاعادہ
اعتداد کو واسطے جواز اس امر کے کہ عدم اعتداد مشہور ہو اسپر صاحب غیث نے یہ فضول
بکا ہے وفیہ سخافۃ ظاہرۃ فان شہرۃ عدم الاعتداد ممنوعۃ بل باطلۃ ومن ادعی ذلک فلیأت
بالحجۃ العادلۃ انتہی اقول فیہ سخافۃ جلیۃ من وجوہ الاول ان صاحب شفاء العی ہہنا
مانع وطلب الدلیل والحجۃ من المانع مقابلۃ للمنع بالمنع وہی غیر جائزۃ والثانی انہ ادعی
البطلان حیث قال بل باطلۃ ولم یأت علیہ بدلیل والدعوی بلا دلیل لا تسمع والثالث
ان حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب قد بلغ حد المتواتر وقد سلمہ الخصوم ایضا وقد اخرج
البخاری فی جزء القراءۃ حدیث جابر بن عبد اللہ یقول یقرء فی الرکعتین الاولیین الحدیث وفیہ
کما تحقق انہ لا یجزی صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب انتہی وہذا یدل علی ان ہذا الحدیث کان
مشہورا فثبت بہ رکنیۃ قراءۃ الفاتحۃ وقد ثبت فی حدیث ابی قتادۃ وانس وابا ہریرۃ

ان قضاء ما فات فیہ الرکن و اجیب قد تقدم فتذکر فای حجۃ اظہر من ہذا۔ اٹھوان اعتراض
یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم کے عدم الامر بالاعادہ اعتداد کو جب مستلزم ہے کہ یہ سکوت ہو معرض
ضرورۃ مین اور وہ ممنوع ہے اسلئے کہ وقت اداء صلوۃ کا مضیق نہین ہے پس ہو سکتا
ہے کہ بیان کو موخر کیا ہو ایسے وقت تک کہ اُس مین اداء صلوۃ ہو سکے انتہے اسپر صاحب
غیث نے یہ سخافت ظاہر کی ہے وہو سخیف جدا فان لیت ولعل فی مثل ہذا المقام
غیر قادح فی شئ عند الامام بل مثل ہذا الاحتمال یجب تنزیہ صاحب الشرع صلعم عنہ
الا عند ضرورۃ ۱۸۱ قولٗ قد مر جوابہ فی الاعتراض الرابع من انہ لو سلم ان المعلوم
من عادات النبی صلعم انہ کان ینکر علی من صدر منہ الامر الغیر المشروع فی الفور لکن
کان النبی صلعم قد یفعل خلاف العادۃ لمصلحۃ اذا کان ذلک الفعل امرا مباحا وقد ذکرت
عدۃ امثلۃ لذلک لیست فیہ شناعۃ اصلا۔ نوان اعتراض یہ ہے کہ صغریٰ دلیل
(یعنی عدم الامر بالاعادۃ حدیث ابوبکرہ مین سکوت ہے معرض ضرورۃ مین) ممنوع ہے
کیونکہ ضرورۃ تو جب متحقق ہو کہ حکم اُس شخص کا کہ جسنے ترک فاتحہ و قیام و قراءۃ کو مشہو
نہو اور وہ غیر مسلم ہے انتہے اسپر غیث الغمام مین یہ تکلم کیا ہے ولا یخفی علی الفطن ان فی
ہذا المنع من ضیق الفطن فان شہرۃ حکم من ترک الفاتحۃ من المقتدین لا یستلزم ان یکون
ہو الاعادۃ علی ان کراہۃ المشی فی الصف راکعا والرکوع دون الصف والسعی فی الصلوۃ
اشہر بالنسبۃ الی ما ذکرہ فلو کانت الشہرۃ باعثۃ لعدم الامر بالاعادۃ لکانت شہرۃ
ہذا الامور باعثۃ لعدم قول النبی صلعم لا تعد وزجرہ واذ لیس فلیس انتہی اقول فیہ نظر من
وجوہ الاول ان ہذا تکلم علی السند وقد تقرر فی مقرہ ان بطلان السند لا یقتضی بطلان
المنع بل لا بد للمستدل من اثبات المقدمۃ الممنوعۃ واقامۃ الدلیل علیہا ودونہ خرط القتاد
والثانی ان شہرۃ حدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب وحدیث ما فاتکم فاتموا تقتضی
ان یکون حکم من ترک الفاتحۃ من المقتدین ہو الاعادۃ والثالث ان قولہ کراہۃ
المشی الی الصلوۃ راکعا والرکوع دون الصف والسعی الی الصلوۃ اشہر بالنسبۃ الی
ما ذکرہ ممنوع لا بد من اقامۃ الدلیل علیہ والرابع ان قولہ صلعم ولا تعد یقتضی الامر بالاعادۃ
فان النہی عن العود الی ما فعلہ ابوبکرۃ یستلزم ان یکون ذلک الفعل فیہا عنہ حراما باطلا والصلوۃ
الباطلۃ لا بد من اعادتہا اذ ہی لیست بصلوۃ فلم یوجد ہہنا عدم الامر بل تحقق الامر قال النیموی

فی جزء القراءة فلیس لاحد ان یعمل بما نہی النبی صلعم عنہ ولیس فی جوابہ انہ اعتمد بالرکوع عن
القیام والقیام فرض فی الکتاب والسنۃ قال اللہ تعالیٰ وقوموا للہ قانتین وقال اذا قمتم
الی الصلوٰۃ وقال النبی صلعم صل قائما فان لم تستطع فقاعدا انتہی دسوان اعتراض کلام
ہے دلیل ملازمت کی کبری پر ساتھ منع اُسکے کہ کیونکہ کبری نہ بدیہی ہے اور نہ برہان
سے ثابت ہوا ہے اور نہ اسپر اجماع ہے خاص کر مقابلہ شوکانی میں اس مقدمہ کو پیش کرنا
غیر مناسب ہے کیونکہ امام شوکانی مذہب فقہاء کے مقلد نہیں ہیں تاکہ انپر تعقب کیا جاوے
ساتھ مختار فقہاء کے کیونکہ قاضی شوکانی جیسا کہ مجتہد ہیں فقہ میں اصول میں بھی مجتہد ہیں
انتہے اسپر غیبت میں یہ کہا ہے وہذا من ابطل الاباطیل عند کل عقیل فان المجتہد لابد لہ
من ان یکون ذو عقل وقاد وطبع نقاد وہو مفقود فی الشوکانی علی ما لا یخفی علی کل فاحص او
ممن وقف علی مزخرفاتہ واطلاع علی تصرفاتہ وعدم تقلیدہ مذہب الفقہاء لا یستلزم
ان یکون خارجا عن عداد العقلاء فلا یسلم ما ثبت بالبرہان او بشہادۃ العیان ان الکبری
المذکورۃ قد ثبتت فی موضعہا من کتب الفقہ والحدیث بحیث لا ینکرہا الا خبیث فمن
منعہا منعا مجردا فعلیہ ان یحضر مجالس مدروس الفضلاء ویقرء عندہم کتب الاصول لیظہر لہ
صدق المقدمۃ الزہراء ومجرد منع امثال ہذہ المقدمات التی قد برہن علیہا الثقات وسلمہا
قولا وعملا جمیع من الاثبات من خبائث الحرکات وفتح باب المنع المجرد یبطل الواضحات
انتہی اقول ہذا الکلام یشبہ کلام المجانین بوجوہ الاول ان القول بفقدان العقل الوقاد
والطبع النقاد فی الشوکانی من خطوات الشیاطین لا یقول بہ الا من کان بحبہم حطبا وانکلم
فی اجتہادہ کالتکلم فی اجتہاد المجتہدین من السلف والثانی ثبوت ہذہ الکبری بکلیتہا
بالبرہان او بشہادۃ اعیان فی کتب الفقہ والحدیث کذب صریح لا یقول بہ الا امام
الکاذبین والثالث انک قد عرفت فیما تقدم ان تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ غیر
جائز وتاخیر البیان الی وقت الحاجۃ جائز فالسکوت فی موضع الحاجۃ الذی یلزم فیہ
تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ بیان والا یلزم ارتکاب الفعل المحرم والسکوت فی موضع
الحاجۃ الذی یلزم فیہ تاخیر البیان الی وقت الحاجۃ لیس ببیان لانہ لا یلزم فیہ محذور اصلا
اذا تمہد ہذا فنقول ان کانت ہذہ المقدمۃ جزئیۃ فشرط الانتاج ای کلیۃ الکبری مفقود
فان کانت کلیۃ فہی کاذبۃ لا یقول بہا الا الخبیث المرید۔ اعتراض گیارہوان یہ ہے

کہ حنفیہ نے خلاف اس قاعدہ کے بہت مسائل فقہیہ مین عمل کیا ہے پھر اگر اُن کے
خصم نے کیا تو کیا وجہ تشنیع کی ہے انتہے اسپر صاحب غیث فرماتے ہین وانت تعلم
ان ہذا الایضر المستدل و لاینفع المورد والمفصل فان عملہم بخلاف تلک القاعدۃ فی مواضع
انما ہو لدلیل لاح لہم قائم علی ما خالفہا وہو مفقود فی المسئلۃ التی نحن فیہا اقول فیہ کلام
من وجوہ الاول ان عملہم علی خلاف ہذہ القائلۃ تبطل کلیتہا والجزئیۃ لاتفید لفقدان
شرط الانتاج والثانی ان خصوم المستدل ایضا عملوا علی خلاف ہذہ القاعدۃ لدلیل
لاح لہم وہو حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب و حدیث ما فاتکم فاتموا والثالث
ان ادلۃ من خالف من الحنفیۃ ہذہ القاعدۃ اکثرہا بل کلہا واہیۃ ودلیل الخصوم قوی
من شاء کشف حقیقتہا فلیمعن حتے یوازن بینہا وبین دلیل الخصوم فقبول ادلۃ الحنفیۃ وعدم
قبول دلیل الخصوم ترجیح بلا مرجح بل ترجیح مرجوح لایرتکبہ الا من لانصیب لہ من الدیانۃ
والحیاء بارہوان اعتراض یہ ہے کہ بیان مجمل منحصر ہے چھ مین یا سات مین اور سکوت
فی معرض الضرورۃ کسی مین داخل نہین ہے انتہے اسپر غیث الغمام مین لغویت ظاہر
کی ہے وہذا الغو من الکلام فان عدم دخول السکوت فی معرض الضرورۃ فی وجوہ
بیان المجمل لایستلزم ان لایکون بیانا فان اقسام البیان کثیرۃ ولا ینحصر فی بیان
المجمل المفصل فی کتب الاصول انتہی اقول ہذا الکلام ادل دلیل علی جہل قائلہ فان مقصود
المعترض المراد بالبیان فی القاعدہ القائلۃ بان السکوت فی معرض الضرورۃ بیان ما ذا
ہل بیان المجمل فالسکوت لیس داخلا فی شئ من وجوہ بیان المجمل او غیرہ فلابد
من بیانہ حتے ینظر فیہ امام الفضلاء ولم یفہم ہذا فقال ما قال وارتکب صنیع الجہال۔
تیرہوان اعتراض یہ ہے کہ سکوت کا مرجع نہین ہے مگر تقریر اور تقریر مطلقا حجت نہین
ہے بلکہ اُسوقت حجت ہوتی ہے کہ اُسکا معارض قول نہو اور اس تقریر کا معارض
قول ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ما فاتکم فاتموا عموما اور خصوصا وہ
قول جو ابو بکرہ سے فرمایا صل ما ادرکت واقض ما سبقک اخرجہ الطبرانی
انتہے۔ اس پر غیث الغمام مین یون جہالت ظاہر کی ہے وہذا کلہ اوہن من نسج
العنکبوت لایرتضی بہ الا المحروم عن فواتح الرحموت فان کلمۃ ما فی ہذا الحدیثین
ان ابقیت علی عمومہا لزم خلاف الاجماع وخلاف المعقول والمنقول

بلا نزاع على ما ذكرناه فيما ياتي فلا جرم هي عامة خص منها البعض فلتخص منها قراءة الفاتحة بمثل هذا التقرير وغيره من الآثار والاخبار الدالة على ان مدرك الركوع مدرك للركعة والمعارضة التي تبطل العمل بالتقرير ههنا انما يكون لو كان العام في الحديثين المذكورين معمولا على عمومه ومجريا على شموله وهو باطل عقلا ونقلا انتهى اقول هذا القول اصرح دليل على جهل امام الجائزين من وجوه الاول ان القول بان المعارضة التي تبطل العمل بالتقرير ههنا انما تكون لو كان العام في الحديثين المذكورين معمولا على عمومه ومجريا على شموله من اكذب الاقاويل واخبثها اما ترى انه كما ان العام الذي لم يخص منه البعض حجة في الكل كذلك العام الذي خص منه البعض حجة في الباقي قال في التوضيح والتلويح وهو حجة فيه شبهة قالوا كل عام خص بمستقل فانه دليل فيه شبهة والمختار ان العام بعد تخصيص دليل تمكن فيه شبهة معلوما كان المخصوص او مجهولا وعندنا تمكن فيه شبهة لانه علم انه غير محمول على ظاهره فيصير عندنا كالعام الذي لم يخص عند الشافعي اي العام الذي خص منه البعض دليل فيه شبهة حتى لا يكون موجبا قطعا ويقينا اما كونه حجة فلاجماع السلف من الصحابة رض وغيرهم بالعمومات المخصوص منها البعض شائعا ذائعا من غير نكير فكان اجماعا واما تمكن الشبهة فلانه اذا اخرج منه البعض لم يبق مستعملا في الكل بل فيما دونه مجازا وما دون الكل افراد متعددة متساوية في كون اللفظ مجازا فيها من غير رجحان فلا يثبت بعض منها لانه ترجيح من غير مرجح انتهى والخارج من هذا العام بالاجماع هو الثنا والتوجيه ونحو ذلك من الادعية الواردة والسورة كما ذكره صاحب امام الكلام وبقي سورة الفاتحة فوجب على فائتها قضاء ما فات فبقيت المعارضة اذا كان هذا العام عاما خص منه البعض ايضا لا يقال سلمنا ان المعارضة بقيت ولكنها لا يضرنا فانما نفينا المعارضة التي تبطل العمل بالتقرير وهذه غير مبطلة انما المبطلة هي المعارضة التي تكون اذا كان العام لم يخص منه البعض لانا نقول هذا ادعاء بلا دليل فلا يقبل الثاني انه قد تقرر في اصول الحنفية انه ان تعارض الخاص والعام ولم يعلم التاريخ حمل على المقارنة وثبت حكم التعارض في قدر ما تناولاه كذا في التوضيح فعلى هذا لا بد ان يثبت حكم التعارض فيما نحن فيه وهو العمل بالاقوى وترك الآخر قال في التلويح يعني اذا دل دليل على ثبوت شيء والآخر على انتفائه فاما ان يتساويا في القوة او لا على الثاني اما ان يكون زيادة احد بما هو بمنزلة التابع او لا ففي الصورة الاولى معارضة لا ترجيح والثانية معارضة مع ترجيح وفي الثالثة

لامعارضة حقیقة فلا ترجیح لا تبائه علی التعارض المتبنی عن التماثل وحکم الصورتین الاخرین ان یعمل بالاقوی ویترک الاضعف لکونه فی حکم العدم بالنسبة الی الاقوی انتهی الثالث انا لانسلم ان کلمة ما فی ہذین الحدیثین للعموم لم لایجوز ان تکون للعہد الخارجی والمراد بہا ما کان اداءه واجبا فی الصلوة فان قلت لابد فی العہد الخارجی من تقدم ذکر المعہود صریحا او کنایة او علم المخاطب بالمعہود بسبب القرینة قلت ہہنا علم المخاطب بالمعہود حاصل بسبب القرینة فلا حاجة الی تقدیم ذکره قال العلامة فی المطول وقد یستغنی عن تقدیم ذکره بعلم المخاطب بالقرائن نحو خرج الامیر اذا لم یکن فی البلد الا امیر واحد وکقولک لمن دخل البیت اغلق الباب انتهی والقرینة ہہنا الامر بالاتمام فانه لا یکون الا لما اداءه واجب الرابع القول تخصیص الحدیثین المذکورین بحدیث ابی بکرة مخالف لما تقرر فی اصول الحنفیة قال فی التلویح وان علم التاریخ فالمتاخر اما العام واما الخاص فعلی الاول العام ناسخ للخاص وعلی الثانی الخاص مخصص للعام ان کان موصولا به وناسخ له فی قدر ما تناوله ان کان متراخیا عنه انتهی وفیما نحن فیه التاریخ غیر معلوم فکیف یستقیم التخصیص الخامس ان الفرق فیما نحن فیه بین العام الذی خص منه البعض وبین العام الذی لم یخص منه البعض کما ارتکبه امام الفاضلین لا یفید اصلا فان العام ہہنا عام السنة ای خبر الاحاد وہو عند اہل الاصول ظنی مطلقا قبل التخصیص وبعده اعتراض چودہواں تقریر جبکہ مخصص ہو عموم سابق کی تو ہوتی ہے خاص اوسکے لئے جسکے بلئے تقریر کی گئی ہے جیساکہ ارشاد الفحول بین ہے اور یہ تقریر مخصص ہے عموم سابق کی یعنی ما فاتکم فاتموا کی پس یہ خاص ہوگی ابوبکرہ رض کے ساتھ انتہی اسپر غیث الغمام میں یہ ہذیان سرائی کی ہے وہذا اضعف مما مر کله لان اختصاص ہذا الحکم بابی بکرة لا دلیل علیه ومثله لا یثبت بمجرد الاحتمال والتقریر المخصص بمن قرر له انما ہو الذی دلت ہناک قرینة مقالیة او حالیة علی کونه مختصا به فان لم تدل قرینة الخصوصیة فلا یجعل مختصا بل مخصصا لعام سابق عموما وہذا ظاہر علی کل من مہر فی الفقه والاصول وان خفی علی ابی اللغو والفضول انتہی اقول فیه بحث من وجوه الاول ان قوله فان اختصاص ہذا الحکم بابی بکرة لا دلیل علیه ممنوع اذ الدلیل علیه ہی القاعدة الثابتة فی الاصول کما نقل الشوکانی ولم یقدر امام الفاضلین

علی الرد علیہا ولم ینقل عبارة مخالفة لہا من اہل الاصول فعلم انہ سلمہا الثانی ان
قولہ ومثلہ لا یثبت بمجرد الاحتمال فاسد فانا لا نثبت الاختصاص بمجرد الاحتمال بل بالقاعدة
الثابتة المسلمة فی مدارک الاصولیین الثالث ان قولہ والتقریر المختص بمن قرر لہ انما
ہو الذی دلت ہناک قرینة مقالیة او حالیة علی کونہ مختصا بہ من اکذب الاقوال
لانہ ادعاء لم یات علیہ بدلیل ولیس ہو بدیہیا ولم ینقل فیہ کلام احد من اہل العلم
فلا یقبل الرابع ان قولہ فلا یجعل مختصا بل مخصصا العام سابق عموما فیہ ما عرفت
فیما تقدم من ان ذلک لا یستقیم علی اصول الحنفیة والتحقیق فی ہذا المقام ان التاریخ
ان کان معلوما بتقدم العام وتاخر الخاص ثابتا فالحجة تامة علی المستدل بالقاعدة
المذکورة والا فالتخصیص لا یستقیم علی اصول الحنفیة اعتراض پندرہوان یہ ہے
سکوت جو تقریر ہوتا ہے وہ سکوت ہے قول پر جو سامنے رسول صلعم کے
کہا جاوے یا آنحضرت صلعم کے زمانہ مین اور آنحضرت صلعم کو اوسکا علم ہو یا
یا فعل پر جو آنحضرت صلعم کے سامنے یا زمانہ مین کیا جاوے اگر آنحضرت صلعم کو
اوسکا علم ہو اور ما نحن فیہ نہ سکوت قول پر ہے نہ فعل پر بلکہ سکوت ہے امر
بالاعادہ سے پس نہوگا حجت انتہی اسیر غیث الغمام مین یہ کہا گیا ہے وہذہ
مغالطة فاضحة یفتضح بہا من اتی بہا فان عدم الاعادة مستلزم لفراغ
ابی بکرة مع النبی صلعم عن الصلوة وسلامہ للخروج عنہا معہ وہو فعل یکون
السکوت علیہ حجة فان قلت لم یثبت الی الآن عدم اعادتہ قلت قدم جوابہ
غیر مرة انتہی اقول قد تقدم الرد علیہ بحیث لا یاتی انکارہ ممن لہ حظ من العقل
والعلم والدیانة والحیاء واما من لا خلاق لہ منہا فیقول ما یشاء اعتراض سولہوان
یہ ہے کہ وہ فعل جسکی تقریر آنحضرت صلعم نے فرمائی وہی فعل ہے جسکو ابو بکرہ رضہ
نے کیا یا کوئی دوسرا فعل ہے اگر پہلا ہے پس تقریر نہ پائی گئی اسلئے کہ اوسکا تو
انکار کیا جناب رسول مقبول صلعم نے حیث قال ولا تعد اور اگر دوسرا ہی تو اوسکی
تصریح کرنا چاہئے تاکہ اوسمین نظر کیجاوے انتہی اسیر غیث الغمام مین یہ کہا ہے
وہذہ مغالطة اخبث من الاولی فان الفعل الذی انکرہ علیہ بقولہ لا تعد انما ہو
السعی الی الصلوة والرکوع وحدہ والمشی راکعا والذی قررہ علیہ ہو فعلہ المستلزم

لعدم الاعادة وهو فراغه معه انتهى اقول فیه کلام من وجوه الاول انه لو وقع فراغ ابی بکرة مع النبی
صلعم عن الصلوة وسلامه للخروج عنها معه لنقل ولو فی روایة کما نقل سعیه ومشیه الی الصف ورکوعه
دون الصف وقد روی قصة ابی بکرة جمع من المحدثین باسانید متفرقة ولم یرد فی روایة احدهم
ما یدل علیه ولو دلالة ضعیفة فهذا اول دلیل علی عدم وقوع هذا الفعل ولا مجال فی هذا المقام
لان یقال النقل انما یتعلق بالوجودات دون اعدام الاشیاء کما قال امام الفاضلین فی
جواب الاعتراض السادس فان الفراغ فعل باعتراف ذلک الفاضل والثانی ان عدم
الاعادة مستلزم للفراغ المذکور کما اقر به هذا الفاضل فی جواب الاعتراض الخامس عشر و
عدم اللازم مستلزم لعدم الملزوم فثبت عدم عدم الاعادة وهو مستلزم للاعادة فثبت
الاعادة وهی یقطع دابر الاستدلال والثالث انه لو سلم ان قبل وقوع قصة ابی بکرة کان الحکم
ان مدرک الرکوع مدرک الرکعة وعلی هذا فعل ابو بکرة رض ما فعل من السعی الی الصلوة
والرکوع وحده والمشی راکعا والفراغ مع الامام فنقول ان النبی صلعم قد نهی عن جمیع
تلک الافعال بقوله لا تعد واما تخصیص ذلک الفاضل بالافعال الثلثة الاول فمما لا دلیل
علیه هذا کما قال الحافظ ابن حجر فی الفتح واستنبط بعضهم من قوله لا تعد ان ذلک الفعل کان جائزا
ثم ورد النهی عنه بقوله لا تعد فلا یجوز العود الی ما نهی عنه النبی صلعم وهذه طریقة البخاری فی
جزء القراءة خلف الامام انتهى الرابع ان قوله والذی قرره علیه هو فعله المستلزم لعدم
الاعادة وهو فراغه معه فیه انه لم یثبت ذلک الفعل بعد والدلیل الذی ذکره هذا الفاضل من
ان عدم الاعادة قد ثبت فیما تقدم وهو مستلزم للفراغ وثبوت الملزوم ثبوت للازم
والا لم یبق اللازم لازما فقد عرفت جوابه آنفا بل قام الدلیل علی عدم وقوع هذا الفعل وهو
من مسلمات ذلک الفاضل الخامس ان قوله المستلزم لعدم الاعادة غلط محض وخطاء
بین بل لابد من وضعه المستلزم له عدم الاعادة کما قال فی جواب الاعتراض الخامس عشر فان
عدم الاعادة مستلزم لفراغ ابی بکرة والدلیل علی خطاء هذا القول هو ان المقصود بوصف
الفعل بهذه الصفة انما هو الاشارة الی دلیل وقوع هذا الفعل والدلیل انما هو استلزام
عدم الاعادة للفراغ لا استلزام الفراغ لعدم الاعادة لان وجود الملزوم دال علی وجود اللازم
من غیر عکس السادس ان ما سکت علیه النبی صلعم فی حدیث ابی بکرة ماذا هل هو عدم الاعادة او
الفراغ الذی یستلزمه عدم الاعادة علی الاول لا یکون تقریرا لانه اما علی القول او الفعل ولیس

عدم الاعادة شيئا منهما والثانی وان کان فعلا لکن ثبوته غیر مسلم والدلیل الذی ذکرہ ہذا الفاضل قد
عرف فسادہ بل الدلیل قائم علی عدم ثبوتہ بحیث لا مناص لہذا الفاضل عن تسلیمہ اعتراض
سترہوان یہ ہے کہ یہ مقدمہ کہ السکوت فی معرض الضرورۃ بیان اسمین ابہام و اجمال ہے
اسکے قائلین نے یہہ نہین بیان کیا کہ مراد ضرورت سے کیا ہے اور یہ بیان کس چیز کا ہے اور وہ
چیز مجمل ہے یا غیر مجمل پس ایسے مقدمہ پر ابتناء دلیل کا نہایت فاسد و ضعیف ہے
انتہے اسپر غیث الغمام مین یہ کہا گیا ہے وہذا کلام خال عن التحصیل فان کتب الاصول مملوۃ
عن تفصیل ہذہ القاعدۃ و توضیحہا علی وجہ التکمیل فلیفتش المنکر لہا والمستفسر عنہا کتب الاصول
المطولۃ عند من یعلمہ و یفہمہ و یبلغہ الی مراتب التکمیل و لولا عادتی ترک التطویل الممل لاوردت
من عبارات الاصولیین ما یقطع عنق المکابر المضل انتہی اقول ہذا کلام عار عن الصدق
فان کتب الاصول المتداولۃ فی زماننا کالتوضیح والتلویح وحواشیہ والمسلم وشروحہ وغیرہا
ما وجدت فیہا تفصیل ہذہ القاعدۃ ولا توضیحہا علی وجہ التکمیل بحیث یظہر منہا ان السکوت
سکوت ای شخص و ان المراد بالضرورۃ ماذا و انہ بیان لای شیء وہو مجمل ام لا وما الدلیل
علیہ و لو کان ہذا الکلام صادقا لنقل ہذا الفاضل عباراتہا کما ہو عادتہ فعدم نقلہ اول دلیل علی
کذبہ و من یدعی فعلیہ بنقل عبارات الاصول مختصرۃ کانت او مطولۃ حتی ینظر فیہا و دونہ خرط القتاد
اعتراض اٹھارہوان یہ ہے کہ اگر سکوت آنحضرت صلعم کا تسلیم کیا جاوے اور اوسکو بیان
قرار دیا جاوے تو بیان ہوگا حدیث ما فاتکم فاتموا کے بعد واقع ہوا انتہے اسپر غیث الغمام
مین یہ لکھا گیا ہے وہذا یشیر الی انہ لم یفہم الی الآن معنی المجمل الاصطلاحی والفرق بینہ و بین العام
و لم یعلم الی الآن معنی السکوت فی موضع الضرورۃ بیان و ظن ان البیان مختص بالمجمل انتہی اقول
لا بد فی ہذا المقام من تمہید مقدمات الاولی فی تعریف المجمل و فیما اختلف فی کونہ مجملا و الثانیۃ
ان المجمل ہل یجتمع مع العام و الثالثۃ ما معنی المقدمۃ القائلۃ بان السکوت فی موضع الضرورۃ
بیان و الرابعۃ ان البیان اکثر ما یستعمل فی مقابلۃ الاجمال الاولی فی تعریف المجمل و فیما اختلف
فی کونہ مجملا قال فی التلویح قولہ والمجمل ہو ما خفی المراد منہ لنفس اللفظ خفاء لا یدرک الا ببیان
من المجمل سواء کان لتزاحم المعانی المتساویۃ الاقدام کالمشترک او لغرابۃ اللفظ کالہلوع او لانتقالہ
من معناہ الظاہر الی ما ہو غیر معلوم کالصلوۃ والزکوۃ والربوا انتہی قال فی حصول المامول فالمجمل
فی اللغۃ المبہم من اجمل الامر اذا ابہم و فی الاصطلاح لہ حدود و لا تخلو عن ایراد علیہا و الاولی ان یقال

هو ما دل دلالة لا يتميز المراد بها الا بمبين سواء كان عدم التعيين لوضع اللغة او بعرف الشرع او
بالاستعمال انتهى وقال ايضا في حصول المامول الاجمال يكون في حال الافراد والتركيب
والاول اما ان يكون بتصريفه نحو قال من القول والقيلولة والمختار للفاعل والمفعول واما ان يكون
باصل وضعه فاما ان تكون معانيه متضادة كالقرء للطهر والحيض والناهل للعطشان والريان
او متشابهة غير متضادة فاما ان يتناول معاني كثيرة بحسب خصوصياتها فهو المشترك واما بحسب
معنى تشترك فيه فهو المتواطي والاجمال كما يكون في الاسماء يكون في الافعال كعسعس بمعنى اقبل وادبر
ويكون في الحروف كتردد الواو بين العطف والابتداء واما في حال التركيب فكما في
قوله تعالى او يعفو الذي بيده عقدة النكاح لتردده بين الزوج والولي ويكون ايضا في مرجع
الضمير وفي الصفة وفي تعدد المجازات المتساوية مع مانع يمنع من حمله على الحقيقة وفي فعله صلعم
اذا فعل فعلا يحتمل وجهين احتمالا واحدا وفي ما ورد من الاوامر بصيغة الخبر كقوله تعالى والجروح قصاص
وقوله والمطلقات يتربصن بانفسهن فذهب الجمهور الى انها تفيد الايجاب وقال آخرون بالتوقف
فيها حتى يرد دليل يبين المراد بها انتهى وايضا قال في الحصول الاول في الالفاظ التي علق
التحريم فيها على الاعيان كقوله تعالى حرمت عليكم الميتة حرمت عليكم امهاتكم فذهب الجمهور الى انه
لا اجمال في ذلك وقال الكرخي والبصري انها مجملة الثاني لا اجمال في مثل قوله تعالى وامسحوا
برؤسكم والى ذلك ذهب الجمهور ثم اختلفوا فقالت المالكية باقتضائه مسح الجميع والشافعية بالبعض
حقيقة او عرفا وذهبت الحنفية الى انه مجمل لتردده بين الكل والبعض والسنة بينت البعض وعلى
كل حال فقد جاء في السنة المطهرة مسح كل الراس ومسح بعضه فكان ذلك دليلا مستقلا على انه يجزي
مسح البعض سواء كانت الآية من قبيل المجمل ام لا الثالث لا اجمال في مثل قوله تعالى السارق
والسارقة فاقطعوا ايديهما عند الجمهور وهذا هو الصواب وقال بعض الحنفية انها مجملة الرابع
لا اجمال في نحو لا صلوة الا بطهور لا صلوة لجار المسجد الا في المسجد لا صلوة الا بفاتحة الكتاب لا صيام
لمن لم يبيت الصيام من الليل لا نكاح الا بولي والى ذلك ذهب الجمهور قالوا لانه ان ثبت عرف
شرعي في اطلاقه للصحيح كان معناه لا صلوة صحيحة الا بطهور الخ فلا اجمال وان لم يثبت فيه عرف
شرعي فان ثبت عرف لغوي وهو ان مثله يقصد منه نفي الفائدة والجدوى نحو لا علم الا ما
نفع فتعين ذلك فلا اجمال وان قدر انتفاؤهما فالاولى حمله على نفي الصحة دون الكمال
وذهب الباقلاني وغيره الى انه مجمل ونقله ابو منصور عن اهل الراي الخامس لا اجمال في نحو قوله صلعم

رفع عن امتی الخطاء والنسیان مما یبقی فیه صفة والمراد نفی لازم من لوازمه الی ذلک ذهب الجمهور وقال ابو الحسین وابو عبد اللہ البصری انہ مجمل وحکی شارح المحصول فیہ ثلاثة مذاهب الحق ما ذهب الیه الجمهور ان دوس اذا دار لفظ الشارع بین مدلولین ان حمل علی احدهما افاد معنی واحدا وان حمل علی الآخر افاد معنیین ولا ظهور له فی احد المعنیین الذین دار بینهما قال الصفی الهندی ذهب الاکثرون الی انه لیس بمجمل بل هو ظاهر فی افادة المعنیین الذین هما احد مدلولیه وذهب الاقلون الی انه مجمل وبه قال الغزالی واختاره ابن الحاجب واختار الاول الآمدی لتکثیر الفائدة والحق انه مع عدم الظهور فی احد مدلولیه یکون مجملا السابع لا اجمال فی ما کان له مسمی لغوی ومسمی شرعی کالصوم والصلوة عند الجمهور بل یجب الحمل علی المعنی الشرعی لان النبی صلعم بعث لبیان الشرعیات لا لبیان معانی الالفاظ اللغویة والشرع طار علی اللغة وناسخ له فالحمل علی الناسخ المتاخر اولی وذهب جماعة الی انه مجمل ونقل هذا عن اکثر اصحاب الشافعی وذهب جماعة الی التفصیل بین ان یرد علی طریقة الاثبات فیحمل علی المعنی الشرعی وبین ان یرد علی طریقة النفی فیحمل لتردده واختاره الغزالی ولیس بشیء والحق ما ذهب الیه الاولون وهکذا اذا کان للفظ محمل او مسمی شرعی ولغوی فانه یحمل علی الشرعی لما قدمنا واذا تردد اللفظ بین المسمی العرفی واللغوی فانه یقدم العرفی علی اللغوی لانه المتبادر عند المخاطبین انتهی

المقدمة الثانیة ان المجمل هل یجتمع مع العام قال فی التلویح فان قلت من حق الاقسام التباین والاختلاف وهو منتف فی هذه الاقسام ضرورة صدق بعضها علی البعض کما لا یخفی قلت هذه تقسیمات متعددة باعتبارات مختلفة فلا یلزم التباین والاختلاف بین جمیع اقسامها بل بین الاقسام الخارجة من تقسیم تقسیم وهذا کما یقسم الاسم تارة الی المعرب والمبنی وتارة الی المعرفة والنکرة مع انه کل منهما معرب او مبنی علی انه لو جعل الجمیع اقساما متقابلة یکفی فیها الاختلاف بالحیثیات والاعتبارات کما فی اقسام التقسیم الاول فان لفظ العیون مثلا عام من حیث انه یتناول جمیع افراد الباصرة ومشترک من حیث الوضع للباصرة وغیرها وکذا التقسیم الثانی انتهی قال فی التوضیح حکم العام التوقف عند البعض حتی یقوم الدلیل لانه مجمل وقال فی التلویح حکم العام عند عامة الاشاعرة التوقف حتی یقوم دلیل عموم او خصوص انتهی وایضا قال فیه واستدل علی مذهب التوقف تارة ببیان ان مثل هذه الالفاظ التی ادعی عمومها مجمل واخری ببیان انه مشترک انتهی وقال فی التوضیح والمجمل کآیة الربوا فان قوله تعالی وحرم الربوا

مجمل لان الربوا فی اللغة ہو الفضل ولیس کل فضل حراما بالاجماع ولم یعلم ان المراد ای فضل
فیکون مجملا ثم لما بین النبی علیہ السلام الربو فی الاشیاء الستة احتیج بعد ذلک الی الطلب
والتامل لیعرف علة الربوا والحکم فی غیر الاشیاء الستة انتہی و الثالثة بامضے المقدمة القائلة بان
السکوت فی معرض الضرورة بیان کلام قول لم یبین قائلوہا ان المراد بالسکوت سکوت کل انسان
او البعض وعلی الثانی فای بعض ولم یبینوا الضرورة وما حدہا ولم یبینوا المراد بالبیان ماذا ہل ہو بیان
المجمل او غیرہ من المشترک والعام والمجاز والمطلق او ہو بیان بمعنے التکلم والافصاح واظہار المراد وما وجدت
فی کتاب من کتب الاصول لا صغیر ولا کبیر لا قدیم ولا حدیث ذکرہا بالتفصیل مع ذکر ادلتہا ومن یدعی
فعلیہ البیان ودونہ خرط القتاد والرابع ان البیان انما یستعمل فی مقابلة الاجمال الاصطلاحی
قال فی حصول المامول فی الباب السادس الذی فی المجمل والمبین واما المبین فہو فی اللغة
المظہر من بان اذا ظہر وفی الاصطلاح ہو الدال علی المراد بخطاب لا یستقل بنفسہ فی الدلالة علی
المراد انتہی وایضا قال فیہ قال الماوردی والرویانی یجوز التعبد بالخطاب المجمل قبل البیان
لانہ صلعم بعث معاذا الی الیمن وتعبدہم بالتزام الزکوة قبل بیانہا انتہی والاصولیون کلہم یذکرون
المبین فی مقابلة المجمل فی کتبہم وکذا المجمل ربما یستعمل بمعنی المبہم فیشمل المشترک والعام والمجاز و
والمطلق وکذا المبین یستعمل فی مقابلة غیر المجمل مما فیہ ابہام من المشترک وغیرہ تدل علیہ
العبارات الآتیة قال فی الحصول الفصل الخامس فی مراتب البیان للاحکام وہی خمسة بعضہا اوضح من بعض الاول البیان
الذی لا یتطرق الیہ تاویل کقولہ تعالی فی صوم التمتع فصیام ثلثة ایام فی الحج وسبعة اذا رجعتم
تلک عشرة کاملة وسماہ بعضہم بیان التقریر انتہی وقال فیہ ایضا الثالث نصوص السنة
الواردة بیانا لمشکل فی القرآن کالنص علی ما یخرج عند الحصاد مع قولہ تعالی وآتوا حقہ
یوم حصادہ ولم یذکر فی القرآن مقدار ہذا الحق انتہی وایضا قال فیہ اعلم ان کلما یحتاج
الی البیان من مجمل وعام ومجاز ومشترک وفعل متردد ومطلق اذا تاخر بیانہ فذلک علی
وجہین انتہی قال فی التوضیح باب البیان ویلحق بالکتاب والسنة البیان وہو اظہار المراد وہو اما
بالمنطوق او غیرہ والثانی بیان ضرورة والاول اما ان یکون بیانا لمعنی الکلام او اللازم
لہ کالمدة الثانی بیان تبدیل والاول اما ان یکون بلا تغیر او معہ الثانی بیان تغییر کالاستثناء
والشرط والصفة والغایة والاول اما ان یکون معنی الکلام معلوما لکن الثانی اکدہ بما یقطع
الاحتمال او مجہولا کالمشترک والمجمل الثانی بیان تفسیر والاول بیان تقریر انتہی اذا تمہدت المقدمات

الاربعة المذكورة فاعلم ان قول ہذا الفاضل انہ لم یفہم الی الآن معنی المجمل الاصطلاحی ہل علیہ
دلیل ام لا علی الثانی ادعاء بلا دلیل لیس من شان اہل العلم وعلی الاول ما الدلیل علیہ فان
کان دلیلہ انہ جعل حدیث ما فاتکم الذی ہو عام مجملا فثبت انہ لم یفہم معنی المجمل الاصطلاحی
ففیہ انہ لا یلزم التباین مع الاختلاف بین جمیع اقسام ہذہ التقسیمات بل بین الاقسام الخارجۃ
من تقسیم تقسیم کما عرفت من عبارۃ العلامۃ التفتازانی علی ان الاشاعرۃ کلہم قالوا ان
کل عام مجمل والحنفیۃ قد حکموا باجمال بعض العام کالربوا واستدلوا علیہ بان الربوا فی اللغۃ
الفضل ولیس کل فضل حراما بالاجماع ولم یعلم ان المراد ای فضل فیکون مجملا ومثل ہذا الدلیل
یجری فی الحدیث بان یقال لیس کل ما فات یجب قضائہ بالاجماع والا لزم ان یلزم
علی فائت الثناء والتوجیہ ونحو ذلک من الادعیۃ الواردۃ قضاء ما فات ولم یعلم ان المراد ای
ما فات فیکون مجملا ولفظ المیتۃ والامہات فی قولہ تعالی حرمت علیکم المیتۃ حرمت علیکم امہاتکم
عام وقال الکرخی والبصری انہا مجملۃ ولفظ السارق والسارقۃ عام وقال بعض الحنفیۃ انہ مجمل
ولفظ الصلوۃ والصیام والنکاح فی حدیث لا صلوۃ الا بطہور ولا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد
ولا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ولا صیام لمن لم یبیت الصیام من اللیل ولا نکاح الا بولی عام وذہب
الباقلانی وغیرہ الی انہ مجمل ونقلہ ابو منصور عن اہل الرای ولفظ الخطاء والنسیان فی قولہ صلعم
رفع عن امتی الخطاء والنسیان عام وقال ابو الحسین وابو عبد اللہ البصری انہ مجمل فالقول
بتباین العام والمجمل کما وقع من ہذا الفاضل دال علی ان قائلہ لم یفہم معنی العام والمجمل
وقد ارتکب ہذا القائل ہذا الخطاء فی موضع آخر من غیث الغمام حیث قال وذکر بعضہم
ان ما تیسر فی القرآن اما مجمل مبین بحدیث الفاتحۃ او مطلق مقید بہ او مبہم مفسر وفیہ
ایضا ضعف ظاہر لانہ لیس بمجمل ولا مطلق بل عام فلا بد ان یعمل بعمومہ انتہی وقال
فی امام الکلام فان قلت ہو مجمل والتحق الحدیث بیانا لہ قلت ہذا کلام من لا مہارۃ لہ
فی علم الاصول والدرایۃ ومنشاء ہذا الخطاء البین التقلید الجامد للعینی حیث قال فی
البنایۃ فان قلت کلمۃ ما مجملۃ والحدیث مبین والمبین یقضی علی المبہم قلت کل من قال ہذا
یدل قولہ علی عدم معرفتہ باصول الفقہ لان کلمۃ ما من الفاظ العموم یجب العمل بعمومہا من غیر
توقف ولو کانت مجملۃ لما جاز العمل بہا قبل البیان وقال فی منحۃ السلوک فان قلت
اجعلہا بیانا لا نسخا فیکون فرضا قلت البیان یستدعی الاجمال ولا اجمال ہہنا لامکان

العمل به قبله انتهى فان قلت العموم تقتضى وجوب العمل بالعام من غير توقف والاجمال تقتضى حرمة العمل بالمجمل
قبل البيان فكيف يجتمعان قلت اقتضاء العموم وجوب العمل من غير توقف انما هو اذا لم يكن هناك
مانع اما اذا كان مانع فلا تقتضى وجوب العمل من غير توقف والعام انما يكون مجملا اذا كان هناك مانع من
وجوب العمل من غير توقف كما فى قوله تعالى وحرم الربوا وكما فى قوله تعالى فاقرؤا ما تيسر من القران
فان لفظ ما فيه وان كان عاما لكن هناك مانع من وجوب العمل من غير توقف اذ لو عمل بالعموم
يجب قراءة جميع ما تيسر وهو باطل بالاجماع والعقل والنقل فلا بد ان يراد بعض ما تيسر وهو غير متعين
فيكون مجملا فيكون الحديث بيانا له وان كان على عدم الفهم دليل آخر فليبين حتى ينظر فيه اما قوله ان
صاحب الشفاء لم يفهم الفرق بينه وبين العام فقد ظهر فساده مما قرأناه آنفا واما قوله ولم يعلم
الى الآن معنى السكوت فى موضع الضرورة بيان فغير ان جوابه قد تقدم فتذكر ويعرف هنا ان
صاحب التلويح قال البيان يطلق على فعل المبين كالسلام والكلام وعلى ما حصل به التبيين كالدليل
وعلى متعلق التبيين ومحله وهو العلم وبالنظر الى هذه الاطلاقات قيل هو ايضاح المقصود وقيل
الدليل وقيل العلم عن دليل والى الاول ذهب المصنف رح وحصره فى بيان الضرورة وبيان التبديل
وبيان التغيير وبيان التفسير بيان التقرير وذكر فيه وجه ضبطه وبعضهم جعل الاستثناء بيان
تغيير والتعليق بيان تبديل ولم يجعل النسخ من اقسام البيان لانه رفع للحكم لا اظهار لحكم الا ان
فخر الاسلام اعتبر كونه اظهار الانتهاء مدة الحكم الشرعى ولا يخفى انه ان اريد بالبيان مجرد اظهار
المقصود فالنسخ بيان وكذا غيره من النصوص الواردة لبيان الاحكام وان اريد اظهار ما هو المراد
من كلام سابق فليس ببيان وينبغى ان يراد اظهار المراد بعد سبق كلام له تعلق به فى الجملة ليشمل
النسخ دون النصوص الواردة لبيان الاحكام ابتداء مثل اقيموا الصلوة انتهى ولا مرية لان السكوت
لو كان بيانا لكان واخلاقى فى بيان الضرورة وهو اربعة انواع الاول ما هو فى حكم المنطوق مثل
قوله تعالى وورثه ابواه فلامه الثلث يدل على ان الباقى للاب الثانى ما يثبت بدلالة حال المتكلم
كسكوت صاحب الشرع عن تغير امر يعاينه يدل على حقية وكذا السكوت فى موضع الحاجة كسكوت
الصحابة رض عن تقويم منفعة البدن فى ولد المغرور وكذا سكوت البكر البالغة جعل بيانا لحالها
التى توجب الحياء والثالث ما جعل بيان لضرورة دفع الغرور كالمولى يسكت حين يرى عبده
يبيع ويشترى يكون اذنا دفعا للغرور عن الناس وكذا سكوت الشفيع جعل تسليما والرابع ما ثبت
لضرورة الكلام نحو له على مائة ودرهم ومائة ودينار ومائة وقفيز حنطة يكون الآخر بيانا للاول

كذا في التوضيح وغيره قال ابن نجيم المصري الحنفي في الاشباه والنظائر القاعدة الثانية عشر لا ينسب
الى ساكت قول ذكر لها عشرة امثلة وزاد عليها الحموي خمسة ثم قال ابن نجيم فخرجت عن
هذه القاعدة مسائل كثيرة يكون السكوت فيها كالنطق وبلغها الى سبعة وثلثين وبلغها الحموي
الى خمسين اذا عرفت هذا فقد علمت ان المقدمة القائلة بان السكوت في معرض الضرورة
بيان لفظ البيان فيها تحتمل وجوها الاول مجرد اظهار المقصود الثاني اظهار ما هو المراد من كلام
سابق والثالث اظهار المراد بعد سبق كلام له تعلق به في الجملة الرابع النطق والتكلم اي في حكم
الكلام والمنطوق فلا بد من بيان ان المراد في هذه المقدمة بالبيان اي وجه من الوجوه المذكورة
واثباته بدليل ايضا ودريت ان هذه المقدمة ليست كلية لخروج بعض السكوت عن هذه المقدمة
قطعا والحاصل ان كبرى دليل الملازمة ان كانت جزئية فصدقها مسلم ولكن لا يوجد شرط
الانتاج وهو كلية الكبرى وان كانت كلية فصدقها ممنوع اما قوله وظن ان البيان مختص بالمجمل
فجوابه ان هذا مبني على ما هو المتبادر من لفظ البيان من كونه بيانا لكلام سابق مجمل كما قال
العيني في منحة السلوك البيان يستدعي الاجمال ولا اجمال ههنا انتهى ومحصل الاعتراض
الثامن عشر انه لو سلم سكوته صلعم وكونه بيانا فاما ان يكون بيانا لمجمل وهو حديث ما فاتكم فاتموا
اولا والاول متوقف على اثبات ان هذه الواقعة اول الواقعة وقعت بعد قوله ما فاتكم فاتموا وعلى الثاني
لا بد من بيان انه بيان باي معنى وبيان لاي شئ حتى نتكلم فيه اعتراض انیسواں یہ ہے
کہ امر بالاعادة ثابت ہے کیونکہ حدیث ابوبکرہ میں بروایت طبرانی یہ زیادت ہے صل ما
ادرکت واقض ما سبقک انتہی اسپر غیث الغمام میں یہ خدشہ کیا گیا ہے وبطلانه ظاهر
عند كل ماهر فان حمل هذه الجملة على الاعادة لا يتفوه به الا من غفل عن المحل السالفة انتهى
اقول فيه ان المحل السالفة انما هي ما يتلى عليكم من انه انتهى الى النبي صلعم وهو راكع فركع قبل
ان يصل الى الصف فذكر ذلك للنبي صلعم فقال زادك الله حرصا ولا تعد هذا لفظ البخاري
وفي رواية سعيد انه دخل المسجد زاد الطبراني من رواية عبد العزيز بن ابي بكرة عن ابيه وقد
اقيمت الصلوة فانطلق يسعى وللطحاوي من رواية حماد بن سلمة عن الاعلم وقد حفزه النفس
وفي رواية حماد عند الطبراني فلما انصرف رسول الله صلعم قال ايكم دخل الصف وهو
راكع كذا في الفتح وقال في الفتح ايضا قوله ولا تعد اي الى ما صنعت من السعي الشديد
ثم من الركوع دون الصف ثم من المشي الى الصف وقد ورد ما يقتضي ذلك صريحا في طرق

حادثة كما تقدم بعضها في رواية عبد العزيز المذكورة فقال من الساعي في رواية يونس
بن عبيد عن الحسن عند الطبراني فقال ايكم صاحب هذا النفس قال خشيت ان تفوتني الركعة
معك قاله من وجه آخر عنه في آخر الحديث صل ما ادركت واقض ما سبقك وفي رواية حماد
عند ابي داود وغيره ايكم الراكع دون الصف وقد تقدم من روايته قريبا ايكم دخل الصف
وهو راكع انتهى وفيها ما قال في الفتح قوله ولا تعد ضبطناه في جميع الروايات بفتح اوله وضم العين
من العود وحكى بعض شراح المصابيح انه روي بضم اوله وكسر العين من الاعادة ويرجح الرواية
المشهورة ما تقدم من الزيادة في آخره عند الطبراني صل ما ادركت واقض ما سبقك وروى
الطحاوي باسناد حسن عن ابي هريرة مرفوعا اذا اتى احدكم الصلوة فلا يركع دون الصف انتهى
قال هذا الفاضل في الغيث وفيها ما اتى في رسالة القراءة خلف الامام للبخاري في موضع آخر
حدثنا محمد بن مرادس ابو عبد الله الانصاري قال حدثنا عبد الله بن عيسى ابو خلف الخزاز
عن يونس عن الحسن عن ابي بكرة ان النبي صلعم صلى صلاة الصبح فسمع نفسا شديدا او بهرا من خلفه
فلما قضى الصلوة قال لابي بكرة انت صاحب هذا النفس قال نعم جعلني الله فداك خشيت ان
تفوتني ركعة معك فاسرعت المشي فقال رسول الله صلعم زادك الله حرصا ولا تعد صل ما
ادركت واقض ما سبق انتهى وهذه الرواية نص في ان ابا بكرة انما ركع دون الصف لئلا تفوته
تلك الركعة مع النبي صلعم وكان يعتقد ان ادراك الركوع ادراك الركعة وقد اخبر عما كان يراه
النبي صلعم وقرره عليه النبي صلعم وسكت عليه ولم يرد عليه بان ادراك الركوع لا يفيد عدم فوت
الركعة او لما فاتك ام القرآن انتهى وقال في الغيث في جواب الاعتراض الاول وكل عاقل
يفهم من هذا الصنيع انه لم يقض تلك الركعة وانه كان يظن باعتداد تلك الركعة بالشركة في الركوع
وان فاته ام القرآن فانه لو كان عنده ان فوات قراءة ام القرآن يبطل الركعة وان ادرك
الركوع لما كان لاهتمامه لشركة في الركوع بالسعي الى الركوع دون الصف معنى انتهى اذا
وعيت ما تلونا عليك من الروايات والعبارات فقد علمت ان ليس في الجمل السابقة
الا ستة امور السعي الشديد والركوع دون الصف والمشي الى الصف وقول ابي بكرة خشيت
ان تفوتني ركعة معك فاسرعت المشي ثم قول النبي صلعم زادك الله حرصا وقول النبي صلعم ولا تعد
وليس شيء منها ولا مجموعها ما يمنع عن حمل هذه الجملة على الاعادة اما ترى ان النبي صلعم لما نهى
ابا بكرة رض عن التوالي ما صنع من السعي الشديد ثم من الركوع دون الصف ثم من المشي

الی الصف تخالج فی الصدران عدم العود الی الامور المذکورۃ ربما یؤدی الی فوت رکن فیلزم
بطلان الصلوۃ وفسادہا فدفعہ النبی صلعم بقولہ صل ما ادرکت واقض ما سبقک لما ثبت
الاحادیث الصحیحۃ رکنیۃ قراءۃ الفاتحۃ وجب بحدیث صل ما ادرکت واقض ما سبقک قضاء
رکعۃ فاتت فیہا قراءۃ الفاتحہ ومن یدعی ان شیئا من الامور الستۃ او مجموعہا مما یمنع
عن حمل ہذہ الجملۃ علی الاعادۃ فعلیہ البیان ودونہ خرط القتاد فان قلت کما قال صاحب
الغیث ان روایۃ رسالۃ القراءۃ خلف الامام للبخاری نص فی ان ابا بکرۃ انما رکع
دون الصف لئلا تفوتہ تلک الرکعۃ مع النبی صلعم وکان یعتقد ان ادراک الرکوع ادراک
للرکعۃ وقد اخبر عما کان یراہ النبی صلعم وقررہ علیہ النبی صلعم وسکت علیہ ولم یرد علیہ
بان ادراک الرکوع لا یفید عدم فوت الرکعۃ اذا فاتتک ام القرآن قلت قد عرفت فیما تقدم
جوابہ من انہ یجوز ان یکون المراد بالرکعۃ فی ہذا الحدیث الرکوع والکون مع الامام مامور بہ
سواء کان الشیء الذی یدرکہ المؤتم معتدا بہ ام لا علی ان النبی صلعم رد علیہ بقولہ صل
ما ادرکت وما فاتک فاقض ما سبق ولا یعلم عیب علی ہذا المراد ومن یدعی العیب فعلیہ البیان اعتراض سیوم
یہ ہے کہ محتمل ہے کہ ابو بکرہ کو وجوب قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا علم نہوا سلیئے وہ معذور
رکھے گئے ہوں اس لیئے آنحضرت صلعم نے اعادہ کا حکم نہ کیا ہو اور رکعت ادا انکی بسبب
اس عذر کے صحیح ہو گئے ہو انتہی غیث الغمام میں اسپر یہ کلام کیا گیا ہے وہذا اعجب
مما مضی کلہ فانہ قد ادعی سابقا یکون المسئلۃ مشتہرۃ غایۃ الاشتہار بحیث لا تخفی علی
ابی بکرۃ وہہنا جوز جہلہ مع عدم ما یدل علیہ وہل ہذا الا التہافت المنبی عن تعصبہ وجہلہ انتہی
اقول ہذا اول دلیل علی تعصب صاحب الغیث وجہلہ وعلی انہ لم یفہم الی الآن معنی المدعی
والفرق بینہ وبین المانع وظن ان المدعی کما یحتاج الی الدلیل کذلک المانع یحتاج الیہ وہذا لا یتاتی ممن قرء
الرشیدیۃ فضلا عن غیرہا من کتب المناظرۃ مع غایۃ الاشتہار مع ان صاحب الشفاء مانع لا مدع کیف
وعبارتہ ہکذا التاسع منع صغری الدلیل اما تری ان الضرورۃ انما تحقق اذا لم یکن حکم من ترک الفاتحۃ
والقیام مشہورا وہو غیر مسلم انتہی فجعل المانع مدعیا تعصب ای تعسف وجہل ای جہل علی ان قولہ
وہہنا جوز جہلہ مع عدم ما یدل علیہ دال علی انہ لا بد للمانع من اقامۃ الدلیل وہو فاسد وقولہ وہل
ہذا الا التہافت دال علی سفاہۃ القائل وضلالتہ کیف وای تہافت فی ابداء الاحتمالین المتنافیین
اما تری ان الخبر یحتمل الصدق والکذب وان الممکن یحتمل الوجود والعدم ولا تہافت ہہنا اصلا

حیث قال فانہ قد ادعی سابقا یکون المسئلۃ

اعتراض اکیسوان نقض ہی بدین طور کہ نبی صلعم نے دم کا حکم نہین فرمایا جبکہ سوال کئے گئے
تقدیم بعض طائف یوم نحر سے بعض پر اور نہین حکم کیا سجدہ تلاوت کا اوس شخص کے لئے جسنے
پڑہا آیت سجدہ کو اور سجدہ نہین کیا اور نہین حکم کیا قضاء صوم تطوع کا اوس شخص کے لئے جسنے
افطار کیا اوسکو اور نہین حکم فرمایا صلوۃ مفترض کے اعادہ کا جسنے کہ اقتدا کی متنفل کی اور
نہین حکم فرمایا اعادہ کفارہ کا اوس مصر کے لئے جس نے جماع کیا تھا صوم مین اور اوسکو
آنحضرت صلعم نے ایک زنبیل تمر کی عطا فرمائی اور تصدق کا حکم کیا تو اوسنے اظہار اپنی افقریت
کا کیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اپنے اہل کو کہلاوے اور نہین حکم فرمایا اعادہ صلوۃ کا
اوس شخص کے لئے کہ جس نے چہینک کے جواب مین الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ
مبارکا علیہ کما یحب ربنا و یرضی کہا انتہی اسپر غیث الغمام مین یہ بیہودہ بکا ہے رہذا کلہ
لغو من الکلام عند الاعلام فانہ ہذہ المواضع قد ثبت فیہا بدلائل آخر مالم یامرہ النبی صلعم
فی تلک الاوقات بدلائل آخر ثبوت خفی ضعیف بل فاسد بل باطل و اما ثبوت اعادہ
الرکعۃ التی فاتت فیہا قراءۃ الفاتحۃ فجلی واضح من اجلی الوضحات کیف و رکنیۃ قراءۃ الفاتحۃ
ثابت بالاحادیث الصحیحۃ المشہورۃ بل المتواترۃ و وجوب قضاء ما فات فیہ الرکن بالخبر
الصحیح المجمع علی صحتہ و ہو حدیث ما فاتکم فاتموا و ہذا الاعتراض مما لیس عنہ جواب عند
من لہ حظ من العلم و العقل و الدیانۃ اعتراض بائیسوان یہ ہے کہ حدیث ابو بکرہ حجت ہی
اوپر امام احمد و اسحق و حماد کے انکے اس قول مین کہ جب نماز پڑہے خلف الصلوۃ اکیلا
تو اعادہ کرے اسلئے کہ ابو بکرہ نے ایک جزء صلوۃ کا پیچہے صف کے ادا کیا اور اعادہ
حکم اونکو نہوا پس جو جواب ان حضرات کا ہے اس حدیث سے وہی ہمارا بہی جواب ہے
انتہی غیث الغمام مین اسپر یہ کہا گیا ہے و وہنہ ظاہر فانہ فرق بین اداء الکل خلف الصف
وحدہ و بین اداء الجزء علی انہ ثبت وجوب الاعادۃ لمن صلی خلف الصف منفردا الحدیث
آخر فجوابہم ظاہر و مثلہ لا یوجد فیما نحن فیہ انتہی اقول فیہ کلام من وجہین الاول ان ہذا الجواب
یمکن عن الذین قالوا بالفرق بین اداء الکل خلف الصف وحدہ و بین اداء الجزء کاحمد وغیرہ
و اما من لم یقل بالفرق بل یقول بعید اذ صلی العنفہ وحدہ مطلقا فحدیث ابی بکرۃ حجۃ علیہم
فما ہو جواب ہولاء عنہ فہو جوابنا و الثانی ان قولہ ثبت وجوب الاعادۃ لمن صلی خلف الصف
منفردا الحدیث آخر فیہ انہ کذلک نقول ثبت وجوب الاعادۃ لمن فاتتہ قراءۃ الفاتحۃ بدلیل آخر و ہو

مجموع الحدیثین الصحیحین المشہورین احدہما حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب وثانیہما
حدیث ما فاتکم فاتموا وہذا الاعتراض مما لا جواب عنہ عند من لہ حظ من الانصاف والحیاء
اعتراض تیسواں یہ ہے کہ حدیث ابوبکرہ مجمل متشابہ ہے جیسا کہ کہا ابن القیم نے اعلام
الموقعین میں کہ یہ روایت مجملہ متشابہ ہے پس نچھوڑی جائے گی ساتھ اسکے نص صریح انتہی ایسیر
غیبت الغمام میں یہہ لکھا گیا ہے ولعلمی لا یقول بکون حدیث ابی بکرۃ وامثالہ مجملا متشابہا
الا من ہو خفیف العقل کابن القیم واحزابہ وابن تیمیۃ واشیاعہ والشوکانی والقصارہ او الغافل
عن کتب الاصول لاہل الفضل فلا عبرۃ بہ عند ائمۃ النقل والاستبعاد بکون ہا او الاکابر خفیفی
العقل فسینتقل من کلام الاعلام ان شاء اللہ عنقریب بحیث یتم الملام فقد ظہر من ہذا البیان
والتبیان ان کل ما ذکرہ الناصر المختفی لغیر ملتزم الصحۃ القنوجی البہوپالی فی نصرۃ للشوکانی
باطل عند کل عاقل وفاضل وعاطل عند من ہو لرایات العلوم حامل انتہی اقول لا یخفاک ان
فی حد المجمل والمتشابہ اختلافا قال فی حصول المامول الفصل الاول فی حدہما فالمجمل فی اللغۃ
المبہم من اجمل الامر اذا ابہم وفی الاصطلاح لہ حدود ولا تخلو عن ایراد علیہا والاولی ان
یقال ہو ما دل دلالۃ لا یتعین المراد بہا الا بمبین کان عدم التعیین بوضع اللغۃ او بعرف الشرع
او بالاستعمال انتہی وایضا قال فیہ الفصل الثالث فی المحکم والمتشابہ واختلف فی تعریفہما
فقیل المحکم ما لہ دلالۃ واضحۃ ہو المتشابہ ما لہ دلالۃ غیر واضحۃ فید خل فی المتشابہ المجمل والمشترک
وقیل المحکم الناسخ والمتشابہ المنسوخ وقیل غیر ذلک انتہی والمجمل فی اللغۃ المبہم من اجمل الامر
اذا ابہم کما عرفت والمتشابہ فی اللغۃ الملتبس والمشکل اذا عرفت ہذا فاعلم ان المراد بالمجمل
والمتشابہ ہہنا معناہما اللغوی الا تری ان المجمل والمتشابہ الاصطلاحیین قیمیان متقابلان ولا
فلا یجتمعان ابدا والعلامۃ ابن القیم قد جمعہما فی ہذا القول ہذا ادل دلیل علی ارادۃ المعنی
اللغوی ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور وان ارید معناہما الاصطلاحی فلا مجال للتشنیع
ایضا لما عرفت ان فی حدودہما اختلافا فیحتمل ان یصدق علی حدیث ابی بکرۃ معناہما
الاصطلاحی باعتبار حد دون حد وتسلیم باحدہما بہ طائفۃ من اہل العلم غیر واجب علی الامام
ابن القیم فانہ عالم کبیر شان یختار من الامور التی اختلف فیہا ما رجح عندہ من غیر تقلید لاحد
ولکن صاحب الغیث لا یعرف قدرہ ومفاسد الجہل اکثر من ان تحصی فیقفوہ فی حق مثل
ہذا الامام بما یامر جہلہ ویدعو الی الضلالۃ فمن یستدل بحدیث ابی بکرۃ علی ان مدرک الرکوع

مدرک الرکعة فعلیه ان یجیب عن ہذہ الاعتراضات التی عددتها ثلثة وعشرون وانی لهم ذلک ۔
دوسری دلیل اون علماء کی جو کہتے ہین کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے حدیث ابوہریرة رضی اللہ عنہ ہے
مرفوعا اذا جئتم الی الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئا ومن ادرک الرکعة فقد ادرک
الصلوة اخرجه ابو داود اس حدیث مین کلام ہے بدو وجہ اول یہ کہ اس حدیث پر اگرچہ ابو داود
و منذری نے سکوت کیا ہے لیکن اسکا ایک راوی یحیی بن ابی سلیمان المدینی ضعیف
ہے تقریب مین ہے یحیی بن ابی سلیمان المدنی ابو صالح لین الحدیث انتہی کاشف
مین ہے قال البخاری منکر الحدیث خلاصہ مین ہے یحیی بن ابی سلیمان المدنی عن سعید المقبری
وعنه شعبة قال البخاری منکر الحدیث ووثقه ابن حبان والحاکم انتہی حاشیہ خلاصہ پر نقلا عن
التہذیب مسطور ہے وقال ابو حاتم مضطرب الحدیث لیس بالقوی یکتب حدیثه انتہی۔
حافظ عبد العظیم منذری ترغیب و ترہیب مین ۔۔ لکھتے ہین یحیی بن ابی سلیمان المدنی
قال البخاری منکر الحدیث وقال ابو حاتم مضطرب الحدیث یکتب حدیثه لیس ممن یکذب
وذکرہ ابن حبان فی الثقات انتہی میزان مین ہے یحیی بن ابی سلیمان المدنی عن
المقبری وعطاء وعنه شعبة وابو سعید مولی بنی ہاشم وابو الولید قال ابو حاتم یکتب حدیثه
لیس ہو بالقوی وقال البخاری منکر الحدیث وقد ذکرہ ابن حبان فی الثقات انتہی ملخصا
بیہقی معرفة مین لکھتے ہین تفرد به یحیی بن ابی سلیمان ہذا ولیس بالقوی انتہی بخاری
جزء القراءة مین لکھتے ہین ویحیی ہذا منکر الحدیث روی عنه ابو سعید مولی بنی ہاشم
وعبد اللہ بن رجاء البصری مناہیر ولم یتبین سماعه من زید ولا من ابن المقبری ولا یقوم به الحجة
انتہی دوم یہ کہ اس حدیث مین یہ زیادت اذا جئتم الی الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها
شیئا غیر محفوظ و منکر ہے ایک جماعت کثیرہ نے حدیث ابوہریرہ کو روایت کیا ہے
مگر سوائے یحیی بن ابی سلیمان کے کسی نے اس زیادة کو روایت نہین کیا اس جماعت کی
حدیث کو بخاری جزء القراءة مین لائے ہین اور یہ دس رواة ہین اسماء مبارکہ اون کی
یہ ہین امام مالک عبید اللہ بن عمر یحیی بن سعید ابن الہاد یونس معمر ابن عیینہ شعیب
ابن جریج عراک بن مالک تلک عشرة کاملة ان سب کے خلاف یحیی بن ابی سلیمان نے
اس زیادة کو روایت کیا ہے پس اسکے غیر محفوظ و منکر ہونے مین کیا شک ہے دارقطنی
اس حدیث کو دوسری طریق سے بہی لائے ہین لفظا و سیاقہ یہ ہے حدثنا ابو طالب

الحافظ ثنا احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین ثنا عمرو بن سوار و محمد بن یحیی بن اسمعیل قالا ثنا
ابن وهب ح و حدثنا ابو طالب ثنا ابن رشدین ثنا حرملة ثنا ابن وهب ثنی یحیی بن حمید عن قرة
بن عبد الرحمن عن ابن شہاب اخبرنی ابو سلمة عن ابی ہریرة ان رسول اللہ صلعم قال من
ادرک رکعة من الصلوٰة فقد ادرکہا قبل ان یقیم الامام صلبہ و اخرجہ ابن خزیمہ فی صحیحہ کذا فی
التلخیص مگر اسمین بہی کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اسکا ایک راوی مجہول ہے بخاری جزء القراۃ
مین لکہتے ہین واما یحیی بن حمید فمجہول لا یعتمد علی حدیثہ غیر معروف ولیس ہذا مما یحتج بہ اہل العلم انتہی
ملخصا میزان مین ہے قال البخاری لا یتابع فی حدیثہ وضعفہ الدارقطنی انتہی دوم یہ کہ یہ حدیث
غیر محفوظ و منکر ہے قبل ان یقیم الامام صلبہ کا لفظ یحیی بن حمید نے خلاف ثقات اثبات مذکورین
کی روایت کیا ہے سیوم اسکا راوی قرہ ابن عبد الرحمن ضعیف ہے تقریب مین ہے یقال
اسمہ یحیی صدوق لہ مناکیر انتہی ترغیب و ترہیب مین ہے قال احمد منکر الحدیث جدا وضعفہ
ابن معین وقال ابن عدی ارجوانہ لا باس بہ وصحح حدیثہ ابن حبان واخرج لہ مسلم مقرونا بعمرو
بن الحارث وغیرہ انتہی کاشف مین ہے ضعفہ ابن معین وقال احمد منکر الحدیث جدا انتہی خلاصہ
مین ہے وثقہ ابن حبان وقال ابن عدی ارجوانہ لا باس بہ قال احمد منکر الحدیث جدا انتہی
میزان مین ہے خرج لہ مسلم فی الشواہد وقال الجوزجانی سمعت احمد یقول منکر الحدیث جدا
وقال یحیی ضعیف الحدیث وقال ابو حاتم لیس بقوی وقال ابن عدی روی الاوزاعی عن
قرة بضعة عشر حدیثا وارجوانہ لا باس بہ انتہی اس باب مین آثار بہی وارد ہوئے ہین جنکے
ساتھ استدلال کیا ہے اون علماء نے جو قائل ہین اس امر کے کہ مدرک رکوع رکعة ہی
اونمین سے وہ آثار ہین جنکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اخراج کیا ہے عبارت اسکی
یہ ہے فمن ذلک ما حدثنا محمد بن عمرو بن یونس قال ثنا یحیی بن عیسی عن سفیان عن منصور
عن زید بن وہب قال دخلت المسجد انا وابن مسعود رض فادرکنا الامام وہو راکع فرکعنا ثم
مشینا حتی استوینا بالصف فلما قضی الامام الصلوٰة قمت لاقضی فقال عبد اللہ قد ادرکت
الصلوٰة حدثنا فہد قال ثنا ابو نعیم قال ثنا بشیر بن سلیمان قال حدثنی سیار ابو الحکم
عن طارق قال کنا مع ابن مسعود جلوسا فجاء آذنہ فقال قد قامت الصلوٰة فقام
وقمنا فدخل المسجد فرای الناس رکوعا فی مقدم المسجد فکبر فرکع ومشی وفعلنا مثل ما فعل انتہی اور نیز
اوس مین ہے حدثنا یونس قال ثنا سفیان عن الزہری عن ابی امامة بن سہل قال رایت

زید بن ثابت دخل المسجد والناس رکوع فمشی حتی اذا امکنه ان یصل الی الصف وہو راکع کبر
فرکع ثم دب وہو راکع حتی وصل الصف حدثنا یونس قال ثنا ابن وہب قال حدثنی مالک
وابن ابی ذیب عن ابن شہاب فذکر باسنادہ مثلہ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابن
ابن ابی مریم قال انا ابن ابی الزناد قال اخبرنی ابی عن خارجة بن زید بن ثابت ان
زید بن ثابت کان یرکع علی عتبة المسجد ووجہه الی القبلة ثم یمشی معترضا علی شقه الایمن ثم یعتد
بہا ان وصل الی الصف او لم یصل انتہی اور آون مین سے وہ ہے جسکو امام محمد موطا
مین لائے ہین عن مالک عن نافع عن ابی ہریرة انه قال اذا فاتتک الرکعة فاتتک
السجدة اور اون مین سے وہ ہے جسکو امام مالک موطا مین لائے ہین انه بلغه ان
ابن عمر و زید بن ثابت کانا یقولان من ادرک الرکعة فقد ادرک السجدة اور اون
مین سے وہ ہے جسکو نیز امام مالک بلاغا لائے ہین ان ابا ہریرة کان یقول من
ادرک الرکعة فقد ادرک السجدة ومن فاته قراءة ام القرآن فقد فاته خیر کثیر اور اون مین سے
قول عمر رض کا ہے اذا ادرکت الامام راکعا فرکعت قبل ان یرفع راسه فقد ادرکت
الرکعة وان رفع قبل ان ترکع فقد فاتتک الرکعة ذکرہ الحلبی فی غنیة المستملی وقال ہذا نص
فی المسئلة اور اون مین سے وہ ہے جسکو اخراج کیا ہے ابن عبد البر نے علی و ابن مسعود
و زید بن ثابت و ابن عمر سے تمہید مین اور رکھا استذکار مین وروی ذلک عن علی و ابن
مسعود و زید و ابن عمر وقد ذکرنا الاسانید عنہم فی التمہید کذا فی امام الکلام ان آثار کا جواب
شفاء العی مین سات وجوہ سے دیا گیا ہے اور غیث الغمام مین اون کے جواب مین
کچھہ بن نہین پڑا وہ وجوہ یہ ہین الاول ان اہل العلم ان اختلفوا اختلافا کثیرا فی حجة
قول الصحابی ولکن الراجح والصحیح عند المحققین ان الحدیث الموقوف لیس بحجة انتہی اسکے
جواب مین غیث الغمام مین یہ لکھا ہے ولا یخفی علی المتفطن ما فیه فان حجیة قول الصحابی
لاسیما فی ما لا یدرک بالرای قد ثبت بدلائل شافیة فی مدارک الحنفیة بل ومحققی المحدثین
والشافعیة فلا عبرة بظن خالفہم کائنا من کان انتہی وفیه ان حجیة قول الصحابة مطلقا لم یثبت
بدلیل اصلا بل قد ثبت نقیضہا بدلائل شافیة فی مدارک المحققین نعم حجیة قولہم فی ما لا یدرک
بالرای مسلمة لکن لا من حیث انه موقوف بل من حیث انه داخل فی المرفوع وکون قولہم
فیما نحن فیه مما لا یدرک بالرای لم یثبت بعد ومن یدعی فعلیه البیان ودونه خرط القتاد

اور نیز غیث الغمام میں ہے علی انہ لا یضر فیما نحن فیہ عدم حجیۃ قول الصحابی فان نفس
المسئلۃ ثابت بالحدیث النبوی فآثار الصحابۃ تکون شاہدۃ لہ و مؤیدۃ و مفسرۃ لحدیث
ابی بکرۃ و ابی ہریرۃ انتہی قد عرفت فیما تقدم الجواب عن حدیث ابی بکرۃ من ثلثۃ و
عشرین وجہا و ان کل ما کتب فی الغیث فی ہذا الباب فاسد بل باطل و اما حدیث
ابی ہریرۃ فہو ضعیف لا تقوم بہ الحجۃ و قد تقدم ذلک کلہ فتذکر الثانی ان ما نحن فیہ
مما لا یجب تقلید الصحابی بالاتفاق لان ما اختلف العلماء فی وجوب التقلید فیہ و عدمہ
ہو ما لم یعلم اتفاقہم و لا اختلافہم و ہہنا الاختلاف معلوم لان جماعۃ من الصحابۃ کابی ہریرۃ
و کل من ذہب الی وجوب القراءۃ خلف الامام قائلون بعدم اعتداد الرکعۃ انتہی
غیث الغمام میں اسپر چار خدشہ کیے ہیں حیث قال و فیہ خدشۃ من وجوہ الاول
ان نسبۃ عدم اعتداد الرکعۃ بادراک الرکوع الی کل من ذہب الی وجوب القراءۃ
من الصحابۃ مطالبۃ ببیان ذلک بالاسانید الصحیحۃ الثانی ان کون ذلک مذہبا لابی ہریرۃ
غیر مقطوع عنہ فان البخاری روی عنہ فی رسالۃ القراءۃ خلف الامام لا یجزئک الا
ان تدرک الامام قائما قبل ان یرکع و روایۃ مالک مخالفۃ لہ صراحۃ و الثالث ان
عدم وجوب تقلید الصحابۃ حین اختلافہم انما ہو اذا لم یوافق احدا منہم حدیث نبوی
و ہہنا قد وافق القائلین باعتداد الرکعۃ بادراک الرکعۃ حدیث نبوی فوجب اعتبار اقوالہم
دون اقوال غیرہم و الرابع ان آثار الصحابۃ فیما نحن فیہ لم تذکر للحجۃ الاستقلالیۃ حتی یضر
یضر عدم حجیتہا عند الاختلاف بل تذکرہ للاستیناس و الاستشہاد فان المسئلۃ ثابتۃ بالحدیث
المرفوع و ہذہ الآثار مؤیدۃ لہ فلا یضر وقوع الاختلاف فی ما بینہم انتہی اقول الوجہ الاول
فیہ کلام من وجہین الاول ان البخاری قال فی جزء القراءۃ فی باب وجوب القراءۃ للامام
و المأموم فان احتج فقال اذا ادرک الرکوع جازت صلاتہ فلما اجزاتہ فی الرکعۃ کذلک
یجزیہ فی الرکعات کلہا قیل لہ انما اجاز ذلک زید بن ثابت و الذین لم یروا القراءۃ
خلف الامام فاما من روی القراءۃ فقد قال ابو ہریرۃ لا یجزیہ حتی یدرک الامام
قائما انتہی فقد نسب الامام البخاری جزما القول بعدم الاجزاء حتی یدرک الامام قائما الی
کل من ذہب الی وجوب القراءۃ خلف الامام و قال ایضا فی باب ہل یقرء باکثر من
فاتحۃ الکتاب و قال علی بن عبد اللہ انما اجاز ادراک الرکوع من اصحاب النبی صلعم

الذين لم يروا القراءة خلف الامام منهم ابن مسعود وزيد بن ثابت وابن عمر فاما من راى القراءة
فان اباهريرة قال اقرأ بها في نفسك يا فارسي وقال لا تعتد بها حتى تدرك الامام قائما انتهى
فقد صرح البخاري ان علي بن عبد الله ايضا نسب هذا القول الى كل من ذهب الى وجوب القراءة
خلف الامام من الصحابة فهذان امامان جليلا القدر في النقل فان قلت لابد لثبوتهما
من بيان الاسانيد الصحيحة قلت كثيرا ما ينقل اصحاب النقل اقوالا في كتب الرجال بلا
سند والعلماء الراسخون يعتمدون عليها ويذكرونها في مقام الاحتجاج فكذلك هذا القول ينبغي
ان يعتمد عليه لا يسد باب الجرح والتعديل واجراء احتمال سوء فهم البخاري مع علي بن عبد الله في
هذا الباب ساقط من اردأ الاحتمالات واسوءها لا يقول بها الا من لا معرفة له بعلم الرجال وههنا
قال البخاري فيه في باب وجوب القراءة للامام والماموم وان كان ذلك اجماعا لكان هذا المدرك
للركوع مستثنى من الجملة مع انه لا اجماع فيه انتهى يعني ان القول بان مدرك الركوع مدرك
للركعة ليس مما اجمع عليه ولو كان مما اجمع عليه لكان هذا المدرك للركوع اي الذي فاتته
قراءة فاتحة الكتاب مستثنى منه بدلائل الاحاديث الصحيحة والثاني ان القائلين بوجوب
القراءة خلف الامام لو كانوا قائلين بادراك الركعة بادراك الركوع وان فاتت قراءة
الفاتحة لنقل عنهم كما نقل عن الذين لم يروا القراءة خلف الامام كابن مسعود وزيد بن ثابت
وابن عمر وهذا الادراك من الموجودات فالنقل يتعلق به كما قال هذا الفاضل في الغيث
في ص ٦٢ والنقل انما يتعلق بالموجودات دون اعدام الاشياء فان قلت عدم النقل
لا يثبت منه العدم قلت كما قال هذا الفاضل في ص ٦٢ و ص ٦٧ و ص ٤٩ من الغيث
ان الاصل في الاشياء العدم حتى يوجد دليل وجوده فما لم ينقل شيء حكم بعدم وقوعه
فان كان هذا القول حقا فقد ثبت باعتراف هذا الفاضل ان القائلين بوجوب
القراءة خلف الامام ليسوا بقائلين بادراك الركعة بادراك الركوع وهو المطلوب ههنا فكان
باطلا فبقي الاعتراض الاول والثالث والخامس والسادس على من يستدل بحديث ابي بكرة
كما كان وصار جواب صاحب الغيث باطلا زاهقا باقراره والوجه الثاني فيه كلام من وجوه
الاول ان رواية البخاري صحيحة ورواية مالك ضعيفة اما صحة رواية البخاري فبيانها ان
البخاري قال في جزء القراءة حدثنا محمود قال ثنا البخاري قال ثنا مسدد وموسى بن اسمعيل
ومعقل بن مالك قالوا ثنا ابو عوانة عن محمد بن اسحق عن الاعرج عن ابي هريرة رضي

قال لا يحزنك الا ان تدرك الامام قائما حدثنا محمود قال ثنا البخاري قال ثنا عبيد بن يعيش
قال ثنا يونس قال ثنا اسحق وفي نسخة ابو اسحق قال اخبرني عبد الرحمن الاعرج قال سمعت ابا هريرة رض يقول
يجزئك الا ان تدرك الامام قائما قبل ان يركع انتهى فشيوخ البخاري في السند الاول ثلثة
مسدد وموسى بن اسمعيل ومعقل بن مالك اما مسدد خ د ت س فقال في التقريب
ثقة حافظ انتهى وفي الخلاصة مسدد بن مسرهد الاسدي ابو الحسن البصري الحافظ عن جويرية
بن اسماء وابي عوانة وهشيم وخلق وعنه خ د وخلق قال ابو حاتم مسدد عن يحيى بن
سعيد عن عبيد الله نافع كانها الدنانير قال ابن معين ثقة ثقة انتهى واما موسى بن اسمعيل المنقري
فقال في التقريب ابو سلمة التبوذكي مشهور بكنيته وباسمه ثقة ثبت من صغار التاسعة ولا
التفات الى قول ابن خراش تكلم الناس فيه انتهى وقال في مقدمة الفتح موسى بن اسمعيل
التبوذكي ابو سلمة احد الاثبات الثقات اعتمده البخاري فروى عنه كثيرا ووثقه الجمهور
وشذ ابن خراش فقال تكلم الناس فيه وهو صدوق كذا قال ولم يفسر ذلك الكلام
وقال ابن معين ثقة مامون انتهى وفي الميزان موسى بن اسمعيل ابو سلمة المنقري التبوذكي
البصري الحافظ الحجة احد الاعلام سمع من شعبة حديثا واحدا ومن حماد بن سلمة وطبقته
وعنه البخاري وابو حاتم وابن الضريس وابن خيثمة ابو بكر بن ابي عاصم وخلق قال ابو حاتم
لا اعلم بالبصرة ممن ادركنا احسن حديثا وقال علي بن المديني من لم يكتب عن ابي
سلمة كتب عن رجل قلت لم اذكر ابا سلمة للين فيه لكن لقول ابن خراش فيه صدوق
وتكلم الناس فيه قلت نعم تكلموا فيه بانه ثقة ثبت يا رجل انتهى ملخصا واما معقل بن مالك
الباهلي فقال في التقريب ابو شريك البصري مقبول من العاشرة وزعم الازدي انه
متروك فاخطأ انتهى وقال في الميزان قال الازدي وغيره منكر الحديث وذكره ابن
حبان في ثقاته وعنه البخاري في القراءة خلف الامام وابو مسلم الكجي وقال في الخلاصة
معقل بن مالك الباهلي ابو شريك البصري عن محمد بن راشد وعنه خ في جزء القراءة ووثقه
ابن حبان انتهى تنبيه قال صاحب الغيث مع ان في بعض طرق البخاري معقل
البصري وهو منكر الحديث كما ذكره الذهبي في ميزانه نقلا عن الازدي انتهى اقول اخطأ
في هذا القول صاحب الغيث من وجهين الاول ان قول الازدي مردود كما في التقريب
والثاني ان معقلا تابعه في هذه الرواية ثقتان ثبتان مسدد وموسى بن اسمعيل فلا وجه

للتكلم فيه و اما الراوي الثاني وهو ع وضاح ابو عوانة فقال في التقريب مشهور بكنيته ثقة ثبت
من السابعة انتهى وقال في الخلاصة ابو عوانة الواسطي احد الاعلام عن قتادة وابن
المنكدر واسمعيل السدي وخلق وعنه شيبان فروخ وخلف بن هشام وقتيبة ومسدد
وخلائق قال عفان كان صحيح الكتاب قال ابو حاتم اذا حدث من حفظه غلط وقال غيره
اذا حدث من كتابه فهو ثقة انتهى وقال في الكاشف ثقة متقن لكتابه انتهى قال في مقدمة
الفتح احد المشاهير وثقه الجمهور وقال ابو حاتم كان يغلط كثيرا اذا حدث من حفظه وكذا قال
احمد وقال ابن المديني في احاديثه عن قتادة لين لان كتابه كان قد ذهب قلت احتج
الائمة كلهم انتهى قال في الميزان ع جناح بن عبد الله ابو عوانة الواسطي صاحب قتادة مجمع
على ثقته وكتابه متقن بالمرة قال ابو حاتم ثقة يغلط كثيرا اذا حدث من حفظه انتهى واما
الراوي الثالث وهو محمد بن اسحق فقد قال صاحب امام الكلام انه وان كان متكلما فيه
من جانب كثير من الائمة لكن جروحهم لها محامل صحيحة وقد عارضتها تعديل جمع من
ثقات الامة وله اصح جمع منهم لتقلدوا بان حديثه لا ينحط عن درجة الحسن بل صححه بعض اهل
الاستناد انتهى وقال في غيث الغيث قد صرح ابن الهمام وهو من ائمة الحنفية الاعلام ايضا
بكون ابن اسحق حسن الحديث وانه محتج بروايته انتهى وفي كتاب الترغيب والترهيب
للمنذري محمد بن اسحق بن يسار احد الائمة الاعلام حديثه حسن وقال احمد بن حنبل هو
حسن الحديث وقال العجلي ثقة وقال علي بن المديني حديثه عندي صحيح وصحح له الترمذي
من حديث سهل بن حنيف واحتج به ابن خزيمة في صحيحه وبالجملة فهو ممن اختلف فيه وهو
حسن الحديث انتهى ملخصا وفي الكاشف وحديثه فوق الحسن وقد صححه جماعة انتهى
وفي الميزان قلت لم يذكر ابن اسحق ابو عبد الله البخاري في كتاب الضعفاء له انتهى
وقد تقدم تحقيق توثيق محمد بن اسحق فتذكر فان قلت محمد بن اسحق مدلس وعنعنة المدلس
لا تقبل قلت في حديث يونس اخبرني الاعرج فزالت شبهة التدليس واما الراوي الرابع
ع وهو عبد الرحمن بن هرمز الاعرج فقال في التقريب ثقة ثبت عالم من الثالثة انتهى
وفي الخلاصة وثقه جماعة انتهى وليس له ذكر في الميزان ولا في مقدمة الفتح وفي السند
الثاني شيخ البخاري عبيد بن يعيش قال في التقريب ى م س عبيد بن يعيش المحاملي
ابو محمد الكوفي العطار ثقة من صغار العاشرة انتهى وفي الخلاصة وثقه ابو داود وفي الكاشف

عبید بن یعیش عن ابی بکر بن عیاش م نحوه وعنه م د مطین م عبدة و ثقوه انتہی و اما الراوی الثانی
وہو یونس فلعله یونس بن بکیر اذ عبید بن یعیش یروی عنه قال البخاری فی جزء القراءة
وقال عبید بن یعیش حدثنا یونس بن بکیر قال سمعت شعبة یقول محمد بن اسحق امیر المؤمنین
بحفظ انتہی قال فی مقدمة الفتح یونس بن بکیر بن واصل الشیبانی الکوفی مختلف فیه وقال
ابو حاتم محله الصدق انتہی قال فی التقریب صدوق یخطئ من التاسعة انتہی و فی الخلاصة
قال ابن معین ثقة وضعفه النسائی وقال ابو داود لیس بحجة یاخذ کلام ابن اسحق فیوصله
بالاحادیث روی له م متابعة انتہی و فی الکاشف قال ابن معین صدوق وقال لیس بحجة یوصل
کلام ابن اسحق بالاحادیث انتہی و فی المیزان قال ابن معین ج قال ابو حاتم محله الصدق
وقال ابو زرعة اما فی الحدیث فلا اعلم مما ینکر علیه وقال ابو داود لیس بحجة عندی یاخذ
کلام ابن اسحق فیوصله بالحدیث و قال ابن معین ایضا ثقة الا انه مرجئ یتبع السلطان و
قال الجوزجانی ینبغی ان یتثبت فی امره وقال عبید بن یعیش ثنا یونس بن بکیر ابو بکر
الشیبانی وکان ثقة وقال ابراہیم بن ابی داود سألت محمد بن عبد الله بن نمیر عنه فقال
ثقة وروی حضیر بن محمد و عثمان بن سعید عن ابن معین ثقة قلت ہو اوثق من الحمانی بکثیر وقد
اخرج مسلم لیونس فی الشواہد لا الاصول وکذا ذکره البخاری مستشہدا به ہو حسن الحدیث قال
ابراہیم الجبلی سمعت ابن معین یقول یونس ثقة انتہی ملخصا وان کان یونس ہذا یونس آخر
فبعض من یسمی بہذا الاسم اوثق من یونس بن بکیر کیونس ع بن محمد بن مسلم البغدادی
ابو محمد المؤدب فانه ثقة ثبت کذا فی التقریب ع و کیونس بن یزید بن ابی النجاد الایلی
قال فی التقریب ثقة الا ان فی روایته عن الزہری وہما قلیلا و فی غیر الزہری خطاء و
فی مقدمة الفتح قلت وثقه الجمہور مطلقا وانما ضعفوا بعض روایته حیث یخالف اقرانه
او یحدث من حفظه فاذا حدث من کتابه فہو حجة قال ابن البرقی سمعت ابن المدینی
یقول اثبت الناس فی الزہری مالک و ابن عیینة و معمر و زیاد بن سعد و یونس من کتابه
وقد وثقه احمد مطلقا و ابن معین و العجلی و النسائی و یعقوب بن شیبة والجمہور احتج به الجماعة
انتہی و فی المیزان یونس بن یزید الایلی صاحب الزہری ثقة حجة شذ ابن سعد فی قوله
لیس بحجة وقال وکیع سیئ الحفظ وکذا استنکر له احمد بن حنبل احادیث وقال الاثرم
ضعف احمد امر یونس انتہی قلت قول وکیع فیه کان سیئ الحفظ وکذا استنکار احمد بن

حنبل له احاديث وتضعيف امر يونس معارض بقول ابن معين اثبت الناس في الزهري مالك
ومعمر ويونس وعقيل وشعيب وقول احمد بن صالح نحن لا نقدم على يونس في الزهري احدا وقول
احمد سمعت احاديث يونس عن الزهري فوجدت الحديث الواحد ربما سمعه مرارا وقول ابن
المبارك كتابه عن الزهري صحيح وقول ابن مهدي بهذا وتوثيق الجمهور له مطلقا وكذا توثيق
احمد له مطلقا واحتجاج الجماعة به وكل هذا موجود في مقدمة الفتح فقد ثبت ان رواية البخاري
صحيحة وهذا ما قصدنا اثباته واما ضعف رواية مالك فليس من جهة مالك بل من جهة
الراوي عنه وهو محمد بن الحسن وهو ضعيف قال النسائي في كتاب الضعفاء والمتروكين محمد بن
الحسن ضعيف انتهى وفي الميزان محمد بن الحسن الشيباني ابو عبد الله احد الفقهاء لينه النسائي
وغيره من قبل حفظه يروي عن مالك بن انس وغيره وكان من بحور العلم والفقه قويا في مالك
انتهى قلت قوله قويا في مالك المراد بالقوي القوي الاضافي اي بالنسبة الى غير مالك فانه
محمد ابن الحسن قال اقمت على باب مالك ثلاث سنين وسمعت منه اكثر من سبعمائة حديث
لا انه ليس بضعيف فان النسائي وغيره ضعفه مطلقا ولم يذكر الذهبي ترجمته في تذكرة الحفاظ
بيد انه قال في آخر الطبقة السادسة وكان في زمان هؤلاء خلائق من ائمة الحديث
ومن ائمة المقرئين كورش واليزيدي والكسائي واسمعيل بن عبيد الله المكي القسط وخلق
من الفقهاء كفقيه العراق محمد بن الحسن وفقيه مصر عبد الرحمن بن القسم انتهى وقال صاحب التعليق
الممجد فيه وظن كثير منهم ان الموطا برواية محمد بن الحسن الشيباني ليست بذاك وانها ليست
معتبرة ولا داخلة في ما هنالك قال ايضا فيه جماعة من المحدثين لا يعدون موطا محمد
في عداد الموطأت ولا يعتمدون عليه كاعتمادهم على سائر الموطأت على ان محمد بن الحسن روى هذا
الاثر عن مالك مخالفا للثقات فان غيره قد اخرجه عن مالك بلا خلاف فتكون هذه الرواية اما منكرة
او شاذة مع ان هذا الاثر انما يدل على المطلوب اذا كان المراد بالركعة الركوع وبالسجدة الركعة وهو ممنوع
لم لا يجوز ان يكون المراد منه ان من لم يدرك ركعة لم يدرك الصلوة حتى يكون هذا الاثر موافقا
لحديث ابي هريرة المرفوع المستفيض المروي في الصحيحين وغيرهما من ادرك ركعة من الصلوة
فقد ادرك الصلوة فحال هذا الاثر عين حال الحديث المرفوع فكما ان الحديث المرفوع لا يدل
على ان مدرك الركوع مدرك الركعة فكذلك هذا الاثر ولو كان المرفوع دالا على هذا المطلوب فاي
حاجة الى تجشم الاستدلال بالاثر قال صاحب البينة في جواب النظر الثالث واما عدم تسليم

ابی ہریرۃ و زید وابن عمر عجیب جدا فان اقتران الرکعۃ بالسجدۃ قرینۃ واضحۃ علی حمل الرکعۃ علی الرکوع
وحمل السجدۃ علی الصلوۃ محتاج الی قرینۃ انتہی اقول فیہ نظر من وجہین الاول ان کون اقتران
الرکعۃ بالسجدۃ قرینۃ واضحۃ علی حمل الرکعۃ علی الرکوع انما ہو اذا کانت السجدۃ بمعنی السجود
الحقیقی واذا کانت السجدۃ بمعنی السجود الحقیقی لا یثبت مطلوبکم فان ثبوت المطلوب متوقف
علی ان یکون المراد بالسجدۃ الرکعۃ والثانی ان حمل السجدۃ علی الصلوۃ کما انہ محتاج الی
قرینۃ کذلک حمل السجدۃ علی الرکعۃ ایضاً محتاج الی القرینۃ السجدۃ علی الصلوۃ موجودۃ
فی الاثر وہی ان السجدۃ فیہ لو لم یحمل علی الصلوۃ للزم مخالفۃ الاثر الصحیح الصریح الذی اخرجہ
البخاری فی جزء القراءۃ علی ان حدیث ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اذا ادرک احدکم سجدۃ
من صلوۃ العصر قبل ان تغرب الشمس فلیتم صلاتہ واذا ادرک سجدۃ من صلوۃ الصبح قبل
ان تطلع الشمس فلیتم صلاتہ اخرجہ البخاری حملوا السجدۃ فیہ علی الرکعۃ بقرینۃ الروایات الاخر التی
وقع فیہا لفظ الرکعۃ موضع السجدۃ قال الحافظ فی الفتح قولہ باب من ادرک رکعۃ من العصر
قبل الغروب) اورد فیہ حدیث ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ اذا ادرک احدکم سجدۃ من صلاۃ
العصر قبل ان تغرب الشمس فلیتم صلاتہ فکانہ اراد تفسیر الحدیث وان المراد بقولہ فیہ سجدۃ
ای رکعۃ وقد رواہ الاسمعیلی من طریق حسین بن محمد عن شیبان بلفظ من ادرک منکم رکعۃ
فدل علی ان الاختلاف فی الالفاظ وقع من الرواۃ وستاتی روایۃ مالک فی ابواب
وقت الصبح بلفظ من ادرک رکعۃ ولم یختلف علی راویہا فی ذلک فکان علیہا
الاعتماد وقال الخطابی المراد بالسجدۃ الرکعۃ برکوعہا وسجودہا والرکعۃ انما یکون تمامہا بسجودہا
فسمیت علی ہذا المعنی سجدۃ انتہی لکن حملنا السجدۃ فی ہذا الاثر علی الصلوۃ بقرینۃ الاحادیث
المرفوعۃ التی فیہا لفظ الصلوۃ وبقرینۃ الاثر الذی اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ لا یقال
ان ثبوت المطلوب لیس بمتوقف علی ان یراد بالسجدۃ الرکعۃ بل یحصل اذا ارید بہا السجدۃ
المعنی الحقیقی وہو الصواب لما لم یوجد صارف وہہنا لا یوجد الصارف واذا ارید بالسجدۃ المعنی
الحقیقی فلا بد ان یحمل الرکعۃ علی الرکوع باعترافکم فیکون حاصل الاثر اذا فاتک الرکوع
فاتتک السجدۃ ویضم معہ المقدمۃ الاخری الصحیحۃ فیقال اذا فاتک الرکوع فاتتک السجدۃ
واذا فاتتک السجدۃ فاتتک الرکعۃ فینتج اذا فاتتک الرکوع فاتتک الرکعۃ وہو المطلوب
لانا نقول یلزم علی ہذا ان یکون فوت الرکوع سببا لفوت الرکعۃ بواسطۃ فوت السجدۃ

مع انہما سببان مستقلان لفوت الرکعۃ لکون کل واحد منہما رکنا مستقلا للرکعۃ علی انہ یکون
ہذا الاثر مخالفا للاثر الصحیح المروی فی جزء القراءۃ وہذا ہو الصارف عن المعنی الحقیقی مع ان الثابت
علی ہذا انہ اذا فاتتک الرکوع فاتتک الرکعۃ وہو لیس بمطلوب انما المطلوب اذا ادرک الرکوع
فقال ادرکت الرکعۃ وہو لیس بثابت فان قلت ثبت ہذا بطریق مفہوم المخالفۃ قلت فلا
یثبت المطلوب عند من لا یقول بمفہوم المخالفۃ کالحنفیۃ مع ان المنطوق یرجح وقت تعارض
المنطوق والمفہوم وعدم الاعتداد ثابت بمنطوق الاثر الصحیح المروی فی جزء القراءۃ
والاعتداد لو ثبت فانما یثبت بالمفہوم والوجہ الثالث فیہ ان ہذا القاعدۃ
مذکورۃ فی کتب الاصول مطلقا ولیس فیہا القید الذی ....
ذکرہ ہذا الفاضل فہذا من مخترعات ذہنہ الوقاد ومحدثاتہ علی ان الحدیث النبوی
اذا وافق احد من الصحابۃ فای حاجۃ الی القول بوجوب تقلید الصحابۃ اذا جاء نہر اللہ
بطل نہر معقل والوجہ الرابع فیہ ان المسالۃ لیست بثابتۃ بالحدیث المرفوع فان المرفوع
فی الباب حدیثان حدیث ابی بکرۃ وحدیث ابی ہریرۃ وقد عرفت فیما تقدم ان
حدیث ابی بکرۃ وان کان صحیحا لکن الاحتجاج بہ لا یتم بثلثۃ وعشرین وجہا وحدیث
ابی ہریرۃ ضعیف لا یقوم بہ الحجۃ الوجہ الثالث من وجوہ جواب الآثار انہ
لو سلمت صحۃ الاحتجاج بقول الصحابی فیما علم اختلافہم فیہ قلنا ان نثبت بقول
ابی ہریرۃ وجماعۃ فالاقتداء بالذین ذکر المعترض آثارہم لیس اولی من الاقتداء بہولاء
انتہی قال فی الغیث وبطلانہ ظاہر فان قول الصحابی حجۃ مالم ینفیہ شیء من السنۃ کما صرح
بہ ابن الہمام وغیرہ ومن المعلوم ان قول عدم الاعتداد قد نفتہ السنۃ المرفوعۃ فلا یعتد
بہ ویلزم اتباع القائلین بالاعتداد الموافق لقول النبی صلعم وتقریرہ انتہی اقول
فیہ بحث من وجہین الاول ان السنۃ المرفوعۃ لیست بید القائلین بالاعتداد الا حدیث
ابی بکرۃ وابی ہریرۃ وقد عرفت غیر مرۃ جوابہما والثانی ان القول بالاعتداد قد نفتہ السنۃ ایضا
ای حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب وحدیث فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا
الوجہ الرابع من وجوہ جواب الآثار المطالبۃ بتصحیح تلک الآثار من استدل بہا فان شرح
معانی الآثار وموطا محمد رح الثقیفۃ لیست مما تلتزم فیہ الصحۃ فلا بد من نقل اسانید تلک
الآثار وتوثیق رواتہا انتہی قال فی الغیث وہو مردود بان عدم کون ہذہ الکتب مما

تلتزم فیه الصحة لا یلزم منه ان لا یکون فی شیء من الاخبار المرویة فیها اثر من الصحة انتهی اقول
فیه کلام من وجوه الاول ان صاحب الشفاء لا یقول ان عدم کون هذه الکتب مما
لا تلتزم فیه الصحة یلزم منه ان لا یکون فی شیء من الاخبار المرویة منها اثر من الصحة حتی یرد علیه
بما اورده صاحب الغیث بل مقصوده ان المدعی والمستدل یجب علیه ان یصحح ما یستدل
به من الآثار والتصحیح یکون بوجهین الاول باثبات ان الکتب التی رویت فیها تلک الآثار
مما تلتزم فیه الصحة والثانی بنقل اسانید تلک الآثار وتوثیق رواتها واثبات الاتصال
بین رواتها وخلوها من الاسباب القادحة فی الصحة والوجه الاول من التصحیح غیر محقق فیما
نحن فیه بالبعدیة فلا بد من الوجه الثانی فقد وردت من ههنا ان صاحب الغیث لم یفهم
مطلب صاحب الشفاء مطلقا وقال بحسب فهمه ما قال والثانی ان قوله عدم کون هذه الکتب
مما تلتزم فیه الصحة لا یلزم منه ان لا یکون فی شیء من الاخبار المرویة فیها اثر من الصحة مسلم
ولکن لا یلزم منه ایضا ان یکون کل ما روی فیها صحیحا او حسنا حتی یستدل به علی حکم من الاحکام
الشرعیة وایضا قال فی الغیث مع ان روایة موطا لا شبهة فی صحتها فان محمد بن الحسن وان
اختلف فی توثیقه وتجریحه لکن المرجح هو توثیقه علی انهم اجمعوا علی انه قوی فی مالک وقد ذکرنا کل
ذلک فی مقدمة التعلیق الممجد علی موطا محمد وشیخه مالک صاحب المذهب وشیخه نافع لا حاجة
الی بیان توثیقها فانه امر مشهور محقق انتهی اقول لم یذکر هذا الفاضل علی تصحیح شیء من الآثار
التی ذکرها فی الامام الکلام الا روایة محمد فی الموطا وقد عرفت ما فیها من ضعف محمد بن الحسن
وشذوذ هذه الروایة وانکارتها ثم ذکر فی الغیث اسانید ما روی للطحاوی من الآثار و
لم یوثق رواتها غیر انه قال بعد ذکر الاسانید فانظر هذه الاسانید هل تجد فیها ضعفا
یسقط به الاحتجاج فان کان فی بعضها ضعف یسیر فلا یضر الاحتجاج انتهی اقول فانظر
هذه الاسانید بل هی صحیحة یصح بها الاحتجاج وبالجملة اثبات صحتها واجب علی المستدل و
اثبات الضعف لیس بواجب علی المانع واذا لم یقدر علیه فیبقی الاستدلال فاسدا
علی ان هذه الاسانید لا تخلو عن مقال اما الروایة الاولی فراویها الاول محمد بن عمر
ویونس شیخ للطحاوی لا بد من بیان انه من هو وکیف حاله والثانی یحیی بن عیسی الرملی
النهشلی الفاخوری فی المیزان قال النسائی لیس بالقوی وقال ابن معین ضعیف
وفی روایة لا یکتب حدیثه وفی روایة لیس بشیء قال احمد ما اقرب حدیثه وقال ابن

عدی عامة ما یرویه مما لا یتابع علیه انتهی وفی الکاشف قال لین وغیره لیس بالقوی والثالث سفیان وہو
مدلس وعنعنة المدلس غیر مقبولة واما الروایة الثانیة فرادیها الاول فہد بن سلیمان بن یحیی شیخ الطحاوی لابد من
بیان انه من ہو وکیف حاله والثانی ابو نعیم لابد من تعیینه وتوثیقه واما الروایة الثالثة ففیه سفیان وہو مدلس
وعنعنة المدلس غیر مقبولة واما الروایة الرابعة فراویها الاول ابراہیم بن ابی داؤد ولا یدری حاله فلابد من
تعیینه وتوثیقه والثالث عبد الرحمن بن ابی الزناد وہو صدوق تغیر حفظه لما قدم بغداد کذا فی التقریب فلابد
اثبات انه حدث بہذه الروایة فی المدینة فتنبه ویعلم ان صاحب الاستغفار لما طالب بتصحیح تلک الآثار
لم یات صاحب النعیث فی جوابه بشیئ یعتد به غیر انه سعی فی تصحیح روایة موطا محمد وقد عرفت ما فیه ونقل
اسانید روایات الطحاوی ولم یذکر توثیق رواتها ویعرف کل من له حظ من علم اصول الحدیث ان
ہذا لا یسمن ولا یغنی من جوع واما سائر الروایات المذکورة فی اثناء الکلام من بلاغین لمالک وقول عمر
المنقول عن الحلی وقول علی وابن عمر المنقول عن ابن عبد البر فلم ینقل صاحب النعیث اسانیدها ولم
یوثق رواتها اصلا فالدین باق علیه قال صاحب الاستغفار فی بحث الآثار والخامس ان الطحاوی
لیس ممن له معرفة بالاسناد بل یجمع الرطب والیابس انتهی قال فی جوابه فی النعیث وان اراد ان رتبة
ادون من رتبة البخاری ومسلم ونظرائهما فی نقد الرجال والتزام الصحة وان شرطه اخف من شروط ملتزمی
الصحة فہو وان کان صحیحا لکنه غیر مفید نفعا فان قابلیة الاحتجاج لیست بمختصة بروایات الشیخین ومن یحذو
حذوهما ولا الصحة منحصرة فیما وجد فیه شرطهما ومن یسلک مسلکهما اقول لا شک عند من له معرفة بکتب الاحادیث
ان رتبة الطحاوی ادون من رتبة من ہو ادون البخاری ومسلم ونظرائهما من اصحاب السنن الاربعة
ولا یحکم علی احادیث السنن الاربعة عموما بالصحة ولا بالحسن حتی یحکم امام من ائمة ہذه الصناعة بصحتها او حسنها
او یوجد فیها شروط الصحة او الحسن من ثقة الرواة وعدم الانقطاع وعدم الاسباب الخفیة القادحة فی
الصحة والحسن فکیف یحکم علی احادیث الطحاوی بالصحة والحسن بغیر ہذین الامرین وقوله قابلیة الاحتجاج
لیست بمختصة بروایات الشیخین ومن یحذو حذوهما ولا الصحة منحصرة فیما وجد فیه شرطهما مسلم لکن لا یجدی
نفعا فان عدم الاختصاص وعدم الانحصار بما ذکر وفیما ذکر لا یقتضی ان یکون کل ما روی فی غیرهما او غیر
من یحذو حذوهما صحیحا او حسنا لا ضعیفا بل یحتمل ان یکون صحیحا او حسنا او ضعیفا فما لم یثبت صحته او حسنه
کیف یحتج به وہو مما لم یثبت بعد وایضا قال فی النعیث فسبیل الاستناد بروایات الطحاوی ہو
سبیل الاستناد بروایات السنن والمسانید وغیرهما فکما لا یضر المستدل بروایة منها القول بان مؤلفی
ہذه الکتب لیست لهم معرفة بالاسناد بل یجمعون الرطب والیابس کذلک لا یضر المستدل بروایته

الطحاوی القول بانہ مجمع الرطب والیابس وانما یضرہ ثبوت کون تلک الروایۃ التی احتج بہا بخصوصہا
ضعیفۃ ومطروحۃ واین ہذا من ذالک انتہی اقول الفرق بین السنن والمسانید وبین کتب الطحاوی
باعتبار کثرۃ الضعاف وشدۃ الضعف ظاہر علی ان سبیل الاستناد بروایات السنن والمسانید ہو الامران
المذکوران من حکم امام من ائمۃ الحدیث بصحتہا او حسنہا او اثبات شروط الصحۃ او الحسن فیہا وہما یتحققان فی
الروایات المذکورۃ للطحاوی علی ان الحصر فی قولہ وانما یضرہ ثبوت کون تلک الروایۃ التی احتج بہا بخصوصہا
ضعیفۃ ومطروحۃ باطل بل یضرہ عدم ثبوت کون تلک الروایۃ التی احتج بہا بخصوصہا صحیحۃ او حسنۃ
والعجب من ہذا الفاضل انہ یحسب الضروری غیر ضروری والغیر الضروری ضروریا اما تری ان اثبات
صحۃ ما استدل بہ المدعی او حسنہ واجب علی المدعی واثبات ضعف ما استدل بہ المدعی لیس بواجب
علی المانع والمعترض وہل ہذا الا عکس القضیۃ وقلب الموضوع قال صاحب الشفاء السادس ان من
بلاغات مالک احادیث لا تعرف قال السیوطی فی تدریب الراوی ان بالکلام یزد الیصح بل ادخل فیہ
المرسل والمنقطع والبلاغات ومن بلاغاتہ احادیث لا تعرف کما ذکرہ ابن عبد البر انتہی قال فی
النعیث وفیہ مخالطۃ واضحۃ یقتضی بہا صاحبہا عند الخاصۃ وان افسد بہا اوہام العامۃ فان مجرد کون
بعض بلاغات مالک لا تعرف لا یضر ہہنا مالم یثبت ان البلاغ الذی ذکرنا ہہنا داخل فیہا واثبات
خلافہ انتہی اقول کذلک مجرد کون اکثر البلاغات مما تعرف لا یفید المستدل مالم یثبت ان البلاغ الذی
ذکر ہہنا داخل فی البلاغات التی تعرف مسندۃ بسند صحیح او حسن وہذا لم یثبت بعد وقولہ واثبات
خلافہ ماذا اراد بہ ان اراد ان اثبات ان البلاغ الذی ذکر ہہنا خارج من البلاغات الاربعۃ التی استثناہا
ابن عبد البر فمسلم لکنہ لا یجدی نفعا للمستدل لان غایتہ ان ہذا البلاغ داخل فی المسندات عند ابن عبد البر
لکن لا یطمئن القلب حتی ینقل لفظ من اسندہ لینظر فیہ علی انہ لا یثبت الا کونہ مسندا مطلقا وہو غیر
مفید والمفید انما ہو کونہ مسند بالسند صحیح او حسن وہو غیر ثابت وان اراد شیئا آخر فلیبین حتی یتکلم فیہ ولا
شک فی ان فی الموطا احادیث ضعیفۃ قال ابن حزم فی کتاب مراتب الدیانۃ احصیت ما فی موطا
مالک فوجدت فیہ من المسند خمسمائۃ ونیفا وفیہ ثلاث مائۃ ونیف مرسلا وفیہ نیف وسبعون
حدیثا قد ترک مالک نفسہ العمل بہا وفیہ احادیث ضعیفۃ وہاہا جمہور العلماء کذا اوردہ السیوطی قال
فی التعلیق الممجد قلت مرادہ بالضعف الضعف الیسیر کما یعلم مما قد مر ولیس فیہ حدیث ساقط ولا
موضوع انتہی اقول المراد بالضعف الیسیر ماذا ہل الضعف الذی یمنع من کون الحدیث صحیحا او حسنا
او غیر ذلک علی الاول لا یکون قابلا للاحتجاج وعلی الثانی لابد من اقامۃ الدلیل ولا یکفی للاثبات قولہ

كما يعلم مما قد مر ومن يدعي فعليه البيان وقوله ليس فيه حديث ساقط ولا موضوع بعد تسليمه لا يجدي نفعا
اذ عدم السقوط وعدم الوضع لا يستلزم كونه صحيحا او حسنا حتى يصح الاحتجاج به قال صاحب الاسفار السابع
الكلام في دلالة تلك الآثار على المطلوب بان اثر طارق لا يدل الا على الشركة في الركوع لا على اعتداد
الركعة وان اثر ابي هريرة المروي في موطا محمد انما يدل على المطلوب اذا كان المراد بالركعة الركوع وبالسجدة
الركعة وهو ممنوع لم لا يجوز ان تكون المراد منه ان من لم يدرك ركعة لم يدرك الصلوة وكذلك اثر زيد وابن
عمر المروي في الموطا واثر ابي هريرة المروي في موطا مالك لا تدل على المطلوب الا اذا كان المراد بالركعة الركوع
وبالسجدة الركعة وهو غير مسلم واما قول ابي هريرة فقد فاته خير كثير فليس نصا على اعتداد الركعة التي لم تقرء
الفاتحة فيها انتهى قال صاحب الغيث وهذا كله اوهن من نسج العنكبوت لا يتفوه به الا من له فهم كفهم
العنكبوت لان قصة طارق كانت مع عبد الله بن مسعود واثر زيد بن وهب نص على ان ابن مسعود
كان يرى باعتداد الركعة التي ادرك المؤتم امامه في ركوعه فكيف لا يدل اثر طارق على اعتداد الركعة انتهى اقول
فيه ان غرض صاحب الاسفار ان اثر طارق نفسه لا يدل على اعتداد الركعة واما اثر طارق بلحاظ اثر زيد
بن وهب فدلالته على الاعتداد بالغير بل هذا الغير اي اثر زيد بن وهب هو الدال في الحقيقة كالسفينة
مع جالسها اذ المتصف بالحركة بالذات هي السفينة والجالس متصف بها بالعرض واسطة في العروض
فعد اثر طارق دليلا مستقلا مع قطع النظر عن اثر زيد بن وهب لا يليق بشان اهل العلم والعقل وايضا
قال صاحب الغيث واما عدم تسليم حمل الركعة على الركوع في آثار ابي هريرة وزيد وابن عمر عجيب جدا فان
اقتران الركعة بالسجدة قرينة واضحة على حمل الركعة على الركوع وحمل السجدة على الصلوة محتاج الى قرينة
انتهى اقول قد مر جوابه فتذكر وايضا قال في الغيث على ان المعلوم من اثر خارجة بن زيد ان زيد بن
ثابت كان يرى باعتداد تلك الركعة فمع ذلك عدم تسليم كون المراد بالركعة الركوع في اثر زيد بن ثابت
المروي في موطا مالك لا يصدر من عاقل انتهى اقول فيه ان مقصود صاحب الاسفار ان اثر زيد بن ثابت
المروي في موطا مالك وهو قوله من ادرك الركعة فقد ادرك السجدة نفسه لا يدل على اعتداد الركعة واما
اثره بلحاظ اثر آخر له وهو ما رواه خارجة بن زيد ان زيدا كان يركع على عتبة المسجد الى قوله ثم يتقدم بها فدلالته
على الاعتداد بالغير بل الغير هو الدال بالحقيقة فعد اثر زيد القولي دليلا مستقلا مع قطع النظر عن اثر الفعلي
بعيد من العقل على ان دلالة هذا الاثر بلحاظ اثره على الاعتداد غير مسلم يجوز ان يكون مقصود زيد بن وهب في
الاثر القولي هو ما قال النبي صلعم من ادرك الركعة فقد ادرك الصلوة قال في الغيث ايضا وقس عليه اثر
غيره فان المعلوم من خارج انهم كانوا يرون باعتداد تلك الركعة كما بسطه ابن عبد البر في التمهيد والاستذكار

انتہی اقول اثر غیر زید بن ثابت ہما اثران اثر ابن عمر واثر ابی ہریرۃ فلو سلم ان ابن عمر کان یری عتداد
تلک الرکعۃ کما ذکرہ ابن عبد البر فکیف یسلم ان ابا ہریرۃ کان یری باعتداد تلک الرکعۃ ولیس ذکر
واثر فی التمہید والاستذکار علی ان ابن عبد البر لم یذکر لفظ من اخرجہ عن ابن عمر فلا یطمئن القلب بہ
فلا بد من نقل لفظ المخرج حتی ینظر فیہ علی ان لفظ اثر ابن عمر ہکذا اذا فاتتک الرکعۃ فقد فاتتک السجدہ
علی ان موطا یحیی بن یحیی مالک عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان یقول اذا فاتتک الخ وفی موطا محمد ہکذا
اذا فاتتک الرکعۃ فاتتک السجدۃ واثر لفظ ابی ہریرۃ علی ما فی موطا محمد اذا فاتتک الرکعۃ فاتتک السجدۃ فہما
شیٔ واحد وقد عرفت الجواب عن اثر ابی ہریرۃ المروی فی موطا محمد باحسن وجہ فہو الجواب عن اثر عبد اللہ
بن عمر مع ان اثر ابی ہریرۃ المروی فی موطا محمد معارض لاثر ابی ہریرۃ المروی فی جزء القراءۃ بسند صحیح مع
ضعفہ من قبل حفظ محمد رح والشذوذ کما تقدم قال فی الغیث واما قول ابی ہریرۃ فقد فاتہ خیر کثیر فالوقف
علی المحاورات العربیۃ یفہم منہ قطعا اعتداد الرکعۃ بادراک الرکوع لاشیما مع انضمام قولہ من ادرک الرکعۃ
فقد ادرک السجدۃ انتہی اقول فیہ کلام من وجوہ الاول انہ ای دلیل علی ہذا الفہم فان کان دلیلہ ان ابا ہریرۃ
اطلق لفظ الخیر علی قراءۃ ام القرآن فعلم منہ ان قراءتہا مستحبۃ وافضل لا انہا فرض وبفوت المستحب لا تفوت
الرکعۃ ففہم منہ قطعا اعتداد الرکعۃ بادراک الرکوع فہذا منقوض بان لفظ الخیر قد یطلق علی ما ہو فرض ضروری
ایضا قال اللہ تعالی فتوبوا الی باریکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند باریکم وقال تعالی ولو آمن اہل الکتاب
لکان خیرا لہم وقال تعالی ولو انہم قالوا سمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لکان خیرا لہم واقوم وقال تعالی ولو انہم
فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لہم واشد تثبیتا وقال تعالی فآمنوا خیرا لکم وقال تعالی ولا تقولوا ثلثۃ
انتہوا خیرا لکم وقال تعالی فان تبتم فہو خیر لکم وغیر ذلک من الآیات وان کان دلیلہ شیئا آخر فلیبین حتی
ینظر فیہ والثانی ان انضمام قولہ من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ لا یجدی نفعا الا اذا کان المراد بالرکعۃ الرکوع
وبالسجدۃ الرکعۃ وہو غیر مسلم وما استدل بہ ہذا الفاضل علیہ فقد عرفت ما فیہ من الخلل والثالث ان ہذا
معارض بقول ابی ہریرۃ وان لم تزد علی ام القرآن اجزأت وان زدت فہو خیر اخرجہ البخاری فی صحیحہ
واخرجہ فی جزء القراءۃ بلفظ یجزی بفاتحۃ الکتاب وان زاد فہو خیر وفی روایۃ مسلم فقال لہ رجل ان لم ازد
علی ام القرآن فقال ان زدت علیہا فہو خیر وان انتہیت الیہا اجزأت عنک وفی روایۃ لہ من قرأ بام الکتاب
فقد اجزأت عنہ ومن زاد فہو افضل والرابع ان ہذا معارض بحدیث ابی ہریرۃ مرفوعا من صلی صلاۃ
لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج اخرجہ مسلم وغیرہ وبحدیث ابی ہریرۃ مرفوعا قال لا تجزی صلاۃ لا یقرأ
فیہا بفاتحۃ الکتاب اخرجہ ابن خزیمۃ وابن حبان والخامس ان ہذا من بلاغات مالک وہو لیس من الحجۃ

فی شئی قال قلت قال محمد بن عبد الباقی الزرقانی فی شرح الموطا عند ذکر ہذا الاثر بلاغہ لیس من الضعیف لانہ
تتبع کلہ فوجد مسندا من غیر طریقہ انتہی کذا فی الغیث قلت ینقض ہذہ الکلیہ قول ابن عبد البر کلہا مسندۃ
من غیر طریق مالک الا اربعۃ لا تعرف علی ان کون مسندا لا یقتضے صحۃ الحدیث ولا حسنہ حتی یصح الاحتجاج بہ
ایک دلیل علماء حنفیہ کی عدم رکنیت فاتحہ پر حدیث ابن عباس ہے جو سنن ابن ماجہ مین مروی ہی
لفظ اوس کا یہ ہے حدثنا علی بن محمد ثنا وکیع عن اسرائیل عن ابی اسحق عن الارقم بن شرجیل عن ابن
عباس قال لما مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرضہ الذی مات فیہ الحدیث وفیہ قال ابن عباس
واخذ رسول اللہ صلعم من القراءۃ من حیث کان بلغ ابو بکر قال وکیع وکذا السنۃ قال فمات رسول اللہ
صلعم فی مرضہ ذلک انتہی اس مین کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اس مین راوی ابو اسحق سبیعی ہے
وہ مختلط ہے اور اوس سے اسرائیل نے یہ حدیث لی ہے اور اسرائیل کا اخذ ابو اسحق سے بعد اختلاط
کے ہے میزان الاعتدال مین ہے من ائمۃ التابعین بالکوفۃ واثباتہم الا انہ شاخ ونسی واختلط انتہی
اور نیز میزان قر مین ہے قال ابن معین زکریا وزہیر واسرائیل حدیثہم فی ابی اسحق قریب من
السواء انما اصحاب ابی اسحق سفیان وشعبۃ اور نیز اس مین ہے وقال احمد بن حنبل حدیث زکریا واسرائیل
عن ابی اسحق لین سماعہ باخرۃ وقال صالح بن احمد عن ابیہ ذکریا ابن ابی زائدۃ احب الی من اسرائیل ثم قال
ما اقربہما وحدیثہما عن ابی اسحق لین انتہی دوم یہ کہ ابو اسحق مدلس ہی اور اس حدیث کو ساتھ عنعنہ کے روایت
کیا ہے ابو الحسن سندہی حاشیہ سنن ابن ماجہ مین لکھتے ہیں وفی زوائدہ اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات الا ان
ابا اسحق اختلط باخر عمرہ وکان مدلسا وقد رواہ بالعنعنۃ وقد قال البخاری لا نذکر لابی اسحق سماعا من ارقم
بن شرجیل انتہی۔ سیوم اس حدیث مین اضطراب ہے ارقم بن شرجیل کبھی اس حدیث کو مسانید
ابن عباس سے ٹہیراتا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ سے معلوم ہوا اور مسند احمد مین بھی یہ روایت چند طرق
سے آئی ہے اور کبھی مسانید عباس سے جیسا کہ مسند احمد وسنن دارقطنی ومسند بزار مین ہے اگر کہا جاوے
کہ ترجیح اس امر کو ہے کہ یہ حدیث مسانید ابن عباس سے ہے کیونکہ جس روایت سے یہ معلوم ہوتا
ہے کہ یہ حدیث مسانید عباس سے ہے اوس مین راوی قیس بن الربیع ہے اور وہ ضعیف ہے
میزان مین ہے قیس بن الربیع قال یحیی ضعیف وقال مرۃ لا یکتب حدیثہ وقال احمد کان یتشیع
وکان کثیر الخطاء ولہ احادیث منکرۃ وکان وکیع وعلی بن المدینی یضعفانہ وقال النسائی متروک و
قال الدارقطنی ضعیف انتہی زیلعی تخریج ہدایہ مین لکھتے ہیں رواہ البزار فی مسندہ بسند فیہ قیس بن الربیع
وہو ضعیف وذکرلہ شاہد فی دینہ انتہی پس اضطراب رفع ہوا تو جواب یہ ہے کہ ایک جماعت

نے قیس کی توثیق بھی کی ہے میزان میں ہے احد اوعیۃ العلم صدوق فی نفسہ کان شعبۃ یثنی علیہ وقال
ابو حاتم محلہ الصدق قال تمزاد سمعت شعبۃ یقول ما اتینا شیخا بالکوفۃ الا وجدنا قیسا قد سبقنا الیہ کنا نسمیہ
قیس الجوال وقال عمران بن ابان سمعت شریکا یقول ما نشاء بالکوفۃ اطلب للحدیث من قیس وقال
معاذ بن معاذ قال لی شعبۃ الا تری الی یحیی بن سعید القطان یتکلم فی قیس بن ربیع و واللہ ما لہ الے
ذلک من سبیل وقال ابو قتیبۃ قال لی شعبۃ علیک بقیس بن الربیع عثمان بن خرزاذ قال لی الحمانی
کنت یوما اطلب قیس بن الربیع فاذا وکیع وابو غسان قد اد خلوہ دار الیسمعون منہ فجمعت الحجارۃ
فما زلت ارمیھم حتی فتحوا الی الباب وروی عن شریک انہ قال یوم دفن قیس بن الربیع ما خلف مثلہ
وقال ابن حبان سبرت اخبار قیس من روایات القدماء والمتاخرین وتتبعتھا فرایتہ صدوقا مامونا
حیث کان شابا فلما کبر ساء حفظہ وقال ابو داؤد الطیالسی سمعت شعبۃ یقول من یعذرنی من یحیی
ہذا الاحول لا یرضی قیس بن ربیع وقال وکیع غیر مرۃ ثنا قیس بن ربیع واللہ المستعان وقال عمرو بن حید
کنت فی مجلس ابی داؤد بالبصرۃ فذکر قیس بن الربیع فقالوا لا حاجۃ لنا فیہ فقال اکتبوا فان لہ فی صدری
سبعۃ الاف فتجلجل وقال محمد بن عبید الطنافسی لم یکن قیس عندنا بدون سفیان الا انہ لما استعمل اقام
علی رجل الحد فمات فطفی امرہ وقال محمد بن المثنی کان شعبۃ وسفیان یحدثان عن قیس وقال ابن عدی
عامۃ روایاتہ مستقیمۃ والقول ما قال شعبۃ وانہ لا باس بہ وقال ابو الولید کتبت عن قیس ستۃ الاف حدیث
وقال عفان کان ثقۃ انتہی ملخصا تذکرۃ الحفاظ میں ہے احد الاعلام علی ضعف فیہ حدث عن عمرو بن
مرۃ وحبیب بن ابی ثابت وعلقمۃ بن مرثد وزیاد بن علاقۃ ومحارب بن دثار وطبقتھم من الکوفیین ولم
یرتحل حدث عنہ سفیان وشعبۃ وھما من طبقتہ واسحق السلولی وعاصم بن علی ومحمد بن بکار بن الریان
وعلی بن الجعد ویحیی الحمانی وخلق کان شعبۃ یثنی علیہ وقال عفان کان ثقۃ وقال یعقوب بن شیبۃ ھو
عند جمیع اصحابنا صدوق وکتابہ صالح وھو ردی الحفظ جدا واما ابن عدی فقواہ وقال لا باس بہ
عامۃ روایاتہ مستقیمۃ فالقول فیہ ما قال شعبۃ قلت وقد کان قیس من اوعیۃ العلم ولکن الائمۃ
تکلموا فیہ لنظلمہ انتہی ملخصا کاشف میں ہے وکان شعبۃ یثنی علیہ وقال ابو حاتم لیس بقوی ومحلہ الصدق
وضعفہ اخرون قال وابن عدی عامۃ روایاتہ مستقیمۃ انتہی خلاصہ میں ہے قال ابو الولید الطیالسی
ثقۃ حسن الحدیث وقال یعقوب بن شیبۃ قیس عند جمیع اصحابنا صدوق انتہی ترغیب ترہیب میں ہے
وکان شعبۃ یثنی علیہ وقال ابو حاتم محلہ الصدق ولیس بقوی وقال عفان کان ثقۃ وقال
ابن عدی عامۃ روایاتہ مستقیمۃ والقول ما قال شعبۃ وانہ لا باس بہ انتہی تقریب میں ہے قیس

بن الربیع الاسدی ابو محمد الکوفی صدوق تغیر لما کبر وادخل علیہ ابنہ مالیس من حدیثہ فحدث
بہ انتہی علاوہ اس کے ابو اسحق کا ضعف اس سے کچھ کم نہین ہے کیونکہ ابو اسحق مین اختلاط
و تدلیس ہے فلا وجہ للترجیح فبقی الاضطراب اگر کہا جاوے کہ اسرائیل کی متابعت زکریا بن
ابی زائدہ نے کی ہے کما فی مسند احمد تو جواب یہ ہے کہ جیسا کہ اخذ اسرائیل کا ابو اسحق سے بعد
الاختلاط ہے ایسا ہی اخذ زکریا کا بھی ابو اسحق سے بعد الاختلاط ہے علاوہ اس کے زکریا مدلس
بھی ہے میزان مین ہے زکریا بن ابی زائدۃ قال ابو حاتم لین الحدیث یدلس وقال ابو داؤد ثقۃ
لکنہ یدلس وقال احمد بن حنبل حدیث زکریا و اسرائیل عن ابی اسحق لین سماعہ بآخرۃ انتہی مقدمہ
فتح مین ہے وقال العجلی ثقۃ الا ان سماعہ من ابی اسحق بآخرۃ وقال ابو حاتم لین الحدیث انتہی چہارم
اس حدیث مین شذوذ ہے کیونکہ ارقم بن شرجیل نے ثقات اثبات کے خلاف یہ زیادت
روایت کی ہے ارقم بن شرجیل کے سوا کسی نے اسکی روایت نہین کی نہ ابن عباس سے نہ
غیر ابن عباس سے پنجم بر تقدیر صحت سند کے صحت حدیث لازم نہین آتی کما تقرر فی اصول
الحدیث ششم حکم بالصحۃ کے لئے احد الامرین ضروری ہے یا تو کوئی محدث ملتزم الصحۃ اوس کو
اپنی کتاب میں لایا ہو یا کسی حاذق فن نے اسکی صحت پر نص کی ہو اور ما نحن فیہ میں دونون
مین سے ایک امر بھی پایا نہیں جاتا ہے اس حدیث کو نہ بخاری اپنی صحیح مین لائے اور نہ مسلم
اور نہ ابن خزیمہ نہ ابن حبان نہ حاکم وغیرہم من ملتزمی الصحۃ اپنے صحاح مین سے لائے صرف
ابن ماجہ واحمد و دارقطنی وغیرہم جنکو التزام صحت نہیں ہے لائے ہیں ہفتم یہ حدیث افراد ابن
ماجہ سے ہے اور افراد ابن ماجہ اکثر ضعیف ہیں سندی حاشیہ ابن ماجہ مین لکھتے ہیں والمشہور ان
ما انفرد بہ یکون ضعیفا ولیس بکلی لکن الغالب کذلک انتہی بس اس کا بھی ضعیف ہونا مظنون ہے
و مدار اکثر الاحکام علی الظن اگر کہا جاوے کہ حافظ نے فتح الباری مین لکھا ہے واستدل بقولہ
فی روایۃ ارقم بن شرجیل عن ابن عباس واخذ رسول اللہ صلعم القراءۃ من حیث بلغ ابو بکر ہذا لفظ
ابن ماجۃ واسنادہ حسن انتہی تو کہا جائے گا کہ حسن اسناد مستلزم حسن حدیث کو نہین ہے کما تقرر فی
موضعہ ہشتم ارقم بن شرجیل کو بخاری نے کتاب الضعفا مین ذکر کیا ہے کذا فی المیزان نہم یہ حدیث
مخصوص ہے ساتہ آنحضرت صلعم کے بدلیل اس کے کہ اس مین آپ نے وہ کام کئے جو غیر کو
باجماع مسلمین جائز نہین ہیں مثلاً شروع کرنا قراءۃ میں جہان منتہی ہوئے تھے ابو بکر اور
خروج ابو بکر کا امامت سے یہان تک کہ ہو گئے ماموم صلاۃ واحدہ میں مؤید اس کی

عبارت طحاوی میں ہے معانی الآثار مین وکان محمد بن الحسن رح یقول لایجوز یصح ان یاتم بمریض یصلی
قاعدا وان کان یرکع ویسجد ویذہب الی ان ماکان من صلاۃ رسول اللہ صلعم قاعدا فی مرضہ بالناس
وہم قیام مخصوص لانہ قد فعل فیہا مالایجوز لاحد بعدہ ان یفعلہ من اخذہ فی القراءۃ من حیث انتہی
ابوبکر وخروج ابی بکر من الامامۃ الی ان صار ماموما فی صلاۃ واحدۃ وہذا لایجوز لاحد من بعدہ باتفاق
المسلمین جمیعا فدل ذالک علی ان رسول اللہ صلعم قد کان خص فی صلوتہ تلک بما منع منہ غیرہ انتہی
دہم یہ اعتراض جیساکہ اہل حدیث وشافعیہ پر پڑتا ہے ویساہی حنفیہ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ حنفیہ
کے نزدیک قراءۃ فاتحہ واجب ہے حقیقۃ ہو یا حکما اور یہان آنحضرت صلعم کی قراءۃ فاتحہ نہ حقیقۃ
پائی گئی نہ حکما حقیقۃ نہونا تو ظاہر ہے اور حکما نہ ہونا اس لئے کہ آنحضرت صلعم امام تھے نہ مقتدی
فرق صرف قطعی وظنی کا ہے اور وہ بھی ما نحن فیہ میں مفقود کیونکہ آنحضرت صلعم کی نسبت احادیث
بھی قطعی ہین اس لئے کہ ظن تو بسبب واسطہ کے پیدا ہوا ہے اور ایساہی صحابہ کی نسبت جنھون نے
خود حدیث آنحضرت صلعم سے سنی بس کچھ فرق باقی نرہا اور موافق قول علماء حنفیہ کے آنحضرت
صلعم تارک واجب بلکہ تارک فرض ہوئے اور تارک فرض فاسق ہوتا ہے پس تفسیق نبی صلعم
کی لازم آئی اور تفسیق نبی کفر ہے نعوذ باللہ منہ اگر کہا جاوے کہ محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم نے
اس واقعہ مین مسجد مین تشریف لاتے ہی اولا اقتدا ابوبکر رض کے ساتھ کی ہو پہر بعد تمام ہونے سورہ
فاتحہ کے اور پڑہنے دو ایک ایت کے سورۃ آخری سے آنحضرت صلعم امام ہوگئے ہون اور ابوبکر
مقتدی اور آپ نے بعد امام ہونے کے قراءۃ وہان سے شروع کی ہو جہان سے حضرت ابوبکر
نے چھوڑی تھی پس آنحضرت صلعم کی قراءۃ فاتحہ حکما پائی گئی تو جواب یہ ہے کہ اس تقدیر پر جیساکہ
قراءۃ فاتحہ حکما ممکن ہے ویساہی حقیقۃ بھی ممکن ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے بعد مقتدی
ہونے کے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہو پہر اُسی کے بعد امام بنے ہون پس کوئی وجہ قائلین رکنیت
فاتحہ پر اعتراض کی نہیں ہے یازدہم یہان پر صاحب خاتمۃ الخطاب فرماتے ہین وابن حدیث
خدا بجذو در معارضہ حدیث عبادہ است کہ بہ سیاق ابی داود وغیرہ در استدلال امام شافعی
مسطور گشت کہ آن در صلوۃ فجر بودہ وابن حدیث ہم در کدام نمازے جہری بودہ انتہی یہ قول
صریح البطلان ہے کیونکہ حدیث عبادہ کی تصحیح وتحسین ایک جماعت نے کی ہے بخلاف حدیث
ابن عباس کے کہ اسکی کسی محدث نے تصحیح وتحسین نہین کی پس یہ اُس کے معارضہ کی صلاحیت
نہین رکھتی ہے علاوہ اس کے یہ قول کہ این حدیث ہم در کدام نمازے جہری بودہ حدیث

اصح الصحیح کے مخالف ہے، عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ قال دخلت علی عائشۃ فقلت الا تحدثینی عن
مرض رسول اللہ صلعم قالت بلی الحدیث فخرج بین رجلین احدہما العباس لصلوۃ الظہر وابوبکر یصلی
بالناس اھ اخرجہ البخاری ومسلم دوازدہم اس حدیث کے ضعف کے لیے یہی امر کافی ہے کہ ظاہر
اس حدیث کا دال ہے اسپر کہ یہ واقعہ جہری نماز میں تھا کما قال صاحب خاتمۃ الخطاب اور یہ بات مخالف
صریح ہے حدیث مذکور عائشہؓ کے کہ جو متفق علیہ ہے سیزدہم محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم نے بیت
عائشہؓ میں حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کرلی ہو اور بیت میں یا اثنا طریق میں فاتحہ سے فراغت کرلی ہو یا مسجد میں
پہونچکر اقتدا کی ہو اور فاتحہ سے فراغت کرکے امام بنے ہوں یا بیت عائشہؓ میں منفرداً نماز پڑھتے ہوں
اور فاتحہ پڑھ چکے ہوں پھر مسجد میں آکر امام بنے ہوں اور ان احتمالات میں کوئی امر تعجب کا نہیں ہے
کیونکہ اس واقعہ میں چند امور ایسے واقع ہوئے ہیں جنمیں رائے کو دخل نہیں ہے اُسی قبیل سے
یہ بھی ہوں چہاردہم محتمل ہے کہ قراۃ فاتحہ ایسا رکن ہو کہ ضرورت سے ساقط ہو جاتا ہو مانند قیام
کے اور اسیوجہ سے آنحضرت صلعم نے اُس شخص کو قرآن نہیں سیکھ سکتا تھا یہ ذکر تعلیم فرمایا، سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اخرجہ ابوداؤد والنسائی پانزدہم
محتمل ہے کہ حدیث ابن عباس مخصص ہو حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کی یعنی یہ صورت مخصوصہ
اس عموم سے مستثنی ہوا اور عام مخصوص منہ البعض باقی افراد میں حجت ہوتا ہے کما تقرر فی علم الاصول
شانزدہم یہ حدیث معدول عن القیاس ہے اور معدول عن القیاس مقصور اپنے مورد پر ہوتی
ہے ہفدہم جس رکعت کی فاتحہ آنحضرت صلعم سے فوت ہوئی اُس رکعت کے ساتھ آپ نے اعتداد
کیا یا نہیں اسکا کچھ ذکر حدیث میں نہیں ہے پس ہوسکتا ہے کہ آپ نے اُس رکعت کے ساتھ
اعتداد نکیا ہو اور اُسکا اعادہ کرلیا ہو اور یہی امر مظنون ہے کیونکہ آنحضرت صلعم رکنیت فاتحہ تو پہلے
ہی سے بیان فرما چکے تھے اب ختم ہوئے علماء حنفیہ کے وہ سب ادلہ جنمیں کچھ جان ہے اور علماء حنفیہ
کو اُن پر بڑا اعتماد ہے علاوہ انکے اور بھی انکے ادلہ ہیں جنکو خود علماء حنفیہ محققین بے اصل کہتے ہیں انکا بھی
ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اسلیئے کہ وہ فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں اُن میں سے
ہے حدیث انسؓ کی۔ قال قال النبی صلعم من قرأ خلف الامام ملیٔ فوہ نارا یہ حدیث باطل ہے امام الکلام
میں مرقوم ہے وفیہ انہ حدیث باطل فقد اخرجہ ابن حبان فی الضعفاء واتہم بہ مامون بن احمد احد الکذابین
کذا ذکرہ الحافظ ابن حجر فی الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ زیلعی نصب الرایہ میں لکھتے ہیں،
قال ابن حبان فی کتاب الضعفاء مامون بن احمد السلمی من اہل ہراۃ کان دجالا من الدجاجلۃ ودی

عن یحییٰ بن عباس عن سفیان عن الزہری عن انس عن النبی صلعم قال من قرا خلف الامام ملئ فوہ نارا انتہی
میزان میں ہے مامون بن احمد السلمی الہروی عن ہشام بن عمار و عن الجویباری اتی بطامات وفضائح
قال ابن حبان دجال ویقال لہ مامون بن عبد اللہ و مامون ابو عبد اللہ قال ابن حبان سالتہ متی
دخلت الشام قال سنہ خمسین ومائتین قلت فان ہشاما الذی تروی عنہ مات سنۃ خمسین و اربعین
و مائتین فقال ہذا ہشام بن عمار آخر ومما وضع علی الثقات انہ روی عن عبد اللہ بن مالک بن سلیمان
عن سفیان عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال رسول اللہ صلعم الایمان قول والعمل شریعۃ
و روی عن المسیب بن واضح عن ابن المبارک عن یونس عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرۃ مرفوعا من
رفع یدیہ فی الصلوۃ فلا صلوۃ لہ و روی عن ثقات مرفوعا من قرا خلف الامام ملئ فوہ نارا و روی عن
احمد بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن معدان الازدی عن انس مرفوعا یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس
الحدیث قال وانما ذکرتہ لیعرف کذبہ لان الاحداث کتبوا عنہ بخراسان انتہی غیث الغمام میں ہے و فی لسان
المیزان للحافظ ابن حجر قال ابو نعیم فی مقدمۃ المستخرج علی صحیح مسلم مامون السلمی من اہل ہرات خبیث وضاع یاتی
عن الثقات مثل ہشام بن عمار و حیم بالموضوعات وفیما حدث عن احمد الجویباری الکذاب عن عبد اللہ
بن معدان الازدی عن انس مرفوعا یکون فی امتی رجل الحدیث قال مثلہ یستحق من اللہ ومن الرسول
ومن المسلمین اللعنۃ وقال الحاکم فی المدخل قیل لمامون بن احمد الہروی الا تری الی الشافعی والی ما یقع لہ بخراسان
فقال حدثنا احمد بن عبد اللہ نا عبد اللہ بن معدان فذکر الحدیث ثم قال الحاکم ومثل ہذہ الاحادیث یشہد
من رزقہ اللہ ادنی معرفۃ بانہا موضوعۃ علی رسول اللہ صلعم انتہی وفی الکشف الحثیث عمن روی بوضع
الحدیث لبرہان الامین ابراہیم الحلبی الشہیر بسبط ابن العجمی قد ذکر ابن الجوزی فی الموضوعات حدیثا یکون
فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس ویکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفہ ہو سراج امتی
قال ابن الجوزی لعن اللہ واضعہ وہذہ اللعنۃ لا تفوت احد الرجلین وہما مامون والجویباری وکلاہما
لا دین لہ ولا خیر فیہ کان یضعان الحدیث ثم ذکر تضعیفہما ثم قال و ذکر ہذا الحدیث ابو عبد اللہ الحاکم فی
کتاب المدخل الی الاکلیل فقال قیل لمامون الا تری الی الشافعی والی من تبع لہ بخراسان فقال حدثنا
فبان بہذا ان الواضع لہ مامون الذی لیس بمامون انتہی اور اُن میں سے ہے حدیث ان النبی صلعم
قال من قرا خلف الامام فمی فیہ جمرۃ تمام الکلام میں ہے وفیہ انہ لا اثر لہ فی کتب المحدثین الثقات
ولا طریق لمرفعہ عند الاثبات ولا عبرۃ بذکر صاحب النہایۃ وغیرہ من شراح الہدایۃ لانہم لیسوا من
المحدثین کما قال علی القاری فی تذکرۃ الموضوعات حدیث من قضی صلواۃ من الفرائض فی آخر جمعۃ

من شهر رمضان کان ذلک جابرا لکل صلوة فائتة فی عمره الی سبعین سنة باطل قطعا لانه مناقض للاجماع
علی ان شیأ من العبادات لایقوم مقام فائتة سنوات ثم لاعبرة بنقل صاحب النهایة ولابقیة شراح الحدیث
فانهم لیسوا من المحدثین ولا اسندوا الحدیث الی احد من المخرجین انتهی غیث الغمام میں ہے قد یقال ان صاحب
النهایة من اجلة الفقهاء فکیف لایکون نقله مقبولا ویدفع بان جلالة قدره فی الفقه لاتستلزم قبول قوله و
نقله فی الروایات الحدیثیة فکم من فقیه جلیل وصوفی نبیل متساهل فی باب الروایات الحدیثیة فلکل فن رجال
ولکل مقام مقال اور اُن میں سے ہے حدیث زید بن ثابت کی قال قال النبی صلعم من قرأ خلف الامام
فلا صلوة له اتمام الکلام میں ہے کہ وهذا مما استند من تفوه بفساد الصلوة بقراءة شیء خلف الائمة
وفیه ما ذکره ابن حجر فی الدرایة انه اخرجه ابن حبان فی الضعفاء وابن الجوزی من طریقه واتهم به احمد بن
علی بن سلیمان انتهی غیث الغمام میں ہے قال ابن الجوزی فی کتابه العلل المتناهیة فی الاحادیث الواهیة
انبانا ابن خیرون عن الجوهری عن الدارقطنی عن ابی حاتم بن حبان قال حدثنی ابراهیم بن سعید عن احمد
بن علی بن سلیمان المروزی عن عبد الرحمن المخزومی عن سفیان بن عیینة عن ابن طاؤس عن ابیه عن زید
بن ثابت عن رسول الله صلعم قال من قرأ خلف الامام فلا صلوة له قال ابن حبان احمد بن علی بن سلیمان
لاینبغی ان یشتغل بحدیثه ولا اصل لهذا الحدیث انتهی کلام ابن الجوزی انتهی میزان میں ہے احمد بن علی بن سلیمان
ابو بکر المروزی عن علی بن حجر ضعفه الدارقطنی فقال یضع الحدیث انتهی زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں ثم قال
ابن حبان هذا الحدیث لا اصل له واحمد بن علی بن سلیمان لاینبغی ان یشتغل بحدیثه ولم اجد هذا الحدیث
فی کتاب الضعفاء لابن حبان ولا ترجم فیه علی احمد بن علی بن سلیمان فالله اعلم اُن میں سے ہے
حدیث ابن عباس قال کان رسول الله صلعم یقول من صلی رکعة لم یقرأ فیها بام الکتاب فلم یصل الا وراء
الامام ذکره عبد الوهاب فی کشف الغمة عن جمیع الامة کذا فی امام الکلام امام الکلام میں ہے وفیه انه لم یذکر
له سندا ولم یسم له مخرجا لینظر فیه بل هو مما یحتج به ولقد صرح النقاد دال علی ان هذا الاستثناء لم یثبت الا
موقوفا انتهی اُن میں سے ہے حدیث موسی بن عقبة ان رسول الله صلعم وابا بکر وعمر وعثمان کانوا
ینهون عن القراءة خلف الامام نقله بعضهم عن شرح صحیح البخاری للعینی انه قال روی عبد الرزاق فی مصنفه
کذا فی امام الکلام، امام الکلام میں ہے وفیه انه یعارضه بامر ذکره فی الباب الاول ان عمر ممن اجاز القراءة
خلف الامام انتهی میں کہتا ہوں کہ عبد الرزاق کی پوری سند ناقل نے نہیں ذکر کی تاکہ اسمیں نظر کیجاتی
کہ رواۃ اسکے قابل احتجاج ہیں یا نہیں اسلئے بھی یہ حدیث قابل اعتبار نہیں ہے اُن میں سے
ہے حدیث علی قال قال رجل للنبی صلعم اقرأ خلف الامام او انصت قال بل انصت فانه یکفیک نصب الرایة

میں ہے حدیث آخر اخرجہ الدارقطنی ایضا عن غسان بن الربیع عن قیس بن الربیع عن محمد بن سالم عن الشعبی
عن الحارث عن علی قال قال رجل للنبی صلعم اقرا خلف الامام او انصت قال بل انصت فانہ یکفیک انتہی ثم قال
تفرد بہ غسان وہو ضعیف وقیس ومحمد بن سالم ضعیفان قال والمرسل اصح منہ ثم اخرجہ عن محمد بن سالم عن
عن الشعبی ان النبی صلعم قال لا قراءۃ خلف الامام انتہی میزان میں ہے غسان بن الربیع الازدی الموصلی
سمع عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان واللیث بن سعد وعنہ احمد ویحیی وابو یعلی وخلق وکان صالحا ورعا لیس
بحجۃ فی الحدیث قال الدارقطنی ضعیف وقال مرۃ صالح انتہی اس حدیث کی سند میں چار راوی ضعیف
ہیں غسان بن الربیع، قیس بن الربیع، محمد بن سالم، حارث اعور۔ انمیں سے ہے حدیث جابر
بن عبداللہ کی ان النبی صلعم قال کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج الا ان یکون وراء الامام
اخرجہ الدارقطنی فی سننہ اسکا ضعف ماتقدم میں بیان ہوچکا انمیں سے ہے حدیث عمران بن
حصین کی قال کان النبی صلعم یصلی بالناس ورجل یقرء خلفہ فلما فرغ قال من ذا الذی یخالجنی سورۃ
کذا فنہاہم عن القراءۃ خلف الامام اخرجہ الدارقطنی فی سننہ اسکا بھی ضعف اوپر بیان ہوچکا انمیں سے
ہے حدیث انس کی ان النبی صلعم صلی باصحابہ فلما قضی صلوتہ اقبل علیہم بوجہہ فقال اتقرؤن فی صلوتکم خلف
الامام والامام یقرء فسکتوا فقالہا ثلث مرات فقالوا انا لنفعل قال لا تفعلوا انتہی اخرجہ الطحاوی اسکا ضعف
بھی اوپر بیان ہوچکا انمیں سے ہے حدیث ابوالدرداء کی سمعہ یقول سئل رسول اللہ صلعم افی کل صلوۃ
قراءۃ قال نعم قال رجل من الانصار وجبت ہذہ فالتفت الی وکنت اقرب القوم منہ فقال ما اری الامام اذا
ام القوم الا قد کفاہم رواہ النسائی فی سننہ اسکا ضعف بھی اوپر بیان ہوچکا اب بیان چند آثار بھی ذکر
کیے جاتے ہیں جنسے علماء حنفیہ استدلال کرتے ہیں اور وہ بے اصل محض ہیں انمیں سے ہے اثر علی
قال من قرا خلف الامام فقد اخطا الفطرۃ زیلعی تخریج ہدایہ میں فرماتے ہیں اثر آخر رواہ ابن ابی شیبۃ
وعبدالرزاق فی مصنفیہما من حدیث علی قال من قرا خلف الامام فقد اخطا الفطرۃ واخرجہ الدارقطنی
فی سننہ من طرق وقال لا یصح اسنادہ وقال ابن حبان فی کتاب الضعفاء ہذا یرویہ عبداللہ بن ابی
لیلی الانصاری عن علی وہو باطل ویکفی فی بطلانہ اجماع المسلمین علی خلافہ واہل الکوفۃ انما اختاروا
ترک القراءۃ خلف الامام فقط لا انہم لم یجیزوہ وابن ابی لیلی ہذا رجل مجہول انتہی حافظ ابن حجر تخریج ہدایہ
میں لکھتے ہیں وعن علی من قرا خلف الامام فقد اخطا الفطرۃ اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعبدالرزاق و
والدارقطنی موقوفا وضعفہ البخاری فی جزء القراءۃ وقال ابن حبان فی ترجمۃ عبداللہ بن ابی لیلی من
الضعفاء ہذا باطل انتہی جزء القراءۃ میں ہے وقال البخاری وروی علی بن صالح عن ابن الاصبہانی

عن المختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی عن ابیہ عن علیؓ من قرا خلف الامام فقد اخطا الفطرۃ وہذا لا یصح لانہ
لا یعرف المختار، ولا یدری انہ سمعہ من ابیہ ام لا وابوہ من علی ولا یحتج اہل الحدیث بمثلہ وحدیث الزہری
عن عبد اللہ بن ابی رافع عن ابیہ اول واصح انتہی میں کہتا ہوں کہ حدیث زہری جسکو بیان اول وصحیح
کہا ہے وہ حدیث جزء القراءۃ کے اول میں مذکور ہے لفظ اُسکا یہ ہے حدثنا محمود قال حدثنا محمد
بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ الجعفی البخاری قال حدثنا عثمان بن سعید سمع عبید اللہ بن عمرو عن اسحق بن
راشد عن الزہری عن عبد اللہ بن ابی رافع مولی بنی ہاشم حدثہ عن علی بن ابی طالبؓ اذا لم یجہر الامام
فی الصلوات فاقرء بام الکتاب وسورۃ اخری فی الاولیین من الظہر والعصر وبفاتحۃ الکتاب فی الاخرین
من الظہر والعصر وفی الآخرۃ من المغرب وفی الآخرین من العشاء، اور دوسری جگہ جزء القرءۃ میں اس
حدیث کو اس لفظ سے لائے ہیں حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا آدم ثنا شعبۃ
ثنا سفیان بن حسین سمعت الزہری عن ابی رافع عن علی بن ابی طالبؓ انہ کان یامر ویحب ان یقرء
خلف الامام فی الظہر والعصر بفاتحۃ الکتاب وسورۃ سورۃ فی الاخرین بفاتحۃ الکتاب انتہی دارقطنی
اس حدیث کو اپنی سنن میں چار طرق سے لائے ہیں اور آخر میں کہا ہذا اسناد صحیح مقصود بخاری کا
یہ ہے کہ حدیث مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی منکر غیر محفوظ ہے کیونکہ اوثق کے خلاف اسنے روایت
کی ہے مخفی نرہے کہ اثر علی چند طرق سے مروی ہے طحاوی شرح معانی الآثار میں اس طریق
سے لائے ہیں حدثنا فہد قال ثنا ابو نعیم قال سمعت محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ومر علی دار ابن الا
صبہانی قال حدثنی صاحب ہذہ الدار وکان قد قرء علی ابی عبد الرحمن عن المختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی قال
قال علیؓ من قرا خلف الامام فلیس علی الفطرۃ انتہی دارقطنی اپنی سنن میں چند طرق سے لائے ہیں لفظ
اُسکا یہ ہے حدثنا بدر بن الہیثم القاضی ثنا محمد بن اسمعیل الاحمسی ثنا وکیع عن علی بن صالح عن ابن الا
صبہانی عن المختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی عن ابیہ قال علی رضی اللہ عنہ من قرا خلف الامام فقد اخطاء
الفطرۃ حدثنا ابن مخلد ثنا الحسانی ثنا وکیع مثلہ خالفہ قیس وابن ابی لیلی عن ابن الاصبہانی ولا یصح اسنادہ
حدثنا احمد بن محمد بن سعید ثنا الحسین بن عبد الرحمن بن محمد الازدی ثنا عمی عبد العزیز بن محمد ثنا قیس
عن عبد الرحمن بن الاصبہانی عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال قال علی بن ابی طالبؓ من قرا خلف
الامام فقد اخطاء الفطرۃ خالفہ ابن ابی لیلی فقال عن ابن الاصبہانی عن المختار عن علی ولا یصح حدثنا
احمد بن محمد بن سعید ثنا احمد بن یحیی بن المنذر من اصل کتاب ابیہ ثنا قیس عن عمار الدہنی عن عبد الرحمن
بن ابی لیلی قال قال علیؓ من قرا خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ حدثنا عثمان بن احمد الدقاق ثنا محمد

بن الفضل بن سلمہ ثنا احمد بن یونس ثنا عمرو بن عبد الغفار ابو شہاب الحسن بن صالح عن ابن ابی لیلیٰ عن عبد الرحمن بن الاصبہانی عن المختار بن عبد اللہ ان علیا قال انما یقرء خلف الامام من لیس علی الفطرۃ حدثنا محمد بن مخلد الصاغانی ثنا ابو النضر ثنا شعبۃ عن ابن ابی لیلیٰ اخبرنی رجل انہ سمع اباہ یحدث عن علی قال لیس علی الفطرۃ من قرء خلف الامام حدثنا محمد بن مخلد ثنا علی بن داود ثنا شعبۃ عن ابن ابی لیلیٰ اخبرنی رجل انہ سمع اباہ یحدث عن علی نحوہ انتہی روایت طحاوی میں ایک راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ہیں انکے ترجمہ میں تقریب میں ہے صدوق سیئ الحفظ جدا انتہی کاشف میں ہے قال احمد سیئ الحفظ وقال ابو حاتم محلہ الصدق انتہی ترغیب و ترہیب میں ہے صدوق امام ثقۃ ردی الحفظ کثیرا کذا قال الجمہور فیہ وقال ابن حبان کان ردی الحفظ فاحش الخطاء فکثر المناکیر فی حدیثہ فاستحق الترک ترکہ احمد ویحییٰ کذا قال انتہی میزان میں ہے سیئ الحفظ قال احمد مضطرب الحدیث وقال شعبۃ ما رایت اسوء من حفظہ وقال یحییٰ القطان سیئ الحفظ جدا وقال یحییٰ بن معین لیس بذاک وقال النسائی لیس بالقوی وقال الدارقطنی ردی الحفظ کثیر الوہم وقال ابو احمد الحاکم عامۃ احادیثہ مقلوبۃ وقال یحییٰ العلی المحاربی طرح زائدۃ حدیث ابن ابی لیلیٰ وقال ابن حبان ولاہ یوسف بن عمر القضاء بالکوفۃ ومات سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وکان ردی الحفظ فاحش الخطاء فکثر المناکیر فی حدیثہ فاستحق الترک ترکہ احمد ویحییٰ قلت لم نرہم ترکاہ بل لیناہ انتہی خلاصہ میں ہے قال ابو حاتم محلہ الصدق شغل بالقضاء فساء حفظہ وقال النسائی لیس بالقوی انتہی

اور ایک راوی مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلیٰ ہے میزان میں اسکے ترجمہ میں ہے مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلیٰ عن ابیہ عن علی قال ابو حاتم منکر الحدیث قلت حدیثہ فی القراءۃ خلف الامام رواہ عنہ ابن الاصبہانی قالہ ابن حبان ثم قال فلا ادری اہو المعتمد لذلک او ابوہ انتہی اور ایک راوی عبد اللہ بن ابی لیلیٰ ہے اسکے ترجمہ میں میزان میں ہے عبد اللہ بن ابی لیلیٰ عن علی لا یعرف والخبر منکر روی عنہ ابنہ المختار انتہی طرق مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث مضطرب ہے کیونکہ بعض طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن الاصبہانی مختار سے روایت کرتا ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار بواسطہ اپنے باپ کے حضرت علیؓ سے روایت کرتا ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا واسطہ باپ کے روایت کرتا ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی حضرت علی سے عبد اللہ بن ابی لیلیٰ ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رجل مبہم ہے۔ اور اُن میں سے ہے اثر زید بن ثابت کا من قرء خلف الامام فلا صلوۃ لہ جزء القراءۃ میں ہے قال البخاری وروی عمرو بن موسی بن سعد

عن زید بن ثابت قال من قرء خلف الامام فلا صلوۃ له ولا یعرف لھذا الاسناد سماع بعضھم من بعض ولا یصح مثله انتھی امام محمد موطا میں اس اثر کو لائے ہیں لفظ اُسکا یہ ہے قال محمد اخبرنا داؤد بن سعد بن قیس حدثنا عمرو بن محمد بن زید عن موسی بن سعد بن زید بن ثابت یحدثه عن جده انه قال من قرا خلف الامام فلا صلوۃ له انتھی امام الکلام میں ہے والثالث ان کثیرا من تلک الآثار مما لا یصح بسنده کاثر زید بن ثابت قال ابن عبد البر قول زید بن ثابت من قرا خلف الامام فصلوته تامة ولا اعادة یدل علی فساد ما روی عنه انتھی ملخصا علاوہ اسکے امام محمد غیر مالک میں بالاتفاق ضعیف ہیں اور اُن میں سے ہے اثر سعد وددت ان الذی یقرا خلف الامام فی فیه جمرة انتھی جزء القراءة میں ہے وروی داؤد بن قیس عن ابن بجاد رجل من ولد سعد عن سعد وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیه جمرة وھذا مرسل ابن بجاد لم یعرف ولا سمی انتھی امام الکلام میں بعد نقل اثر زید بن ثابت کے مرقوم ہے وکاثر سعد وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیه جمرة قال ابن عبد البر حدیث منقطع لا یصح ولا نقله ثقة انتھی موطا امام محمد میں ہے قال محمد اخبرنا داؤد بن قیس الفرار المدنی اخبرنی بعض ولد سعد بن ابی وقاص انه ذکر له ان سعدا قال وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیه جمرة انتھی میں کہتا ہوں کہ قطع نظر اس حدیث کے انقطاع کے امام محمد غیر مالک میں بالاتفاق ضعیف ہیں اور اُن میں سے ہے اثر عمر بن الخطابؓ کا قال لیت فی فم الذی یقرء خلف الامام حجرا اخرجه الامام محمد فی موطاه عن داؤد بن قیس انا محمد بن عجلان ان عمر بن الخطابؓ قال لیت الخ اس کی سند میں محمد بن عجلان ضعیف ہے میزان میں ہے قال الحاکم اخرج له مسلم فی کتابه ثلثة عشر حدیثا کلھا شواھد وقد تکلم المتاخرون من ائمتنا فی سوء حفظه قلت والثلثة المسمون اے مالک وشعبة ویحیی القطان قل ما رووا عنه قال یحیی القطان کان مضطربا فی حدیث نافع وقال عبد الرحمن بن القاسم قیل لمالک ان ناسا من اهل العلم یحدثون قال من هم فقیل له ابن عجلان فقال لم یکن ابن عجلان یعرف ھذه الاشیاء ولم یکن عالما انتھی تذکرة الحفاظ میں ہے وفی حفظه شیء لم یحتج الشیخان بمحمد انتھی ترمذی کتاب العلل میں لکھتے ہیں وھکذا تکلم بعض اهل الحدیث فی سھیل بن ابی صالح ومحمد بن اسحق وحماد بن سلمة ومحمد بن عجلان واشباه ھؤلاء من الائمة انما تکلموا فیھم من قبل حفظھم فی بعض ما رووا وقد حدث عنھم الائمة انتھی مقدمہ فتح میں ہے محمد بن عجلان المدنی صدوق مشهور فیه مقال من قبل حفظه له مواضع معلقة انتھی کاشف میں ہے وثقه احمد وابن معین وقال غیرھما سیئ الحفظ انتھی علاوہ اسکے محمد بن عجلان کو حضرت عمرؓ

سے سماع نہیں ہے بس یہ حدیث منقطع ہوئی اور امام محمد اس اثر کو موطا میں غیر مالک سے روایت
کرتے ہیں اور وہ غیر مالک ہیں بالاتفاق ضعیف ہیں پھر یہ اثر شاذ بھی ہے کیونکہ محمد بن عجلان نے
کل ثقات کے خلاف یہ روایت کی ہے جزء القراءة میں ہے حدثنا محمود ثنا البخاری قال
وقال لنا محمد بن یوسف ثنا سفیان عن سلیمان الشیبانی عن جواب التیمی عن یزید بن شریک قال
سالت عمر بن الخطابؓ اقرء خلف الامام قال نعم قلت وان قرأت یا امیر المومنین قال وان
قرأت واخرجه الدارقطنی فی سننہ من وجہین وقال بعد الاول رواته کلهم ثقات وبعد الآخر هذا اسناد
صحیح والطحاویؒ اور ان میں سے ہے اثر ابن مسعود کا قال لیت الذی یقرء خلف الامام ملئ فوه
نارا اخرجه الطحاوی عن ابی بکرة نا ابو داود نا حدیج بن معاویة عن ابی اسحق عن علقمة عن ابن مسعود قال
لیت اه واخرج عن حسین بن النضر نا ابو نعیم نا سفیان عن الزبیر عن ابراهیم عن علقمة نحوه انتهی اور
جزء القراءة میں ہے وروی ابو حباب عن سلمة بن کهیل عن ابراهیم قال عبد الله وددت ان
الذی یقرء خلف الامام ملئ فوه شاذ وهذا مرسل لا یحتج به وخالفه ابن عون عن ابراهیم عن الاسود
وقال رضفا ولیس هذا من کلام اهل العلم بوجوه اما احدها قال النبی صلعم لا تلاعنوا بلعنة الله ولا بالنار
ولا تعذبوا بعذاب الله والوجه الآخر انه لا ینبغی لاحد ان یملا افواه اصحاب رسول الله صلعم
مثل عمر بن الخطابؓ وابی بن کعب وحذیفة ومن ذکرنا رضفا ولا نتنا ولا ترابا والوجه الثالث اذا
ثبت الخبر عن النبی صلعم واصحابه فلیس فی الاسود ونحوه حجة قال ابن عباس ومجاهد لیس احد بعد النبی
صلعم الا یوخذ من قوله ویترک الا النبی صلعم وقال حماد وددت ان الذی یقرء خلف الامام ملئ فوه
سکرا انتهی اور زیلعی تخریج ہدایہ میں ملخص کلام بخاری میں لکھتے ہیں واحتج ایضا بحدیث رواه ابو حباب
عن سلمة بن کهیل عن ابراهیم قال قال عبد الله وددت ان الذی یقرء خلف الامام ملئ فوه نتنا
قال وهذا مرسل لا یحتج به وخالفه ابن عون عن ابراهیم عن الاسود وقال رضفا وهذا کله لیس من کلام
اهل العلم لوجهین احدهما قول النبی صلعم لا تلاعنوا بلعنة الله ولا بالنار ولا تعذبوا بعذاب الله فکیف
یجوز لاحد ان یقول فی الذی یقرء خلف الامام جمرة والجمرة من عذاب الله الثانی انه لا یحل لاحد
ان یتمنی ان یملا افواه اصحاب رسول الله صلعم مثل عمر بن الخطابؓ وابی بن کعبؓ وحذیفةؓ وعلی ابن
ابی طالبؓ وابی هریرةؓ وعائشةؓ وعبادة بن الصامت وابی سعید الخدری وعبد الله بن عمرو فی
جماعة آخرین ممن روی عنهم القراءة خلف الامام رضفا ولا نتنا ولا ترابا انتهی حافظ ابن حجر تخریج
ہدایہ میں لکھتے ہیں وعن ابراهیم قال عبد الله وددت ان الذی یقرء خلف الامام ملئ فوه نتنا.

ذکرہ البخاری فی جزء القراءۃ قال وفی روایۃ رضفا واما حدیث ابن مسعود فلا یصح ولا یشبہ کلام اہل
العلم لانہ لایحل لاحد ان یتمنی ان یملأ افواہ اصحاب رسول اللہ صلعم کعمرو حذیفۃ وابی وعائشۃ
رضفا ولا عتنا انتہی وقال فی التعلیق الممجد فیہ انہ لاباس بامثال ہذا الکلام للتہدید والتشدید
والتعذیب بعذاب اللہ ممنوع لاالتہدید بہ فالاولی ان یتکلم فی اسانید ہذہ الآثار الدالۃ علی امثال
ہذہ التشدیدات فان صحت تحمل علی القراءۃ مع قراءۃ الامام الذی یوجب ترک امتثال قولہ تعالی
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا وحدیث واذا قرأ فانصتوا لئلا یحصل التخالف بین الآثار و
الاخبار انتہی میں کہتا ہوں کہ طحاوی کی سند اول میں کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ ایک راوی اسمیں
ابو اسحاق ہیں وہ مدلس ہیں سندی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں ان ابا اسحاق اختلط بآخر عمرہ وکان
مدلسا انتہی اور یہاں ساتھ عن کے اُسنے روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس کا غیر مقبول ہی
دوم ابو اسحاق مختلط ہے مقدمہ فتح میں ہے عمرو بن عبد اللہ بن ابی اسحاق السبیعی احد الاعلام
الاثبات قبل اختلاطہ ولم ار فی البخاری من الروایۃ عنہ الا عن القدماء من اصحابہ کالثوری وشعبۃ
لا عن المتاخرین کابن عیینۃ وغیرہ انتہی تقریب میں ہے اختلط بآخرہ انتہی اور یہاں راوی اُس
سے خدیج بن معاویہ ہے اور اسکا اخذ قبل الاختلاط ثابت نہیں ہوا ومن یدعی فعلیہ البیان
سوم ایک راوی اسمیں خدیج بن معاویہ ہے وہ ضعیف ہی میزان میں ہے خدیج بن معاویۃ
اخو زہیر بن معاویۃ ضعفہ ابن معین والنسائی وقال ابو حاتم محلہ الصدق یکتب حدیثہ وقال البخاری
یتکلمون فی بعض حدیثہ قلت لہ عن ابی اسحاق وغیرہ وعنہ سعید بن منصور ولوین والنفیلی انتہی چہارم
ابو بکر و ابو داود کی تعیین و توثیق اسکے ذمہ ہے جو اس اثر کی صحت کا مدعی ہے۔ اور سند دوم
میں بھی کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ ایک راوی اسمیں ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی
ہی وہ ارسال بہت کرتا ہے خلاصہ میں ہے یرسل کثیرا۔ تقریب میں ہے ثقۃ الا انہ یرسل کثیرا
میزان میں ہے یرسل عن جماعۃ وقد روی عن زید بن ارقم وغیرہ ولم یصح لہ سماع من صحابی وقد قال
فیہ الشعبی ذاک الذی یروی عن مسروق ولم یسمع منہ شیئا انتہی پس جبتک کہ سماع اسکا علقمہ سے
خاص اس اثر میں ثابت نہوگا حدیث اُسکی قابل اعتبار نہیں ہے نخبۃ الفکر وغیرہ میں ہے ویرد
المدلس بصیغۃ یحتمل اللقی کعن وقال وکذا المرسل الخفی انتہی دوم اسکی سند میں سفیان ثوری ہیں
وہ مدلس ہیں تقریب میں ہے وکان ربما دلس۔ میزان میں ہے الحجۃ الثبت متفق علیہ مع انہ کان
یدلس عن الضعفاء انتہی۔ اور یہاں عن کے ساتھ انہوں نے روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس

کا مقبول نہیں، سیوم حدیث واثر کے قابل احتجاج ہونے کی تین صورتیں اول یہ کہ کسی محدث
نے جو ملتزم ہیں صحت وحسن میں سے ہے مانند بخاری ومسلم وابن خزیمہ وغیرہم کے اسکو اپنے صحاح
میں روایت کیا ہو، دوم یہ کہ کسی امام فن نے اسکی تصحیح یا تحسین کی ہو سیوم یہ کہ اُس کے
رجال کی توثیق کیجاوے اور اتصال سند ثابت کیا جاوے اور اسکا خالی ہونا شذوذ
ونکارت ودیگر اسباب قادحہ سے مبرہن کیا جاوے، اور اس اثر میں امور ثلثہ مذکورہ میں سے
ایک امر بھی تحقق نہیں ومن یدعی فعلیہ البیان، وجہ چہارم یہ ہے کہ مولفات طحاوی میں اکثر مناکیر
وشواذ وضعاف وبے اصل احادیث وآثار پائے جاتے ہیں پس اس اثر کا بھی اسی قبیل سے ہونا
مظنون ہے تنبیہ یہاں سے اس اثر کی اسانید کا حال ظاہر ہوگیا اور خود امام بخاری نے
بھی اس اثر کی نسبت فرمادیا ہذا مرسل لا یحتج بہ علاوہ اسکے جزء القرءۃ کی سند میں یحیی بن ابی
حیہ کلبی ابو جناب واقع ہیں تقریب میں انکی نسبت لکھا ہے ضعفوہ لکثرۃ تدلیسہ میزان میں ہے قال
یحیی القطان لا استحل ان اروی عنہ وقال النسائی والدارقطنی ضعیف وقال ابو زرعۃ صدوق یدلس
قال عثمان ہو ضعیف وقال الفلاس متروک انتہی مختصا پس یہ قول صاحب تعلیق کا فالاولی ان یتکلم
فی اسانید ہذہ الآثار کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ اسانید میں تکلم سے ان کا ضعف ظاہر ہوا اور اُن
میں سے ہے قول علقمہ بن قیس کا لان اعض علی جمرۃ احب الی من ان اقرء خلف الامام اخرجہ الامام محمد
فی موطاہ عن بکیر بن عامر نا ابراہیم النخعی عن علقمہ بن قیس قال لان اعض الحدیث اس میں کلام ہے
بچند وجوہ اول امام محمد غیر مالک میں بالاجماع ضعیف ہیں دوم بکیر بن عامر بجلی ضعیف ہیں میزان میں
ہے ضعفہ ابن معین والنسائی وقال ابو زرعۃ لیس بقوی وقال احمد لیس بذاک انتہی تقریب میں ہے
بکیر بن عامر البجلی ابو اسمعیل الکوفی ضعیف انتہی خلاصہ میں ہے ضعفہ ابن معین والنسائی انتہی سیوم
ابراہیم نخعی کی عادت ارسال خفی کی ہے اور مرسل خفی مانند مدلس کے غیر مقبول ہے اور اُن
میں سے ہے اثر ابن مسعود کا قال انصت للقراءۃ فان فی الصلوۃ شغلا وسیکفیک ذاک الامام
اخرجہ الطحاوی ولفظہ ہکذا حدثنا ابن مرزوق قال ثنا الخصیب قال ثنا وہب بن خالد عن
عن منصور بن المعتمر عن ابی وائل عن ابن مسعود قال الحدیث اسکی سند میں خصیب بن عبد الرحمن
جزری واقع ہے وہ ضعیف ہے تقریب میں ہے صدوق سیئ الحفظ خلط باخرہ ورمی بالارجاء
انتہی میزان میں ہے ضعفہ احمد وقال مرۃ لیس بقوی وقال ابو حاتم تکلم فی سوء حفظہ انتہی ملخصا
اس اثر کی دوسری سند شرح معانی الآثار میں یہ ہے حدثنا مبشر بن الحسن قال ثنا ابو عاصم او

ابو جابر وفی نسخۃ ابو عامر بدل ابی عاصم انا رشک عن شعبۃ عن منصور عن ابی وائل عن عبداللہ مثلہ اسکے
دوسرے راوی میں شک ہے کہ وہ ابو عاصم ہے یا ابو عامر یا ابو جابر اگر ابو عامر ہے تو وہ ضعیف
ہے تقریب میں ہے صالح بن رستم المزنی مولاہم ابو عامر الخزاز بمعجمات البصری صدوق کثیر الخطا
انتہی میزان میں ہے روی عباس عن یحییٰ ضعیف وکذا ضعفہ ابو حاتم وقال ابن ابی شیبۃ سالت
ابن المدینی عنہ فقال کان یحدث عن ابن ابی ملیکۃ کان ضعیفا لیس بشئی انتہی اور اگر کوئی دوسرا ابو
عامر ہے تو اسکی تعیین وتوثیق چاہیے اور اگر ابو جابر ہے تو وہ کذاب ہے میزان میں ہے
قال احمد منکر الحدیث جدا وعن مالک قال کذا اتہمہ بالکذب وقال ابن معین لیس بثقۃ حدث عنہ
ابن ابی ذئب وروی عباس عن یحییٰ کذاب وقال النسائی وغیرہ متروک الحدیث انتہی اور اگر کوئی
دوسرا ابو جابر ہے تو اسکی تعیین وتوثیق چاہیئے اور اگر ابو عاصم ہے تو ضعیف ہے تقریب میں
ہے ابو عاصم العبادانی البصری اسمہ عبداللہ بن عبیداللہ او بالعکس ویقال ابن عبد بغیر اضافۃ لین
الحدیث میزان میں ہے لیس بحجۃ یاتی بالعجائب قال العقیلی منکر الحدیث انتہی اور اگر کوئی دوسرا
ابو عاصم ہے تو اسکی تعیین وتوثیق چاہیے علاوہ اسکے مبشر بن الحسن کی تعیین وتوثیق ضروری ہے اس
اثر کی تیسری سند شرح معانی الآثار میں یہ ہے عن روح بن الفرج نا یوسف بن عدی نا ابو الاحوص
عن منصور عن ابی وائل عنہ نحوہ اسکے سب رواۃ کی تعیین وتوثیق چاہیے ودونہ لایقبل اسکی
دو سند اور بھی ہیں جنکو امام محمد اپنی موطا میں لائے ہیں اول یہ ہے عن سفیان بن عتبۃ عن
منصور بن المعتمر عن ابی وائل قال سئل عبداللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف الامام اہ اسمیں امام محمد
ضعیف ہیں اور سفیان بن عیینہ مدلس ہیں دوم یہ ہے عن سفیان الثوری نا منصور عن ابی وائل
انہ قال اہ اسمیں بھی امام محمد ضعیف ہیں علاوہ اسکے ابن مسعود سے قراءۃ خلف الامام بھی منقول ہے
جزء القرءۃ میں ہے وقال ابو مریم سمعت ابن مسعود رض یقرء خلف الامام وقال ابو وائل عن ابن
مسعود انصت للامام وقال ابن المبارک دل ان ہذا فی الجہر وانما یقرء خلف الامام فیما سکت الامام
انتہی اور نیز جزء القرءۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال وقال لنا اسمعیل بن ابان
ثنا شریک عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابی مریم سمعت ابن مسعود رض یقرء خلف الامام انتہی اسکے
سب رواۃ ثقات ہیں سوائے شریک بن عبداللہ النخعی کے کہ وہ مختلف فیہ ہے بخاری اسکی
حدیث کو تعلیقا و مسلم متابعۃ لائے ہیں راجح یہ ہے کہ اسکی حدیث حسن ہے مقدمہ فتح الباری
میں ہے شریک بن عبداللہ النخعی الکوفی القاضی مختلف فیہ و مالہ سوی موضع واحد فی البخاری انتہی

میزان میں ہے شریک بن عبد اللہ النخعی ابو عبد اللہ الکوفی القاضی الحافظ الصادق احد الائمۃ اور نیز میزان میں ہے قلت قد کان شریک من اوعیۃ العلم حمل عنہ اسحاق الازرق تسعۃ آلاف حدیث وقال النسائی لیس بہ باس وقد اخرج مسلم لشریک متابعۃ انتہی حافظ عبد العظیم منذری ترغیب و ترہیب میں لکھتے ہیں قال النسائی لا باس بہ وقال ابن المبارک ہو اعلم بحدیث الکوفیین من الثوری ووثقہ ابن معین وغیرہ وقال معاویۃ بن صالح سالت احمد عن شریک فقال کان عاقلا صدوقا محدثا واخرج لہ مسلم فی المتابعات وحسن الترمذی حدیثہ انتہی کاشف میں ہے وثقہ ابن معین وقال غیرہ سیئ الحفظ وقال س لا باس بہ وہو اعلم بحدیث الکوفیین عن الثوری قالہ ابن المبارک انتہی اور اُن میں سے ہے اثر عبد اللہ بن مسعود کا لا یقرأ خلف الامام فیما یجہر فیہ وفی ما یخافت فیہ فی الاولیین ولا فی الاخریین واذا صلی وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ ولا یقرأ فی الاخریین شیئا اخرجہ الامام محمد فی موطاہ ولفظہ ہکذا عن محمد بن ابان القرشی عن حماد عن ابراہیم النخعی عن علقمۃ بن قیس عن ابن مسعود کان لا یقرأ اہ اسکی سند میں محمد بن ابان قرشی ضعیف ہے میزان میں ہے محمد بن ابان بن صالح القرشی ویقال لہ الجعفی الکوفی حدث عن زید بن اسلم وغیرہ ضعفہ ابو داؤد وابن معین وقال البخاری لیس بالقوی وقیل کان مرجیا انتہی لسان المیزان میں ہے قال النسائی محمد بن ابان بن صالح القرشی کوفی لیس بثقۃ وقال ابن حبان ضعیف وقال احمد لم یکن ممن یکذب وقال ابن ابی حاتم سالت ابی عنہ فقال لیس بالقوی یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ وقال البخاری فی التاریخ یتکلمون فی حفظہ لا یعتمد علیہ انتہی۔ دوسرا راوی حماد بن ابی سلیمان ہے تقریب میں ہے حماد بن ابی سلیمان مسلم الاشعری مولاہم ابو اسمعیل الکوفی فقیہ صدوق لہ اوہام رمی بالارجاء انتہی میزان میں ہے تکلم فیہ للارجاء قال ابو حاتم صدوق لا یحتج بہ مستقیم فی الفقہ فاذا جاء الاثر شوش عن الاعمش قال حدثنی حماد بحدیث عن ابراہیم وکان غیر ثقۃ قال الاعمش مرۃ ثنا حماد و ما کنا نصدقہ انتہی ملخصا تیسرا راوی اسمیں ابراہیم نخعی ہے اوسکی عادت ارسال خفی کی ہے علاوہ اسکے امام محمد غیر مالک میں ضعیف ہیں اور اون میں سے ہے حدیث عبد اللہ بن عمرو زید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ کی قالوا لا تقرؤا خلف الامام فی شیئ من الصلوات اخرجہ الطحاوی ولفظہ ہکذا حدثنا یونس قال ثنا ابن وہب قال اخبرنی حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن عبید اللہ بن مقسم انہ سال عبد اللہ بن عمرو زید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ الحدیث اسکی سند میں ایک راوی یونس بن عبد الاعلی ابو موسی الصدفی ہے وہ منفرد ہوا ہے شافعی سے ساتھ حدیث لا مہدی الا ابن مریم وہو منکر جدا کذا فی المیزان دوسرا راوی ابن وہب ہے وہ مجہول

نے تقریب میں ہے ابن وہب بن منبہ مجہول من السادستہ وکان لوہب ثلثۃ اولاد عبد اللہ وعبد الرحمن
وایوب انتہی میزان میں ہے ابن وہب بن منبہ عن ابیہ لایعرف وعنہ ابو بکر بن عیاش فبنو وہب عبد اللہ و
عبد الرحمن وایوب ولیسوا بالمشہورین انتہی ایک راوی اسمیں بکر بن عمرو المعافری ہے میزان میں ہے
قال ابو حاتم الرازی شیخ وقال الدارقطنی یعتبر بہ وقال ابو عبد اللہ الحاکم ینظر فی امرہ انتہی مقدمہ فتح میں ہے
قال ابو حاتم شیخ وقال احمد یروی لہ وقال الدارقطنی یعتبر بہ قلت لہ فی البخاری حدیث واحد فی التفسیر وہو
حدیثہ عن بکیر بن الاشج عن نافع عن ابن عمر فی ذکر علی وعثمان وہو متابعۃ وقد اخرجہ البخاری من طریق اخری
انتہی - اور اُن میں سے ہے حدیث جابر بن عبد اللہ کی اخرجہ الطحاوی ایضا بہذا السند حدثنا یونس قال ثنا ابن وہب
قال اخبرنی مخرمۃ عن ابیہ عبید اللہ بن مقسم قال سمعت جابر بن عبد اللہ ثم ذکر الحدیث مثل ذلک اسکی سند میں
بہی یونس اور ابن وہب ہے اونکا حال ابہی معلوم ہوا - اور مخرمہ بن بکیر ہے اسکی نسبت تقریب میں ہے
مخرمۃ بن بکیر بن عبد اللہ بن الاشج ابو المسور المدنی صدوق وروایتہ عن ابیہ وجادۃ من کتابہ قالہ احمد وابن
معین وغیرہما وقال ابن المدینی سمع عن ابیہ قلیلا انتہی - میزان میں ہے قال النسائی لیس بہ باس و فی
نسخۃ لیس بثقۃ وقال احمد ثقۃ ولم یسمع عن ابیہ وقال ابن معین ضعیف سعید بن ابی مریم سمعت خالی
موسی بن سلمۃ قال اتیت مخرمۃ بن بکیر فسالتہ یحدثنی عن ابیہ قال ما سمعت خالی عن ابی شیئا انما ہذہ کتب
وجدناہا عندنا عنہ ما ادرکت ابی الا وانا غلام وفی لفظ لم اسمع من ابی وہذہ کتبہ وقال علی بن المدینی سمعت
معنا یقول مخرمۃ سمع من ابیہ وعرض علیہ ربیعۃ اشیاء من رای سلیمان بن یسار
قال علی فلا اظن سمع من ابیہ کتاب سلیمان لعلہ سمع الشئ الیسیر ولم اجد احدا
بالمدینۃ یخبرنی عن مخرمۃ انہ کان یقول فی شئ سمعت ابی قال علی ومخرمۃ ثقۃ
عباس عن ابن معین قال مخرمۃ ضعیف الحدیث لیس بشئ یقولون ان حدیثہ
عن ابیہ کتاب انتہی - اور ان میں سے ہے اثر زید بن ثابت کا لاتقرأ خلف الامام
فی شئ من الصلوۃ اخرجہ الطحاوی وسندہ ہکذا حدثنا یونس بن عبد الاعلی قال
انا عبد اللہ بن وہب قال اخبرنی مخرمۃ بن بکیر عن ابیہ عن عطاء بن یسار عن
زید بن ثابت اہ اس سند میں بہی یونس اور ابن وہب اور مخرمۃ بن بکیر ہیں
وقد عرفت ما فیہم من الکلام اور ایک سند اس اثر کی شرح معانی الآثار میں
یہ ہے حدثنا فہد قال ثنا علی بن معبد قال ثنا اسمعیل بن ابی کثیر عن یزید بن
قسیط عن عطاء بن یسار عن زید مثلہ انتہی اسکی سند میں علی بن معبد بن نوح

بغدادی ہے میزان میں ہے علی بن معبد بن نوح البغدادی نزل مصر روی عن روح وابی
بدر وخلق وعنہ ہیں والطحاوی وعدة قال العجلی ثقة صاحب سنة کان ابوه والیا علی طرابلس
المغرب وقال ابن ابی حاتم صدوق وقال ابو بکر الجعابی کان عندہ عجائب انتہی اور فہد بن
بن سلیمان بن یحیی کا حال معلوم نہیں مدعی صحت یا حسن کے ذمہ پر ہے اسکی تعیین وتوثیق
ودونہ خرط القتاد اور اُن میں سے ہے حدیث ابوحمزہ قال قلت لابن عباس اقرء
والامام بین یدی فقال لا اخرجہ الطحاوی وسندہ ہذا حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابو صالح
الحرانی قال ثنا حماد بن حماد بن سلمة عن ابی حمزة الحدیث اسکی سند میں ایک ابراہیم ابن ابی
داؤد ہے اسکی تعیین وتوثیق چاہیے دوسرا حماد بن سلمہ بن دینار ہے اس کا حفظ
آخر میں متغیر ہوگیا تھا التقریب میں ہے حماد بن سلمة بن دینار البصری ابو سلمة ثقة عابد
اثبت الناس فی ثابت وتغیر حفظہ بآخرہ انتہی میزان میں ہے کان ثقة لہ اوہام مقدمہ
فتح میں ہے ساء حفظہ فی الآخر انتہی تیسرا ابوحمزہ ثابت بن ابی صفیہ ثمالی ہے تقریب میں
ہے کوفی ضعیف رافضی انتہی میزان میں ہے قال احمد وابن معین لیس بشئ وقال
ابو حاتم لین الحدیث وقال النسائی لیس بثقة قال عبد اللہ بن موسی کنا عند ابی حمزة الثمالی فحضرہ
ابن المبارک فذکر ابو حمزة حدیثا فی ذکر عثمان فقال من عثمان فقام ابن المبارک ومزق ماکتب قلت
وعدہ السلیمانی فی قوم من الرافضة انتہی اور اُن میں سے ہے حدیث عبد اللہ بن عمر کان
اذا سئل ہل یقرء احد خلف الامام یقول اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراءة
الامام وکان عبد اللہ لا یقرء خلف الامام اخرجہ الطحاوی وسندہ ہذا حدثنا یونس
قال ثنا ابن وہب ان مالکا حدثہ عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان الحدیث اسکی
سند میں یونس اور ابن وہب ہے وقد عرفت ما فیہما من الکلام تنبیہ مخفی
نرہے کہ یونس بن عبد الاعلی بن میسرة الصدفی ابو موسی البصری اگرچہ حدیث لا مہدی
الا ابن مریم کی روایت کے ساتھ ہے کہ نہایت منکر ہے منفرد ہوا ہے مگر اسکی
توثیق بہت ائمہ نے کی ہے میزان میں ہے عن ابن عیینة وابن وہب وعنہ ابن
خزیمة وابو عوانة وخلق وثقہ ابو حاتم وغیرہ ولعنوا بالحفظ والعقل انتہی تقریب میں ہے
یونس م س ق بن عبد الاعلی بن میسرة الصدفی ابو موسی البصری ثقة انتہی خلاصہ میں ہے احد الاعلام
عن ابن عیینة والشافعی وابن وہب وطائفة وعنہ (م س ق) قال یحیی بن حسان رکن من

ارکان الاسلام انتہی حاشیہ خلاصہ پر تہذیب سے منقول ہے وقال النسائی
وابو حاتم ثقۃ انتہی تذکرۃ الحفاظ میں ہے یونس بن عبد الاعلی عالم الدیار المصریۃ
الامام ابو محمد موسی الصدفی الحافظ المقری الفقیہ مولدہ فی آخر سنۃ سبعین ومائۃ قرء القرآن
علی ورش وغیرہ وسمع من سفیان بن عیینۃ والولید بن مسلم وابن وہب ومعین بن عیسی
وابی ضمرۃ والشافعی وتفقہ بالشافعی اخذ عنہ القراءۃ اسامۃ التجیبی وابن خزیمۃ وابن جریر الطبری
حدث عنہ مسلم س ق وابو بکر بن زیاد وابن ابی حاتم وابو الطاہر المدینی وخلائق روی عن
الشافعی ما رایت بمصر احدا اعقل من یونس وقال یحیی بن حسان ہو رکن من ارکان الاسلام
وقال س وغیرہ ثقۃ وقال ابن ابی حاتم سمعت ابی یوثق یونس ویرفع من شانہ قلت لہ
حدیث منکر عن الشافعی قرات علی محمد بن الحسین القرشی وعلی بن احمد العلوی وبحر بن احمد الحذامی
قالوا انا محمد بن عماد انا ابن جماعۃ انا ابو الحسن الخلعی انا عبد الرحمن بن عمر انا ابو الطاہر المدینی انا
یونس بن عبد الاعلی عن الشافعی عن محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس
عن النبی صلعم قال لا یزداد الامر الا شدۃ ولا الدنیا الا ادبارا ولا الناس الا شحا ولا
تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس ولا مہدی الا عیسے بن مریم اخرجہ ابن ماجۃ عن یونس
توفی فی ربیع الاول سنۃ اربع وستین ومائتین رحمہ اللہ انتہی میزان میں ہے محمد بن
خالد الجندی عن ابان بن صالح روی عنہ الشافعی قال الازدی منکر الحدیث وقال
عبد اللہ الحاکم مجہول قلت حدیثہ لا مہدی الا عیسے بن مریم وہو خبر منکر اخرجہ ابن ماجۃ
ووقع لنا موافقۃ من حدیث یونس بن عبد الاعلے وہو ثقۃ تفرد بہ عن الشافعی
فقال فی روایتنا عن ہکذا بلفظ عن الشافعی وقال فی جزء عتیق بمرۃ عندی من
حدیث یونس بن عبد الاعلے قال حدثت عن الشافعی فہو علے ہذا منقطع
علے ان جماعۃ رووہ عن یونس قال ثنا الشافعی والصحیح انہ لم یسمعہ منہ وابان
بن صالح صدوق وما علمت بہ باسا لکن قیل انہ لم یسمع من الحسین ذکرہ ابن
الصلاح ثم قال محمد بن خالد شیخ مجہول قلت وقد وثقہ یحیی بن معین واللہ
اعلم وروے عنہ ثلثۃ رجال سوی الشافعی وللحدیث علۃ اخری قال البیہقی
انا الحاکم حدثنی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن یزداد المذکر عن کتابہ ثنا
عبد الرحمن بن احمد بن محمد بن الحجاج بن رشید بن

ہے اس کے متعلق تہذیب التہذیب میں ہے قال العجلی سکن مصر ثقة صاحب السنة وقال ابو حاتم کتبنا شيئا من حديثه ولم يقض لنا السماع منه وكان صدوقا قال ابو بكر الجعابي عنده عجائب وذكره ابن حبان في الثقات وقال مستقيم الحديث۔ اور اس کی سند میں فہد بن حیان النہشلی ہے اور وہ سخت ضعیف ہے قال الذہبی جرحه ابن المديني فقال ذهب الفهدان فهد بن عوف وفهد بن حيان وقال ابن حبان لا يحتج به وقال ابو حاتم ضعيف وقال ابو زرعة منكر الحديث بوجوہ مذکورہ یہ اثر بھی استدلال کے لائق نہیں ✤ ✤ ✤ ✤

خاتمہ

نحمده ونصلي على رسوله وعلى آله واصحابه واحزابه اما بعد مولانا و شیخنا رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ برہان العجاب علی فرضیۃ ام الکتاب کمال سعی وتحقیق انیق سے تحریر فرمایا ہے ہر ایک بحث آب زر سے لکھنے کے لائق ہے جسطرح مولف صاحب بے مثل تھے ایسا ہی آپکا رسالہ بے مثل ہے جس بات کا دعوی کیا تھا اس کو کما حقہ ثابت کر دکھایا ہے۔ قبل از وفات کے مولانا موصوف نے جو تالیف کر کے عنایت کیا تھا وہ ہدیہ ناظرین ہے آپکا انتقال سخت صدمہ کا باعث ہوا موت العالم موت العالم بقیہ سلف صالحین محققین کاملین میں سے آپ تھے۔ اوصاف حمیدہ واخلاق جمیلہ سے پر تھے۔ آیات اللہ میں سے ایک آیۃ تھے۔ انتیسویں جمادی الاولی ۱۳۲۶ھ ہجری کو دار فانی سے دار بقا کو رحلت فرمائی اللھم ادخله في جنة الفردوس۔ مدح کتاب و مدح مؤلف میں یہ چند اشعار لکھے گئے ہیں

ــه

هلموا واقرؤا عين الكتاب	يشيب الله في يوم الحساب
كتاب ناطق بلسان حال	انا العجب العجاب بلا ارتياب
انا البرهان من قول قديم	ومن قول الرسول المستطاب
هو الموصوف بالدر النظيم	هو التحقيق بالقول الصواب
تلألأ في دجى ليل بهيم	ويبرق نوره في كل باب
لجل الناس يقتبسون منه	وتقلع منه اقوال الكذاب
له سطر كبحر في المعاني	له لمع كلمع في الشهاب
ذكيٌ ناقد فرد الزمان	وحاسده اليوم في تباب
والقى الكيّ في قول الخصيم	وافواه المجادل كالسراب
جزاه الله في الحسنى جزاء	نعيما مكرما حسن المآب

حرره المفتقر الى الله الاحد عبده احمد سلمه الصمد صانه الله عن الشرور والحسد المبارکفوری مقیماً فی الدهلی سنة الف وثلث مائة وسبعة وعشرین من الهجرة النبویة المطهرة - ۱۲

نحمد الله الذی صب شآبیب الایادی بالکرم المادی علی العمران والبوادی - وارسل سماء الجود والعطاء مدرارًا علی الهائم والوارد والصادی - واجل نعمائه ان بعث رسولا کریمًا شمس فلك الخلق العظیم - ونحل حدیقة اللطف العمیم - هادیًا لکل مقتدٍ وقادی - و مجتد وجادی - صلی الله علیه وعلی آله واصحابه الذین هم خیر من حضر النوادی - والنجوم الدآدی - ما ترنم الحمام فوق البشام ورنب الغوانی الشوادی **وبعد** فان هذه الرسالة السلالة والعجالة العلالة - نور تلألأ من افق الصدق والدلالة - ماحیةٌ لغیهب التقلید وظلمة الضلالة ظننت انها جنّةٌ تجری من تحتها انهار السنة النبویة - وروضة تتفجر منها ینابیع التحقیقات المرضیة - تروی غلیل طالب الحق الحقیق - وتشفی من ابتلی بالبدعة وهوی فی مکان سحیق کیف لا وقد الّفه المفضال اللبیب - الذی کان فی أجام العلوم کالضرغام المهیب - العلامة الفهامة المشتهر فی نجد وتهامة - الذی باهت علی هامته تیجان المجد والفخامة - وافتخرت فوق مفرقه عمائم الفضل والکرامة - افتخر بوجوده الاقاصی والادانی **محمد بشیر السهسوانی** نور الله مرقده وبوأه دار السرور والتهانی - فلله درّهٗ حیث لم یذکر مطلبا الا ساطعًا ودلیلًا الا قاطعًا قد اصبح الطبع الیه جانفًا من رآه فقد صار هارفا قد اشیم التحقیق وتنقیح الکلام فی وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام - وافحم الالدّ الخصام - فیا ایها الطلاب للعلوم استبقوا فانها کالشمس بین النجوم - والناکب عنها هو الملوم المحروم - وقی اللهُ جمیع الناس من شر الوسواس الخناس - قاله بفمه وکتبه بقلمه الرجل المستکین - والعبد المهین - الذی لا یمیّز الغث عن السمین - ولا یفرق بین المنین والمتین - وقد نابه الحور بعد الکور - واصابه الغور غب الفور واضربه الغیض علی اثر الفیض - حتی عاد کالبیض - تدفنی مخّه وبقی الفیض - ومع ذلك لا یقنط من رحمة ربه الغفار ابو الحسن المدعو بعبد الجبار سخر الله له غزلان المقاصد والاوطار وجعله من عباده الابرار والاخیار

قال الفقير الحقير الجانی فی مرثیة البشیر السهسوانی غفر الله منزل المثانی واحله الجنان ذوات المغانی والغوانی

مالهذی العیون منهمرات ناجبات من شجوها نائحات

جائدات بادمع فائضات هامیات لموت ذی السالفات

کنظام الغرید قد سقطت منـــــه اللآلی بحمق بعض البنات

لالالف نأی ولا غربة شطّـــت ولا مثلها من الهنوات

بل لبحر العلوم قد غار فی الار ض فیا للرجال من نائبات

کان فی العلم مرجع الناس طرا والذکا آیة من الآیات

کان فی الهند کوکبا درّیا ساطعا فی حوالك الظلمات

یا لرزء الدهلی فقدا فل البد ر المنیر المضیئ فی الحفرات

کنت فینا ندبا فقیها فریدا بعد ابداء سید السادات

المعی قرم نذیر حسین صاحب المکرمات والسابقات

لحویت المیراث فرضا وتعصیـــبا علی رغمهم جمیع الجهات

ثم اصبحت تامر الناس بالعر ف وتنهاهم عن المنکرات

کنت تهدی الانام نحو رشاد ثم تغشاهم بخیر العظات

فعل الناس بعد دفنك فی التر ب علی نجهم الی الموبقات

واذا طرفه الجری جری فو ق اروض الطروس والکاغذات

خلت ان الاولی خلوا لیس فیهم غیر سبق الحیاة والوفیات

اترکت الألی قد اتصفوا با لـــعلم والفهم والذکا والثبات

لا وبالله ماترکت خبیرا عارفا بالعلوم والبیّنات

ولکم قد امطت ستر عویص کالتُها مختف عن الناظرات

فتبدّی یمیس فی حلل الــــلبسها شیخنا السمیّ السمات

وارث العلم عن بشیر نذیر ناشر الحق بین اهل الرّات

ما رأینا ولا سمعنا بحبر مشبه العلم والسّما والصفات

ببشیر محمد فی البرایا سیّد الرّسل صاحب الخارقات

نميره اذ غدا جواد اكريما   قوله كان خذ ولم يك هات

ولعمری لقد غدا العلم يبكيـ   ـه غريبا باد مع هاطلات

لم يجد صاحبا يصاحبه فی   ذی البلاد الكثيرة البدعات

عاش قرما ومات فينا حميدا   ثم ابقی الذئاب والعاديات

جعل الله لحده جنة محـ   ـتفة بالمنی وبالشهوات

ارخ ايدانه بلفظة مغفو   ر جلیٌّ المستبی العثرات

٢٦   ١٣١٣

رب فاغفر عبد العزيز وسامح   عن خطاياه واعف عن زلات

ثم ادخله فی جنانك والشيـ   ـخ مع المصطفی الجميل الصفات

نمقه الحقير اسير ذنوبه ورهين عيوبه وحليف حوبه شاكر الله فيما يمنع و يوتی ابو عبد الباری عبد العزيز الراجكوٹی تسامح الله عن اثامه واجرامه وافاض عليه سحائب افضاله وانعامه

بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله المودع فی قلوب العلماء العجائب - ومكرمهم بكشفه عليهم مخبآت الغرائب - ومنطق السنتهم بالصدق والصواب - وفاضح اعدائهم من ذوی الارتياب - المعلی كلمته وكلمة رسوله - والمسفل شبه اهل الزيغ باصوله - واكرم الصلوات وافضل التسليمات علی رسوله وصفيه المفضال - القاطع حجج اهل الاعتداء والضلال - القائل وكفی بقوله دليلا لا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرين علی من ناواهم حتی يقاتل اخرهم المسيح الدجال - وعلی سلالته الاصفياء وصحابه الاتقياء - ما ذر شارق - ونطق بالحق ناطق - ومازال اهل الحديث يناضلون المبتدعين - ويرشقون بصائب لهازمهم - وباتر صوارمهم - اعناق الخادعين - وبعد فقد آنی اوان اختطاف الازهار الزاهية - من اقوال الاسلاف الخالية - واجتناء جنی الجنة - من الاقتداء بصاحب الشريعة والسنة - واجتلاء انوار البدور - المحروم منه عمی القلوب والعور - بالتداء النير الاعظم الملقی الستور - علی شبه ذوی الفتور - اعنی بهذا كتابا ينطق بالحق الحقيق بالقبول - الآتی بكل مسئول ومأمول - المشحون بحجج الكتاب فی وجوب قراءة فاتحة الكتاب الا وهو برهان العجاب - فی فرضية فاتحة الكتاب ف لا ومؤلفه المشار اليه بالبنان - بين اهل الزمان - شيخی الاستاذ الكامل - والعالم العامل - الندس اللوذعی - الفطن الالمعی - القرم الهمام - الندب الامام - صاحب السودد والوقار - ذا المجد والفخار -

کریم الاصل والنجار۔ ذو الشرف السامی۔ والفضل الهامی۔ صاحب القدر الخطیر۔ الشهیر محمد بشیر
عفا الله من ذنوبه کل صغیر وکبیر۔ فللذی یرید الاقتداء بصاحب الشریعة ان یجعل هذا الکتاب اماما
ویجعل ما خالفه حراما۔ فلا یقربنه وان رأی فی ظاهره ما یروقه ویزینه۔ ففی باطنه ما یروعه ویشینه
فالمهمه القفر خیر من دمنة المزبلة۔ وافضل منها منزلة۔ فعلیك به فانه در نثیر۔ وجوهر خطیر۔
تظفر فیه بما لا تظفر به فی الدفاتر الکبار۔ مع ما اشتمل علیه مما سنح لخاطره الشریف۔ وذکائه اللطیف۔
وبما فضه هو من ابکار بنات الاذهان۔ لا من بنات الانسان۔ فجزاه الله الحسنی۔ والمنزل الاسنی۔ و
حف رمسه برأفته۔ وقبره برحمته۔ وجعل حفرته روضة اریضة۔ طویلة عریضة۔

انه خیر مستجیب لدعاء الغریب

سطره المعتصم بالصمد ابو البشار امیر احمد بن عزیز احمد السهسوانی اصانه الله عن مکائد الحسد ولیسر له التزود لغد

قطعہ تاریخ

ہی خدا کا فضل ہمپر بیحساب — علم کا جسنے کہ کھولا ہمپہ باب
دیکھکر نسخہ کو سب نے یہ کہا — گوہر دین نبی ہے یہ کتاب
تاقیامت سر کو گر مارے عدو — کچھ نہ اُس سے ہوسکیگا بس جواب
یاد رکھ قول نبی تو یہ شفیع — لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب
ہی ندای ہاتف غیبی یہی — نسخۂ گوہر ہے برہان العجاب

اعلان ضروری

واضح ہو کہ جب مولٰنا محمد بشیر صاحب مرحوم مغفور نے قرارت فاتحہ خلف الامام کے متعلق کمال تحقیق کیساتھ دلائل بیان فرمائے تھے شائقین کا مجمع حاضر ہوتا تھا اہل حدیث و احناف دونوں شوق سے سنتے تھے مولوی ابراہیم بن مولوی محمد حسین فقیر مرحوم بھی روزانہ آتے تھے اور مولٰنا مرحوم کی تقریر کو نوٹ کرتے جاتے تھے جب تقریر ختم ہو چکی تو مولوی ابراہیم نے اسکی تردید کیلئے علحدہ جلسہ قائم کیا حسب مشورہ احباب اونکی تقریر کو قلمبند کیا گیا و بتوفیق الٰہی اوسکا جواب باصواب لکھا گیا انشاء اللہ وہ بھی عنقریب چھپکر ہدیہ ناظرین ہوگا۔

المشتہر بشیر الدین جفت فروش دہلی چاندنی چوک۔

قطعہ تاریخ طبع کتاب برہان العجاب از رشحات خامہ معرکہ آرای سخندانی مولوی منشی سید جمیل احمد صاحب جمیل سہسوانی

عماد شرع محمد بشیر حبر نبیل — کمال علم و عمل کو تہا جنکی ذات پہ ناز
عیاں تھے بشرہ و کردار و نطق سے اونکے — تمامتر سلفِ صالحین کے انداز
شکست خصم کی تہی اونکی بائیں ہاتھ کا کہیل — مناظرہ میں وہ رکہتے تھے لبسکہ باع دراز
محقق ایسے کہ کہتے تھے اہل علم اونسے — کہ بے مثیل ہیں اس فن میں آپ بے انباز
عجیب جامع اوصاف تھے خدا بخشے — وہ نازشِ علمای عراق و ہند و حجاز
نفیس نامہ یہ چہوڑا ہے یادگار اپنی۔ — نرالے ڈہنگ ہیں تحقیق کے نئے پرواز
نظیر اوس کا جو دیکہا سنا نہیں اب تک — جہاں ہے چشم براہ اور گوش بر آواز
پئے قرارہ اُمّ الکتاب خلف امام — یہ خضر مقتدیوں کو ملا ہے بے تگ و تاز
دلائل اسکے کریگا پسند ہر منصف — مگر وہ جسکا نہیں دیدۂ بصیرت باز
بعید کیا ہی جو ہو اس سے رو براہ جہان — ہر ایک جملہ کرامت ہے ہر دلیل اعجاز
دل و نظر کو یہ بھلائے تو کیا اچنبا ہے — نفیس طبع ہوا خط کی شان ہی ممتاز
ہی اسکی طبع کی تاریخ قابل عبرت — تباہ کر نہ بلا فاتحہ وجود نماز

۱۳ ھ ۲۷

مرثیہ قدوۃ العلما زبدۃ العلما افضل علماء العصر اکمل فضلا الدہر جناب مولانا مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی از مولوی عبد الرحمن بن عبد اللہ خطیب ساکن بجوا کلان ضلع گونڈہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شور کیسا ہے یہ کیسا ہے فغاں کس لئے مغموم ہیں اہل جہاں
کس لئے ٹکڑے ہوا جاتا ہے دل آنسوؤنسے کیوں ہے یہ دریا رواں
وہ بہار اسکی کہاں جاتی رہی کس لئے مرجھا گیا ہندوستاں
مردنی چھائی ہے کیوں ہر شخص پر درد دلمیں ہے لبوں پر ہے فغاں
بزم عالم میں یہ ماتم کسکا ہے رو رہے ہیں کسکو یہ اہل زماں
دیکھکر یہ غمکدہ حیرت میں تھا کان میں آواز آئی ناگہاں
کیا تجھے ناداں خبر ابتک نہیں قصر جنت میں گیا فخر جہاں

علم کا جسکے جہاں میں شور تھا جسکو کہتے تھے بشیر سہسواں
درد اٹھتا ہے جب آجاتی ہے یاد اسکی موج علم اور طبع رواں
زہد کی اسکے نہیں کوئی مثال علم اب ویسا رہا باقی کہاں
علم منطق میں مثال اسکی نہ تھی علم حکمت میں وہ تہا شیخ زماں
تہا محدث اور مفسر اور فقیہ تہا عدیم المثل بے ریب و گماں
اسکی تہی تقریر میں تاثیر سحر اور تہا تحریر میں دریا رواں
اسکی وہ تحقیق تھی ضرب المثل مانتے تھے جسکو سب اہل جہاں
آتا سحباں بہی جو اسکے سامنے گنگ ہو جاتی وہیں اسکی زباں
وہ مناظر تہا کہ اسکے سامنے۔ بند ہو جاتا ارسطوی زماں
اس سے کہائی شیخ دجال نے شکست اس سے بہاگا تہا مسیح قادیاں
باعمل عالم نظر آتا نہیں۔ ڈھونڈنے کیواسطے جائیں کہاں
ہم گنہگار ونکو روتا چھوڑ کر۔ ہو گیا خود ساکن باغ جناں
کیوں نگاہوں میں نہ ہو دنیا سیاہ کیوں نہ ہوی نیلگوں یہ آسماں

فاضلو نہیں کس لئے ماتم نہ ہو۔ | عالمو نہیں کیوں نہو شور وفغاں
آفتاب علم اب باقی نہیں۔ | تہا منور جس سے یہ ہندوستاں
کل تھے جسکے نور سے ہم مستفید۔ | آج ہے وہ قبر کے اندر نہاں
کر دعا اللہ سے اب اے خطیب | ہاتھ اٹھا کر کہ تو اے رب جہاں
اپنی رحمت میں تو انکو لے چھپا | تھے جو بندے تیری مخلص بے گماں
رحم کی تیرے نہیں ہے انتہا | تو ہے ستار گناہ عاصیاں

ولہ

جب گئے دنیا سے جنت میں نذیر | ہو گئے قائم مقام انکے بشیر
ہاے دہلی یہ تری بد قسمتی | ہے نہیں تجھمیں نذیر و نے بشیر

ولہ

نہ رہا ہای بشیر دہلی | سو گیا ہای نصیب دہلی
ہو چکی ہای بہار دہلی | گل ہوا ہای چراغ دہلی

۱۳ ھ ۲۶

تقریظ مولوی عبد الغفار صاحب بجواوی طالب علم مدرسہ اہلحدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہاں ہیں بلبلاں باغ تحقیق | کہاں ہیں عاشقان روی تدقیق
نوا سنجان بستان شریعت | طرب سازان گلزار حقیقت

وہ غواصاں بحر علم توحید | نہیں لیتے کبھی جو نام تقلید
کہاں ہیں اسطرف تشریف لائیں | دلائل فاتحہ کے دیکھ جائیں
شریعت کا جو ہو پیرو وہ آئے - | جو ہو سنت کا دلدادہ وہ آئے
جسے تحقیق کی خواہش ہو آئے | نمازونکی صحت چاہے تو آئے
اگر جنت کا ہو طالب تو آئے | رضا اللہ کی چاہے تو آئے

اسے دیکھے یہ گلدستہ نیا ہے | گلستان ہدایت میں کھلا ہے
کہ ہر ایک سطر اسکی دلربا ہے | ہر ایک مضمون پہ اسکے دل فدا ہے
عجب انداز کا اسکا بیاں ہے | کہ دریا ایک کوزہ میں نہاں ہے
اسے دیکھو عمل اسپر کرو تم - | صحیح اپنی نمازونکو کرو تم -
اگر تم فاتحہ کو نے پڑھو گے | سمجھلو بے نمازی ہی مروگے
یہی ہے عرض مسلم کی سنو تم | ہمیشہ فاتحہ پڑھتے رہو تم

ولہ

یہ رسالہ فاتحہ کا چھپ گیا | گلشن تحقیق میں گل کھل گیا
جب ہوا تاریخ کا مجکو خیال | دی ندی ہاتف نے کہ اے پُر ملال
سوچ مت پائے طلب[1] کو توڑ ہا | اور کہدے غنچہ نادر ہوا
۲۷ ھ ۱۳

[1] پائے طلب سے مراد ہے کہ طلب کے پیر کو یعنی (ب) کو مادہ تاریخ میں زیادہ کرنا چاہیے - منہ

تمت

صحت نامہ رسالہ البرہان العجاب علی فرضیۃ ام الکتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۵	اَوَامُر	اَعَامِر	۱۶	۳	بقراوۃ	بقراءۃ
"	۱۹	لہم	لہٗ	"	۲۱	ودر	وارد
۴	۱۴	سبل	سبیل	۱۷	۱۵	مدلول	بدلول
۵	۱۶	فتقول	فنقول	۱۸	۱	قراہ	قراۃ
۶	۵	الصلواۃٗ	الصلواۃ	"	۹	کثیرہ	کثیرۃ
"	۱۵	القر	القوم	"	۱۹	انبُنی	امبنیی
۷	۱۳	اشعت	اشعث	۱۹	۸	الغرض	الفرض
"	۱۵	محاربی	محاربی ہے	"	۱۲	ترقیو	ترقبو
"	"	بعبین	تعیین	"	۱۹	المذکو	المذکور
"	۱۸	بردی	یروی	۲۰	۲۵	الوجواب	الوجوب
"	"	حدیثاً	حدیثہ	۲۲	۱۰	علی	پہلی
"	۲۰	تخرنج	تخریج	"	۱۹	المسلح	المسح
۸	۱۰	توثیق	تعین و توثیق	۲۳	۲۲	کان	قال
۸	۱۶	البیتہ	البنیۃ	"	"	لحلیتہ	لمیتہ
۸	۲۳	عمر	عمر ممن	۲۵	۱	مغرلی	معتزلی
"	۲۵	وایات	روایات	۲۶	۱۱	والتجبر	والتجبر
۹	۲۵	اتماع	استماع	"	۲۳	وکلدا	وکذا
۱۱	۱۴	فہرسلہ	فمرسلۃ	۲۷	۴	بحدیث.	بحدیثین.
"	۲۴	ناورا	نادرا	"	۱۴	دیبار	دینار
۱۲	۱۱	ویبوہ	ویردہ	"	۲۰	الایلہ	الالمیتہ
"	۱۳	العلوت	الصلوات	"	۲۱	الستہ	السنتہ
۱۳	۱۲	بافی	باقی	۲۸	۱۷	تقدیر	تقدیر پر
"	۲۵	حاسیہ	حاشیتہ	"	۲۰	آخرین	اخیرین
۱۴	۲۰	المنہ	السنیۃ	۳۰	۱۷	استقرار	استقرار
۱۵	۶	الائمتہ	السنتہ	"	۲۱	مستند	مستندا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۳	نقال	یقال	۵۲	۲	الآتیہ	الامتہ
//	۴	باقراۃ	قراۃ	۵۴	۹	ابوالجماج	ابوالحجاج
۳۲	۱۲	تمنفی	تنتفی	//	۱۹	وہی	ذہبی
۳۵	۱۳	یشی	لیشی	۵۵	۷	استناء	استثناء
//	۱۴	بجہر	یجہر	//	۲۰	نبت	تثبت
۳۶	۵	ثمات	ثابت	۵۶	۲	نحوا	نحو
۳۸	۳	مخالبت	مخالجت	//	۵	المبین	والمبین
//	۸	احیا	احیانا	//	//	روتیہ	رواتیہ
//	۲۵	تبت	غبت	//	۲۳	یختاوا	یختارو
۳۹	۱۴	النافتہ	الناقتہ	//	۲۴	ماتقر	ماتقرر
//	۱۷	تامہ	تاتہ	۵۷	۴	الحطر	الخطر
//	۱۸	ثم	تم	//	۱۹	سوالاصل	ہوالاصل
۴۰	۴	یتہو،	بتہ و،	۵۸	۸	والتہ	دالتہ
//	۵	ناقصا	ناقصہا	//	۱۱	قراہ	قراۃ
//	۷	تاقصتہ	ناقصتہ	//	۲۳	وان	وابن
//	۲۲	فصب	فخصب	۵۹	۱	انتہو	انتہی ملخصاً
۴۱	۱۹	بنجاری	البخاری	//	۴	عنہ	فیہ
//	۲۰	ہراون	ہارون	//	۱۹	مسدو	مسدد
۴۲	۱۴	الو	ابو	//	//	تنا	ثنا
۴۳	۱۵	یعلمیم	لعلہم	۶۰	۲	قنادہ	قتادۃ
۴۴	۶	تیاز غنی	نیاز علی	//	//	وقفہ	وقفہ
۴۶	۱۲	یقرؤن	یقرؤن	//	۷	لشار	بشار
//	۱۷	واللقط	واللفظ	۶۱	۹	قائدہ	قائد
۴۷	۳	فقرہا	فقراہا	//	۱۷	خرجہ	اخرجہ
//	۱۵	باعلی	نا علی	۶۲	۲	نخریج	تخریج
//	//	انعازی	الفزاری	//	۸	لئی	سئی
۴۸	۳	ابراہیم	ابراہیم التیمی	//	۳	بہراون	ہارون
//	۲۱	باغنیا	باشیاء	//	۲۳	محمد اسحق	محمد بن اسحاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹	۲۵	تناولہ	تناولہ	〃	۲۵	لمکان	امکان
۵۰	۱۷	اسندلال	استدلال	۷۵	۱۶	اجاد	احاد
۶۳	۱۵	سباتی	سیاتی	〃	۲۰	تحقق	متحقق
〃	۲۱	ضروره	ضرورة	۷۷	۸	رالا	الا
۶۴	۱۷	من لہ	من کان لہ	〃	۹	عبرالد	عبداللہ
〃	۶	بحو	بنحو	〃	۱۲	سوئے	سوے
〃	۲۰	شہ	فیہ	〃	〃	بصائنر	بصائر
〃	۲۲	تحفصہ	تخصیصہ	〃	۱۵	فخ	فح
۶۶	۴	(قافیہ)	(ق فیہ)	〃	〃	نولہ	قولہ
〃	۵	سبب	سب	〃	۲۴	لموسنین	للمومنین
〃	۹	لہندا	لنہندا	〃	۲۵	اماادا	امالوا
۶۷	۶	فنخاتحة	فنبخاتحة	۷۸	۷		
〃	〃	ابوالمندر	ابوالمنذر	〃	۱۲	الانتقاع	الانتقاع
〃	[illegible]	فالا	قالا	〃	۲۳	حبکی	حکی
〃	۱۶	تا	نا	〃	۲۵	مانہ لما	لانہ لما
〃	۲۵	ابن حبان	ابن حبان نے	۷۹	۳	بہدی	یہدی
۶۸	۱۲	نودی	نووی	〃	۲۴	سنتہ	سلنہ
〃	〃	بعض	بنفض	〃	۲۷	ابن سوا	ابن سعد
〃	۱۷	الشذود	الشذوذ	〃	۲۶	ہنبیرۃ	ہبیرۃ
〃	۱۹	السمی	التیمی	۸۰	۱	فراد	قراء
〃	۲۵	الذلی	الذہلی	〃	〃	القرا	القران
۷۱	۴	باالراسے	باالرائے	〃	۲	فی االکتوبۃ	فی الکتوبۃ
〃	۱۴	ولانظہر	ولاتظہر	〃	۱۱	حلخصاً	ملخصاً
〃	۱۹	امرجن	امرین	〃	۱۲	بکذا	ہکذا
〃	۲۲	اکراقاتقراة	اکراماً بقراة	〃	۱۷	الغارنین	القارئین
۷۲	۴	اس	اس کی	〃	۱۹	بلبث	یلبث
۷۳	۵	فلیبن	فلیبین	۸۱	۸	حنفوسو	تنفسو
〃	۶	مقتدلی	مقتدی	〃	۱۵	بلنما	بلغنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۲۵	یحنیخ	یتنیج	۹۹	۱۳	مرودد	مردود
۸۲	۴	.....	.....	〃	۲۲	نبہوی	نیہوی
〃	۱۱	ذان	فان	۱۰۰	۱۳	.....	.....
〃	۱۲	النبتة	التبنة	〃	۱۴	نوہے	نوہین
〃	۱۵	اسانند	اسانید	۱۰۱	۲	غلیستیہ	غلیبنیہ
۳	۵	.....	.....	〃	۱۰	مناماۃ	منافاۃ
〃	۹	اخواہم	اخوانہم	〃	۲۱	سفبول	سقبول
۸۵	۹	المغادین	المفادین	۱۰۲	۶	رجتج	احتج
۸۶	۱۳	ابن نجیح	ابن ابی نجیح	〃	۷	اشہلی	اشہلی
۸۷	۱۸	حیت	حیث	۱۰۳	۲-۳	عجالان	عجلان
〃	۲۰	یاقی	باقی	〃	۲۵	علدو	علدد
۸۸	۱۸	.....	.....	۱۰۴	۸	حبان	حیان
〃	۱۹	المببب	المسیب	〃	۱۹	والثلثہ	والثلثتہ
〃	۲۱	نہ	عنہ	〃	۲۲	محمد عجلان	محمد بن عجلان
〃	۲۳	عر	غیر	۱۰۶	۱	کم	اشارا
〃	۲۵	المبب	المنیب	〃	۱۷	اولہ	ادلہ
۸۹	۱۹	فسارسی	فارسی	۱۰۷	۱۴	الان	الآن
۹۰	۱۲	مجردا	مجرد	〃	۱۵	معتت	مضت
۹۲	۱۰	بدلیل	بدلیل	۱۰۹	۱۲	طرقتہ	طرقہ
۹۳	۱۳	بہانفسک	بہافی نفسک	۱۱۰	۸	الماوحین	المادحین
۹۴	۵	قوہ	قوۃ	۱۱۳	۲	اذ	اذا
〃	۱۸	لاعرۃ	لاعبرۃ	〃	۱۱	بقوح	یقدح
۹۶	۷	عروستہ	عروبتہ	〃	۲۱	بوح	کجرح
〃	۱۳	تصغہ	تضعہ	۱۱۵			
〃	۲۲	یحئی	یحیٰی	〃	۹	منبع	منبع
۹۷	۳	الاستواۂ	الاستوائے	۱۱۷	۱۳	سنبتہ	سنتہ
۹۸	۴	فلم نقل	فلم یقل	۱۱۸	۷	یاروینی	ماردینی
〃	۱	الکاہل	الکامل	۱۲۱	۵	قرلاہ	قراءۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۲	۵	اصول	الاصول	〃	۲	جاونی	جائنی
〃	۸	ہونے	ہونے کے	〃	〃	غنیہ افع	او علینہ لا فع
۱۲۳	۱۰	تابیی	تابعی	۱۳۲	۹	یوم ضحی	یوم الاضحی
〃	۱۵	قرایت	فرایت	۱۳۳	۷	الفتل	القتل
۱۲۵	۸	غنیم	غنیم	〃	〃	صلواۃ	صلوات
۱۲۶	۴	....	....	〃	۲۴	اسفلد	استقلد
〃	۸	غاصد	عاضد	〃	۲۵	یہ منوع	یہ ممنوع ہے واسطے جائز اس امر کے
۱۲۹	۱۲	آنہ	انہ	۱۳۴	۵	للامرا	للامر
〃	۱۸	وجووہ	وجوہ	〃	۱۵	عدالامر	عدم الامر
۱۳۰	۷	تعددہا	تعددہا	〃	۲۲	دلکن	لکن
〃	۱۱	اماستقتی	ماسبقنی	۱۳۵	۱	الثلات	الثلاث
〃	۱۴	لاارا	لااراہ	〃	۲	عادہ النبی	عادۃ النبی
〃	۱۷	واقص	واقض	〃	۱۷	یفید	یفیدہ
〃	۲۲	یعتبر	لایعتبر	〃	۱۹	لیل	الدلیل
۱۳۱	۸	....	....				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۶	۱	سہو واسطی جواز اس امر کے قدرودنا	قدردونا	//	۱۵	امحان	رجحان
//	۴	لالاالاحتمالات	الاحتمالات	//	۱۸	تعنیا	بتقینا
//	۶	الابی بکرۃ	لابی بکرۃ	//	۲۳	اول	اذ اول
//	۱۳	ندا	نہا	//	۲۴	بمنزلا	بمنزلۃ
//	۷	ورو	ورد	//	۲۵	الثالتہ	الثالثۃ
۱۳۷	۱	محصاً	ملخصاً	۱۴۳	۱	لابتانہ	لاتبانہ
//	۱۳	مذع	مدع	//	//	المتی	المبتی
//	۱۷	الدعاوی	الدعاوی	//	۱۲	ماتناولاہ	ماتنا ولاہ
۱۳۸	۳	مالاعادہ	بالاعادہ	۱۴۴	۵	اوعاء	ادعاء
//	۸	مقلایہ	مقلدیہ	۱۴۵	۲	قدروی	قدوری
//	۸	افصارہ	انصارہ	//	۱۸	آبل	بل
//	۲۲	المتواتر	التواتر	//	۲۲	الاشاۃ	الاشارہ
۱۳۹	۸	صدررمنہ	صدرمنہ	//	۲۴	اعلام الاعادۃ او	عدم الاعادۃ او
//	۲۴	الصلوہ	الصلوٰۃ	۱۴۶	۳	الصرورۃ	الضرورۃ
۱۴۰	۴	یدیہی	بدیہی	//	۸	لاوروت	لاوردت
//	۵	نقدکو	مقدمہ کو	//	۱۷	الغرق	الفرق
//	۹	نقاو	نقاد	۱۴۷	۳	بتعریقہ	بتعریفہ
//	۱۱	اوربشہادۃ	اوبشہادۃ	//	۳	لقول	القول
//	۲۳	اشلا	اصلاً	//	۴	معاینہ	معانیہ
۱۴۱	۱۰	....	....	//	۷	کترد	کتردد
//	۱۴	لاستغرم	لایستلزم	//	۱۵	میح	مسح
//	۱۵	لمجل	المجمل	//	۲۵	الہاقلانی	الباقلانی
//	۱۶	القاعدہ	القاعدۃ	۱۴۸	۱۷	التیائن	التبائن
//	۱۸	وارتکب صرالجاہل	وارتکب صنیع الجاہل	۱۴۹	۲	الستہ	الستۃ
۱۴۲	۶	....	....	//	۹	لمجل	المجمل
//	۹	تخصیص	التخصیص	//	۱۰	الال	الاول
//	۱۳	فکا	فکان	//	۱۸	آتوحتہ	آتوحقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۰	۶	. . . .	. . . .	〃	۱۷	الملتیس	الملتبس
〃	۱۱	الکرخی	الکرخی	۱۵۷	۹	ابوحاتم	ابو حاتم
〃	۱۶	بتائن النعام	بتبائن العام	〃	۱۵	تفردیه	تفرد به
۱۵۱	۴	جوب	وجوب	۱۵۸	۲۵	عن النزوری	عن النزبیری
〃	۸	قرار ناه	قرارغناه	۱۵۹	۲۳	ندارک	مدارک
〃	۹	الی آلان	الی الآن	۱۶۰	۲	للسئله	المسئلة
〃	۲۴	دفعاً	دفعاً	〃	۱۹	للام	للامام
〃	۲۵	فقیر	فقنیر	۱۶۲	۱	لایخزنک	لایجزنک
۱۵۲	۱	ابن بجیم	ابن نجیم	〃	۲	الاخرج	الاعرج
〃	〃	تبقوه	لاتیفوه	〃	۸	الثاسعته	التاسعته
〃	۱۸	غقل	عقل	〃	۹	التقات	الثقات
۱۵۳	۲	تقوتی	تفوتنی	〃	۱۷	لما	اما
〃	۳	ماستعک	ماسقّک	〃	〃	بارا قفضی	یارافضی
〃	۷	باسبقک	ماسبقک	〃	۱۹	الاردی	الازدی
〃	۱۰	مرادس	مرداس	〃	۲۴	سیرانه	سیزانه
〃	۱۳	تقوتینی	تفوتنی	۱۶۳	۳	لمنکدر	المنکدر
〃	۲۱	وغیث	وعیت	〃	۲۰	شطنته	مظنته
۱۵۴	۱	تخالج	تخالیج	۱۶۴	۱	دثقوة	وثقوه
〃	۸	الکبر کعته وقد اخبر	الکرکعته وقد اخبر	〃	۱۱	نیثبت	یثبت
۱۵۵	۱۵	ابو بکره	ابو بکرة	〃	۲۳	الانحی	الایلی
〃	۲۰	ومتله	ومثله	۱۶۵	۹	. . . .	. . . .
۱۵۶	۵	غبت النعام	غیث النعام	〃	۱۴	والیزنی	والیزیدی
〃	۷	والا	ولا	〃	۱۵	السراق	العراق
〃	〃	هادلا کابر عفقی	هولا الاکابر حفیفی	〃	۲۲	المرتوع	المرفوع
〃	۹	البهویهانی	البهوخالی	۱۶۶	۲۶	الغرنیته	القرنیته
〃	۱۰	هاله	ماله	۱۶۷	۲۰	السنه	السنته
〃	۱۵	ماله	ماله	〃	۲۱	قد نفته	قد نفثه
〃	۱۶	فی اللغة	فی اللغة	۱۶۸	۸	بابهدیته	بالبداتیه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٦٩	١٣	اون	ادون	١٨٧	١	انارشک	اناشک
"	٢٥	والبابس	واليابس	"	٥	ابن ابی ملیک	ابن ابی ملیکۃ
١٧٠	١٠			"	٧	کذا تمہ	کذا انتہی
"	٢٥	لاتباتہ	لاتثباتہ	"	١٥	عقبۃ	عینیۃ
١٧١	٤	....	....	١٩٠	٢	ین	س
"	١٩	الروی	المروی	"	١٣	یین	لین
"	٢٠	لمردی	المروی	"	٢٢	عقبۃ	عینیۃ
"	٢٥	استنند کا	ستنند کار	١٩١	٤	ومعین	ومعن
١٧٢	٥	بقول	یقول	"	١٢	الاشخا	الاشخاً
"	١٧	نتهو	انتهو	"	٢٥	رشید بن	رشدین
١٧٣	١١	میزان قمر	میزان				
١٧٤							
"	٥	الیوقتیۃ	الوعقیبۃ				
"	٩	شنایا	شابا				
"	١٨	المجد	الجعد				
"	٢٤	نیشنی	ینثنی				
١٧٧	١١	اس شخص کو	اس شخص کو کہ				
١٧٨	٢٤	کذ	کذا				
"	٢٥	ووی	وروی				
١٨٠	١٣	والام	والامام				
١٨٦	١	صورتین	صورتین ہیں				
"	٤	دجال	رجال				
"	٦	ایک ہو تحقیق جدید	ایک امر ہی تحقیق				
"	١١	لکشرہ	نہیں (لکثرۃ)				
"	١٢	پس	یدلس				
"	٢٠	ذاک الام	ویراک الامام				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ برہان العجاب مین ابحاث علمی بابت قرأت فاتحہ خلف الامام جناب مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم نے المکمل طور پر بیان فرمادین مگر تفہیم عوام کیواسطے ایک آسان طریقہ اس حقیر نے یہ نکالا کہ ایک فہرست مجوزین قرأت فاتحہ خلف الامام کے شایع کیجائے جس سے انکو واضح ہو جائے کہ ایسے ایسے بزرگان دین امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑہتے تھے وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ شانہ

اسماء گرامی حضرت و صحابہ رضی	نام کتاب جسمین لکھا ہے	اسماء گرامی صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم	نام کتاب جسمین لکھا ہے
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	کتب حدیث	حضرت انس رضی اللہ عنہ	ترمذی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل و جزء القرأۃ	حضرت ابو قتادہ رضی	ترمذی
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل و عمدۃ القاری	حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی	جزء القرأۃ
حضرت علی رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل و جزء القرأۃ	حضرت عثمان بن ابی العاص	عمدۃ القاری
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل	امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ	جزء القرأۃ
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل	استاد امام ابو حنیفہ رح	
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل و جزء القرأۃ	حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ	جزء القرأۃ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	جزء القرأۃ و ترمذی	حضرت سعید بن جبیر رح	جزء القرۃ
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	جزء القرأۃ	حضرت میمون بن مہران	جزء القرأۃ
حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	[illegible]	حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ	[illegible]

اسمائے گرامی صحابۂ تابعین وغیرہم	نام کتاب جسمین لکھا ہے	اسمائے گرامی صحابۂ تابعین وغیرہم	نام کتاب جسمین لکھا ہے
حضرت ابو الملیح رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ	حضرت سعید بن ابی عروبہ	جزء القراءۃ
حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ معالم التنزیل	حضرت امام سالم بن عبداللہ	جزء القراءۃ
حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ	بن عمر رحمۃ اللہ علیہ	.
حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ	حضرت امام زہری	معالم التنزیل
حضرت مالک بن عون رح	جزء القراءۃ	حضرت امام ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ

محدثین عظام ومجتہدین کرام رح و اولیاء عظام وصوفیہ کرام رح

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	معالم وترمذی وعمدۃ القاری	حضرت امام ابن خزیمہ	ترمذی وغیرہ
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی وغیرہ	حضرت امام ابن ماجہ	ترمذی وغیرہ
حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی ومعالم وعمدۃ القاری	حضرات جمیع اصحاب الحدیث	ترمذی وغیرہ
حضرت امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی ومعالم	حضرت امام اوزاعی رح	عمدۃ القاری معالم التنزیل
حضرت امام ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ	عمدۃ القاری	حضرت امام لیث بن سعد رح	تمہید
حضرت امام داؤد ظاہری رح	عمدۃ القاری وترمذی	**اولیاء عظام وصوفیہ کرام**	
حضرت امام ابن حزم رح	عمدۃ القاری	حضرت عبداللہ بن المبارک رح	ترمذی ومعالم وعمدۃ القاری
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر احمدی	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح	غنیۃ الطالبین
سادات مشائخ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر احمدی وعمدۃ القاری	خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر احمدی فتاوی ازمولوی رشید احمد گنگوہی
جلیہ [illegible]	جزء القراءۃ عمدۃ القاری	شہزادہ [illegible] علیہ	سیر الاولیاء

اعلان

یہ کتاب حسب ضابطہ رجسٹری شدہ
ہے کوئی صاحب بلا اجازت اسکے چھپوانیکا
قصد نفرماویں ورنہ بجای فائدہ کے
نقصان اٹھانیکا اندیشہ ہے بطور خیرخواہی
کے خاص و عام کو مطلع کیا گیا

المشتہر شیخ بشیر الدین جفت فروش
دہلی چاندنی چوک